TEXT CUT WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188930
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹ - Z / ۸۹۲۳۵ ل ۳ Accession No. ۱۸۳۰۸

Author حامد علی خاں 18208

Title ہزار داستان یعنی ترجمہ الف لیلہ نثر جلد چہارم

This book should be returned on or before the date last marked below.

بتوفیق خالق کون و مکاں و بفضل خلاق زمین و آسماں

یہ کتاب تالیف شاعر سحر بیان مولوی محمد حامد علی خاں صاحب حامد شاہ آبادی سلمہ الہادی الغنی

ہزار داستان

یعنی ترجمہ جلد اول

الف لیلہ نثر

بحسن اہتمام وسیع الکلام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بار ہشتم چھاپی گئی

۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو خالق ہی زمین و آسمان کا
اور اُنکی آل اور اصحاب دین پر
جو ہی اک الف لیلہ کی کہانی
سپہر شاعری کے ماہ تابان
وہ مین نے یکقلم سب مختصر کی
کہ یہ بھی تھا مرے آقا کا ارشاد
جب اُس لیلی نے پہنا زیور طبع
بکی نفضل خدا سے وہ یکایک
کوئی ایجاد اسمین کیجئے پھر
عبارت مین فقط رد و بدل ہو
بڑھین کچھ خوبیان بھی اور اُسمین
تو یہ دل نے کیا میرے ارادہ
بحمد اللہ ہوئی مشکل مری حل
لکھی تصویرین اسمین بھی بڑھاین
طوالت کا جو خطرہ بیشتر ہی

وہی ممدوح ہی سارے جہان کا
اُسی حامد علی کا پھر بیان ہے
کہ طوطا رام کی ہو وہ نشانی
اُنھین کی ہو وہ تصنیفات عالی
کہ تھی یہ ہی مرے آقا کی مرضی
مصنف اُسکے طوطا رام شایان
بنی ہر ایک کی وہ دلبر طبع
ہوے جب ناظرین خوش اُسکو پڑھکر
نئی صورت سے یعنی یہ چھپے پھر
ہر اک تصویر بھی اپنی جگہ پر
بہر صورت نئے ہون طور اُسمین
کہ حامد اب کی اسکو غور کر مین
کہ یہ بھی اب ہوئی چھپکر مکمل
بہر صورت نیا اسکو کیا ہی
عبارت مختصر مد نظر ہی

درود حق شفیع المذنبین پر
کہ جو آقا کا اپنے مدح خوان ہی
وہ تھے مشہور طوطا رام شایان
سراپا عیب اور نقصان سے خالی
نئی تصویرین بھی کہین اُسمین بجاے
مؤلف بندۂ حامد علیخان
ہوے مجنون صفت سب اُسکو کہکے
ہوا ارشاد آقا تب مکرر
نہ قصون مین مگر کوئی خلل ہو
رہے قایم بصد خوبی برابر
جو سیندان سخن دیکھا کشادہ
کرون تالیف اپنے طور پر مین
جو میرے ذہن ناقص مین سماین
جہان پر دیکھیے مضمون نیا ہی
طوالت کو سمجھتا ہون مین معیوب

عبارت مختصر ہو دل کو مرغوب
نہ قصون مین کہین دو بدلکی
فنون شاعری کے ماہرون سے
قلم اصلاح کی خاطر اُٹھائین
چھپائین ہر طرح میری خطا کو
ہوا مخلوق یہ نیکی بدی سے
حقیقت مختصر اپنی لکھون مین
نہین ملک و وطن سے ہو وہ کچھ دور
غلام عہ اول مین ہی آخر علیخان
پڑھے استاد ہین نامی سخندان
امیر عہ لکھنوی ابقاہم اللہ
سے احباب بھی جلد رہین شاد
زیادہ کر الٰہی عمر و دولت

زیادہ کچھ نہین اس مین لکھا ہی
فقط اسکی عبارت سب بدل دی
مری تحریر مین دیکھین اگر نقص
جو کچھ سمجھین مناسب وان بنائین
کہ انسان تو سراسر پر خطا ہی
خطا ہوتی ہی اکثر آدمی سے
وطن اصلی ہی میرا شاہ آباد
کہ ہی وہ ضلع ہردوئی مشہور
رہین سر پر مرے سایہ فگن وہ
کلیم عصر و فردوسی دوران
جو ہین میرے برادر اور فرزند
بحق مصطفےٰ و آل امجاد
اب آگے یان سے قصے کا بیان ہی

اسے بھی مختصر مین نے کیا ہی
مری اب التجا ہی شاعرون سے
جہان پر انکو آئے کچھ نظر نقص
وگرنہ کام فرمائین عطا کو
خطا و سہو سے گویا بھرا ہی
بیان کچھ حال اپنا اب کرون مین
رکھا اسکو ہی مرے اللہ آباد
مرے والد جو ہین قاری قرآن
کہ ہین اسوقت مین فخر زمن وہ
ہین اقلیم سخن کے وہ شہنشاہ
خدا رکھے انھین آباد و خرسند
دعا ہی اب مری آقا کی نسبت
شروع اس جا سے یعنی داستان ہی

عہ حافظ غلام علیخان ۱۲

آغاز داستان

عہ منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی مرحوم ۱۲

اگلے زمانے مین سلطنت ملک پارس کی بڑی تھی اور بہت جزیرے دور تک اُسکے تابع تھے وہان ایک بادشاہ بہت بڑا عادل اور رعایا پرور تھا اور خزانہ بسیار اور لشکر بیشمار رکھتا تھا اور اسکے دو بیٹے تھے بڑے کا نام شہریار چھوٹے کا شاہزمان دونون بجمیع صفات موصوف تھے جب وہ بادشاہ جان بحق تسلیم ہوا بڑا بیٹا بجاے اُسکے تخت پر بیٹھا اور شاہزمان کو اُسنے بہت کچھ فوج و خزانہ دیکر حکومت ملک تاتار کی دی شاہزمان بڑے بھائی کا شکریہ بجا لاکر رخصت ہوا اور شہر سمرقند کو جو اُسوقت مین سب شہرون سے بڑا تھا دارالملک مقرر کر کے اُسمین رہنے لگا جب باہمی جدائی کو عرصہ دس برس کا گذرا شہریار کو کمال اشتیاق بھائی کے دیکھنے کا ہوا اور اپنے وزیر اعظم کو اُسکے بلانے کیواسطے مقرر کیا چنانچہ وزیر اعظم بڑے تجمل سے روانہ ہوا جب قریب سمرقند کے پہونچا شاہزمان تزک شاہانہ سے دو تین کوس اسکی پیشوائی کو آیا اور

ملکہ کمال خوش ہوا اور اپنے بڑے بھائی شہریار کی خیر و عافیت پوچھی وزیر نے بعد بجالانے آداب و تسلیم کے پیغام شہریار کا پہونچایا شاہزمان نے کہ اپنے بھائی کا نہایت فرمانبردار اور کمال محبت اُسکے ساتھ رکھتا تھا وزیر سے کہا کہ مجکو کمال خوشی ہوئی انشاء اللہ تعالی دس دن کے بعد تمھارے ساتھ چلونگا دس دن تم یہین مقیم رہو مین نے مہماندار خاص تمھارے اور تمھارے لشکر کیواسطے مقرر کیے ہین چنانچہ فی الفور سب اسباب ضیافت مہیا ہوگیا اس عرصہ مین شاہزمان نے سب سامان سفر ضروری کا خرید فرما کے ایک سردار معتمد کو جانشین اپنا کیا اور شام کو دسوین روز اپنی ملکہ سے کہ جسے بہت چاہتا تھا رخصت ہوا ملازم و مصاحب ہمراہ تھے اپنے خیمے مین جو نزدیک خیمہ وزیر کے استادہ تھا پہونچکر وزیر سے گفتگو کرنے لگا یہانتک کہ آدھی رات گذر گئی اُسوقت اُسکے خیال مین گذرا کہ ایکبار پھر اپنی ملکہ سے ملاقات کرآؤن چنانچہ تنہا وہان سے محل مین پوشیدہ گیا ملکہ ایک کمینے نوکر کے ساتھ ہم آغوش سو رہی تھی شاہزمان اس واقعہ کو دیکھکر ایک گھڑی تک سکتہ مین رہا اور دل مین افسوس کرنے لگا کہ وائے فضیحتی ابھی مین شہر قندسے باہر نہین نکلا کہ اتنی بڑی جرأت یہ لوگ کرنے لگے آخر کو شاہزمان نے اُسی غصہ مین تلوار کھینچ ایسا ایک ہاتھ مارا کہ دونون کے

تصویر شاہزمان کی اپنی ملکہ اور مرد اجنبی کے قتل کرنے کی

سرتن سے جدا ہو کر تلے پلنگ کے گر پڑے پھر دونون کی لاشون کو کھڑکی کی راہ سے خندق مین محل کے پھینکدیا پھر وہان سے بارادہ سفر روانہ اپنے خیمہ گاہ کو ہوا کسی ڈر سے یہ امر نہ کہا دوسرے دن فجر کو وہان سے آگے جانے کا ارادہ کیا سب لوگ تیار ہو کر آگے کو روانہ ہوے اس سفر سے لشکر کے سب لوگ تو نہایت خوش تھے مگر

شاہزمان ہر وقت بیوفائی اور بدکاری ملکہ کی یاد کر کے غم و غصہ کھا کھا کے خون جگر پیتا تھا اور روز بروز
چہرہ ارغوانی اُسکا زعفران ہوتا جاتا تھا غرض تمام راہ اسکی اسی رنج والم مین کٹی جب قریب دارالریاست
ہندوستان کے پہونچا بادشاہ شہریار مع ارکان دولت واسطے استقبال کے گیا جبکہ سواری دونونکی
قریب پہونچی دونون بادشاہ گھوڑون سے اُتر باہمین بغلگیر ہوکر ایک دوسرے سے دیر تک خیر و عافیت
پوچھتے رہے پھر وہان سے سوار ہوکر جاہ و حشم کے ساتھہ روانہ ہوے سلطان شہریار نے اپنے بھائی کو اسما
مکان مین کہ جسکو مخصوص اُسکے واسطے آگے سے بنوا اور سجوا رکھا تھا اور وہان سے پائین باغ بادشاہی نظر آتا
تھا لیجا کر اُتارا اور وہ مکان نو تعمیر بہت وسیع اور عالیشان تھا پھر شہریار نے شاہزمان کو واسطے حمام اور
تبدیل کرنے پوشاک کے فرمایا جب شاہزمان نے فراغت کام سے پائی دونون بھائی برآمدے مین اس
مکان کے بیٹھ کے دیر تک باتین پیار و الفت کی کرتے رہے اور اہل دربار دونون بادشاہون کے صف
باندھکر قرینے اور اپنے اپنے رتبے سے کھڑے ہوے پھر دونون بادشاہ نے خاصہ باہم تناول فرمایا
پھر بات چیت مین مشغول ہوئے جب شہریار نے دیکھا کہ رات بہت آئی بھائی کو واسطے آرام کرنے
کے تنہا چھوڑکر رخصت ہوا شاہزمان کمال غم والم کے ساتھہ پلنگ پر روتا ہوا جا لیٹا اور برو شہریار کے
اپنے کو ضبط کیے ہوئے تھا اُسکے اُٹھنے کے بعد وہی بیقراری طاری ہوئی اور دل پر اسکے ایسا صدمہ
گذرتا تھا جیسے کوئی حالت نزع مین ہو اکثر آہین سرد کھینچا کرتا راتون کو نیند نہ آتی تھی اسی غم و غصہ مین
اُسکی جان گھلی جاتی تھی یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہ سب آثار غم کے اُسکے بشرے سے ظاہر ہونے لگے شہریار
نے بمشاہدہ اس حال کے تصور کیا کہ کیا سبب ہی جو شاہزمان کو مین باوجود اسقدر خاطرداری در
بہار کے ہر وقت مغموم پاتا ہون کبھی اُسکو خوشدل نہین دیکھتا شاید موجب اس رنج و ملال کا دوری اس شہر
کی یا فراق ملکہ ہی مین نے اُسکو بلاکر ناحق ایسے رنج والم مین ڈالا اب بہتر ہی کہ اُسکو سوغات دے کر
جلد یہانسے رخصت کرون القصہ اُسنے چیزین نفیس قیمتی ہند کی کشتیون مین لگاکر اُسکے پاس بھیجین اور
بڑے تکلف سے اُسکی ضیافت کی اور اُسکے خوش کرنیکے لیے طرح طرح کے تماشے اور ناچ اور رنگ کروائے
مگر اُسکا رنج اور بڑھتا گیا ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی + اور بیطلق خاطر اُسکی بشاش نہوئی ایکدن شہریار
نے اپنے اہلکارون سے فرمایا مین نے سنا ہی کہ ایک جنگل اس شہر سے دو دن کی راہ پہ ہی بہت جانور ہر قسم
کے ہین میرا قصد وہان شکار کھیلنے کا ہی جلد تم سفر کی تیاری کرو اور اپنے بھائی کو بھی

ترغیب دی کہ میرے ساتھ چلو تمھارا جی شکار کھیلنے مین لگیگا اور تمھین فرحت حاصل ہو گی شاہزمان نے عذر ناسازی مزاج کا کر کے وہین رہنے کی اجازت لی شہریار آپ اپنے ارکان دولت کے ساتھ طرف شکارگاہ کے روانہ ہوا شاہزمان نے دروازے اپنے کمرے کے بند کر دیے اور کھڑکی مین کہ جہان سے باغ بادشاہ کا نظر آتا تھا جا بیٹھا کہ سر شام یکایک چور دروازہ بادشاہ شہریار کے محل کا کھلا اور اُس دروازے سے بیس عورتین کہ جنکے حلقے مین ایک بیوی ملکہ تھی اور وہ بے تکلف حسن ولباس سے پہچانی جاتی تھی نکلکر باغ مین آئین ان سب کو یقین تھا کہ بادشاہ شکار کو گئے ہین مکان خالی ہوگا اور شاہزمان اس طرح سے اُس کھڑکی مین بیٹھا تھا کہ وہ سب کو دیکھے اور اُسے کوئی نہ دیکھے کمال مشتاق ہوا کہ تماشا اُن بیس عورتون اور ملکہ کا دیکھون کہ کیا کرتی ہین خواصون نے اپنے دراز پیراہنون کو اُتار ڈالا پھر تو اُنکی شکل صاف معلوم ہونے لگی شاہزمان یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوا کہ اُن بیس مین سے کہ جنکو وہ سب عورتین جانتا تھا دس حبشی تھے ہر ایک نے بیجانکر ایک ایک عورت کا ہاتھ پکڑ لیا فقط وہ ملکہ

تصویر عورات کی مع تصویر ملکہ کے

بے یار رہ گئی اُسنے مسعود مسعود کہکر پکارا ایک حبشی نہایت قوی ہیکل بدر خشا کہ آواز پر لگا ہوا تھا درخت سے اترکر اُسکی طرف دوڑا اور ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اب حیا مانع ہو کہ اُنکے حال کو مفصل ہم بیان کرین اُن گیارہ حبشیون نے ان دس عورتون اور گیارھوین ملکہ کے ساتھ کیا کیا القصہ وہ لوگ آدھی

رات تک اُس باغ مین رہے پھر اُسی تالاب مین باغ کے غسل کر اپنے اپنے کپڑے پہن اُسی چور دروازے
سے محل مین گئے اور مسعود بھی باغ کی دیوار پھاند کر جدھر سے آیا تھا اُدھر کو چلا گیا یہ حال شاہزمان نے
دیکھکر اپنی تسلی کی اور دل مین کہا کہ اگرچہ میری مصیبت عجیب تھی لیکن میرے بھائی کی اُس سے زیادہ
عجیب تر ہی باوجودیکہ وہ ایسا بادشاہ باشوکت و حشمت ہو لیکن اُس سے محافظت اس امر مکروہ کی
نہ ہوسکی اب تجھکو اسقدر ملول و اندوہگین اس امر مین رہنا بیجا ہو خوب ثابت ہوا کہ اسطرح کے
مکروہات دنیا مین اکثر ہوتے ہین اُسوقت سے اُسکے دل سے غم جاتا رہا اور کھانے کو منگوا کر کمال رغبت
سے نوش کیا اور گانا بجانا گویون سے سنا پھر تو سب طرح سے اُسکو صحت کلی حاصل ہوئی اور
بادشاہ کی خبر معاودت سُنکر ملاقات کی نہایت خوشی کے ساتھ آداب و تسلیمات بجا لایا اول نظر مین شہریار
نے کچھ تبدل و تغیر کو شاہزمان کے بشرے سے دریافت نکر کے بہت سے ہرن وغیرہ شکار کیے
ہوئے دیے اور کہا کہ افسوس تم ہرنون کے شکار کو نہ چلے وہان بڑی کیفیت تھی شاہزمان نے ہر ایک
سوال شہریار کا جواب کمال بشاشت سے دیا شہریار جانتا تھا کہ اب بھی شاہزمانکو اسی بیمزگی کے حال مین
جیسا چھوڑ گیا تھا ویسا پاؤنگا یہان اُسکو بہت خوشحال پایا کہا بھائی شکر خدا کا کہ مین نے تمکو آکر نہایت خوش
پایا اب تم سے مین ایک امر قسمیہ پوچھتا ہون اُس کے بتلانے مین انکار نہ کرنا جب تم اپنا ملک چھوڑ کر میرے
شہر مین آئے تھے مین نے تمکو نہایت ملول پایا تھا اور بہت تدبیرین کین لیکن تم ملول ہی رہے اب
کیا سبب ہو کہ دفعتہً تمھارا حال بدل گیا شاہزمان یہ باتین سُنکر پہلے تو خاموش رہا لیکن جب شہریار نے
نہایت مبالغہ کیا تب شاہزمان نے کہا کہ آپ میرے بزرگ اور مالک ہین اسکا جواب مین عرض نہین کرسکتا
کہ نہایت گستاخی و بے ادبی ہو شہریار نے بہت کچھ مبالغہ کیا آخر مجبوری شاہزمان نے پہلے حال بدکاری
ملکۂ سمرقند مفصل بیان کیا کہ یہ سبب میری غمگینی کا تھا شہریار نے کہا بھائی تُنے خوب کیا کہ ایسی بدکردار
اُسکے یار سمیت قتل کیا کوئی اس امر مین نسبت ظلم کی تمھاری طرف نکریگا اگر تمھاری جگہ مین ہوتا تو جب
تک ہزار عورتون کو قتل نکرتا تب تک میری تسکین نہوتی اب بتاؤ کہ یہ ملال میری غیبت مین جلد
دفع کیونکر ہوا اُسنے کہا مین اگر اسکا سبب بیان کرون تو ڈرتا ہون کہ مبادا تمھاری مصیبت میری
مصیبت سے زیادہ ہو شہریار نے فرمایا بھائی خدا کے واسطے جلد مجھ سے اس حالت کو مفصل بیان کرو کہ
مین نہایت بیتاب ہون شاہزمان نے چار و ناچار یہ تفصیل حال مسعود اور دس خواصون کا ساتھ

حبشیون اور ملکہ کے بیان کیا اور کہا کہ اس سب حال کو مین نے بچشم خود دیکھا اور سمجھا کہ سب عورتونکی خلقت مین فسق و فجور ہی ہرگز انکی عصمت اور عفت پر کوئی شخص اعتماد نہ رکھے فقط اس حال کے دیکھنے سے تسلی ہوگئی اور اُسوقت سے مین نہایت خوش اور تندرست ہون جیساکہ آپ مجکو ملاحظہ فرماتے ہین شہریار کو باوجود سُننے اس حال کے اپنے بھائی سے یقین نہ آیا اور غصہ مین آ کے کہا کہ کیا ملکۂ ہندوستان اس مرتبہ فاحشہ ہی مجکو ہرگز تمھارے کہنے کا یقین نہین جبتک کہ مین آپ نہ دیکھون شاید تمکو کچھ دھوکا اور شبہہ ملکہ کا ہوا ہو شاہزمان نے عرض کیا کہ بھائی صاحب اگر تم چاہتے ہو کہ اس امر کو اپنی آنکھ سے دیکھو تو دشوار نہین ہی تم پھر واسطے جانے شکار کے حکم کرو اور ہم تم اسی ارادے پر شہر سے لاؤ لشکر سمیت کوچ کرکے باہر چلین اور دن بھر اپنے خیمون مین رہین رات کے وقت چپکے سے اس مکان مین آکر ٹھہرین یقین ہی کہ اس صورت مین آپ بھی بچشم خود یہ سب حال کہ مین نے دیکھا ہی مشاہدہ فرماوینگے شہریار نے یہ تدبیر پسند کرکے اپنے اہلکارون کو فرمایا کہ کل مین پھر شکار کو جاؤنگا یہ خیمہ باہر شہر کے جس جگہ استادہ ہوتا ہی استادہ ہو دوسرے دن وہ دونون بادشاہ فجر کو اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہونچکر توقف کیا رات کو شہریار نے اپنے وزیر کو بلا کر فرمایا کہ مین کسی کام کیواسطے جاتا ہون تو میری جگہ بیٹھکر کسی کو لشکر سے باہر نہ جانے دیجیو پھر دونون گھوڑون پر سوار ہوکر پوشیدہ لشکر سے شہر مین آئے اور شاہزمان کی فرودگاہ مین جاکر سو رہے اور بہت تڑکے اُس کھڑکی مین جا بیٹھے کہ جہان سے شاہزمان نے اُن حبشیون اور خواصون کو ملکہ سمیت دیکھا تھا ہنوز آفتاب نے طلوع نہ کیا تھا کہ یکایک چور دروازہ محل کا کھلا اُسکے تھوڑی دیر کے بعد ملکہ اُنھین اپنی خواصون اور حبشیون کے ہمراہ کہ عورت بنے ہوے تھے اس دروازے سے نکل کر باغ مین آئی اور مسعود کو پکارا شہریار نے وہ سب حال دیکھکر دل مین کہا کہ خدایا یہ کیا غضب ہی کہ اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر کی بی بی ایسی بدکاری کرے پھر شاہزمان سے کہا کہ اس دنیاے غدار کو چھوڑ دین اور اپنے ملک اور لشکر سے جُدا ہوکر غیر ملکون مین زندگی بسر کرین اور اس بعزتی اور رسوائی کو کسی سے نہ کہین شاہزمان نے بھائی کو خلاف جواب دینا مناسب جانکر کہا مین آپ کے فرمانے کو بجان و دل بجا لاؤنگا مگر ایک شرط سے کہ جب تم کسی شخص کو اپنے سے زیادہ اس مصیبت مین مبتلا پانا تو اپنے ملک کو پھر آنا شہریار نے فرمایا مجھے یہ شرط قبول ہی لیکن جہان مین کوئی بشر مثل ہمارے ایسی مصیبت مین مبتلا نہوگا شاہزمان نے کہا کہ تھوڑے ہی سفر کرنے مین

آپ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہوگا پھر وہ دونون بادشاہ راہ غیر مشہور سے ایک سمت کو روانہ ہوئے
اور جاتے جاتے ایک سبزہ زارمین کہ نہایت خوش فضا اور لب دریاے شور تھا پہونچے دور تک
گردوپیش اُس مرغزار کے بہت درخت بڑے بڑے اور گنجان لگے ہوئے تھے وہ ایک درخت کے نیچے
واسطے سستانے کے بیٹھ گئے جب سے کہ ملکہ کو شہریار نے اُس حال زشت مین دیکھا تھا کہین آرام و
آسائش نہ کی تھی اُسوقت شاہزمان سے باتین کرنا شروع کین تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایسی ایک
آواز مہیب دریامین سُنی کہ وہ دونون نہایت ڈرے اور اُس آواز ہولناک سے ایک جا پر دریا کا
پانی پھٹا اور وہان سے ایک سیاہ ستون نے نکلنا شروع کیا اور اس قدر بلند ہوا کہ جسکا سرا
ابر مین جاکر چھپ گیا اسکو دیکھ کر وہ دونون زیادہ ڈرے اور وہان سے بھاگ کر ایک درخت بلند
اور گنجان پر چڑھ گئے اور اُسکے پتون مین چھپکر بیٹھے وہان سے کیا دیکھتے ہین کہ وہ کالا ستون دریا کے
کنارے پر آیا اور فوراً جن خبیث بنگیا پھر دیو سیاہ بنا اور سر پر ایک صندوق بہت مضبوط شیشے کا
جسمین چار قفل پیتل کے بھاری بھاری لگے ہوئے تھے رکھے ہوئے اسی درخت کے نیچے آیا اور سر سے
اُسکو اُتار کر کھولا اُسمین سے ایک بی بی نہایت خوبصورت عمدہ پوشاک پہنے ہوئے باہر آئی پھر
اُس جن نے اُس بی بی کو اپنے پاس بٹھاکر کہا اے بیگم تو اپنے حسن وجمال مین یکتا ہے مین تجھکو برات کی شب
اُٹھالایا اور جان ودل سے تیرا عاشق زار ہوا اور مین تجھکو نہایت وفادار اور باعصمت پاتا ہون اسوقت
نیند کا بڑا غلبہ ہے چاہتا ہون کہ ذرا تیرے پاس سو رہون یہ کہکر وہ جن اپنے بڑے سر کو اُس کے زانو پر
رکھکر سو رہا پانون اُسکے اتنے بڑے تھے کہ دریا تک پہونچے اور آواز اُسکے خراٹون کی مانند آواز بادل
کے سارے دریا مین گونج رہی تھی ناگہان اُس بی بی نے جو اوپر کو دیکھا نظر اُس کی دونون بادشاہون پر
پڑی کہ درخت پر چھپے ہوے تھے فوراً اُنکو اشارے سے بلایا کہ چپکے سے نیچے اُتر آؤ وہ نہایت
ڈرے اور اشارے سے کہا کہ ہمین معاف کرو اُسنے آہستہ سے سر اُس دیو کا اپنی گودی سے اُٹھاکر
زمین پر رکھدیا اور کہا کہ جلدی تم دونون درخت سے اُتر کر میرے پاس آؤ ورنہ مین ابھی اس
جن کو جگادونگی وہ تم دونون کو مار ڈالیگا اس بات کو سُنکر وہ چپکے سے درخت سے اُتر آئے وہ بی بی
مُسکراتی ہوئی دونون کا ہاتھ پکڑ کر تھوڑی دور درختون کے نیچے لیگئی اور اُس کام کو چاہا کہ جسکا حیا سے
بیان نہین ہوسکتا ان دونون بادشاہون نے پہلے انکار کیا آخر ڈرنے سے کہنا اُسکا بازی باری سے

بجالائے بعد فراغت اُس بی بی نے انگوٹھیان دونون بادشاہون سے کہ اپنی اپنی انگلیون مین پہنے
ہوے تھے مانگ لین اور ایک چھوٹا سا صندوقچہ اپنے توشہ خانے سے نکالا اور اُس مین سے ایک
ڈورا کہ جسمین بہت طرح کی انگوٹھیان تھین ان دونون کو دکھلایا اور کہا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے اور
کس واسطے انھون نے کہا کہ ہم نہین جانتے اس بی بی نے کہا کہ یہ انگوٹھیان نشان ہین ان لوگونکی
کہ جنکو مین نے مثل تمھارے اس کام مین سرفراز کیا یہ سب اٹھانوے ہین اب تمھاری

تصویر جن کی عورت کے زانو پر سر رکھکر سونے کی اور شاہزمان اور شہریار

کا درخت پر بیٹھنا

انگوٹھیان ملانے سے پوری سو ہو جاوینگی باوجود اس حفاظت اور نگہبانی جن کے مین نے آجتک
سو بار اورون سے اپنا دل خوش کیا یہ کمبخت جن مجھ پر عاشق ہے اور مجکو اس صندوق مین بند
کرکے درمیان سمندر کے چھپا رہتا ہے باوجود اس ہوشیاری کے جو میرا جی چاہتا ہے کرتی
ہون اسکی نگہبانی کچھ کام نہین آتی میرے حال سے تم قیاس کرو کہ جب کوئی عورت بدکار ہوئے
تو اسکو نہ تو اسکا شوہر اور نہ اسکا یار بدکاری سے باز رکھ سکتا ہے اکثر اشخاص عورتون کی
پارسائی پر اعتقاد رکھتے ہین اور وہ بدکار ہوتی ہین پھر اُس بی بی نے یہ کہکر دونون
بادشاہون کی انگوٹھیون کو اس ڈورے مین پرولیا اور پھر وہین جاکر بیٹھی اور جن کے سر کو

اپنی گودی مین رکھ لیا اور اُن دونون کو اشارے سے کہا کہ اب تم یہان سے چلے جاؤ وہ دونون بادشاہ جس راہ سے کہ آئے تھے چلے گئے اور جب بہت دُور نکل گئے تو شاہزمان نے اپنے بڑے بھائی شہریار سے کہا کہ دیکھا تمنے باوجود اسقدر ہیبت اور حفاظت جن کے کسقدر وہ بی بی چالاک و بدکار ہی اور باوجود اس بدکاری کے وہ جن اسکی پارسائی کا کتنا معتقد ہی اور اُسکی عصمت کی کیسی تعریف کرتا تھا اب انصاف سے کہیے کہ مصیبت اس جن کی ہماری دونون کی مصیبت سے زیادہ ہی یا نہین جس امر کی تلاش مین تھے اُسکو پایا اب ہمکو لازم ہی کہ اپنے ملکون کو پھر جاوین اور کبھی خیال شادی کا کسی عورت کے ساتھ نہ کرین اسواسطے کہ عورت صاحب عصمت اس زمانے مین ملنا محال ہی شہریار وہانسے اپنے شہر کی طرف پھرا تین شب کے بعد وہ دونون بادشاہ اپنے لشکر مین پہونچے بادشاہ کی خبر پھر آنیکی سُنکر سب ارکان دولت اور افسران فوج مجرے کیواسطے حاضر ہوے اُسنے موافق معمول کے سبکا سلام اور مجرا لیا ہر ایک سے بات چیت کی پھر شہریار نے آگے جانے کا قصد موقوف کیا اپنے بیت السلطنۃ مین پھر آیا ملکہ کے محل مین گیا اور اُسکو بندھوا کر وزیر کو فرمایا اسیوقت اسکو تو واسطے قتل کے لیجا وزیر نے فوراً قتل کیا پھر بادشاہ نے ملکہ کی خواصون کی اپنے ہاتھ سے گردن ماری اور یہ قرار دیا کہ ہر شب کو ایک عورت کے ساتھ نکاح کرے اور فجر کو اُسکو قتل کروا ڈالے الغرض بعد تجویز ایسے ظلم کے اُسنے اپنے بھائی شاہزمان کو رخصت کیا چنانچہ وہ وہانسے بعد احتشام تمام قند کو روانہ ہوا شہریار نے بعد رخصت ہوجانے شاہزمان کے وزیر اعظم سے ایک سردار کی لڑکی نکاح مین لانے کیواسطے طلب کی وزیر نے ایک امیر کی لڑکی لاکر حاضر کی بادشاہ رات بھر اُس کے ساتھ ہمبستر رہا اور صبح کو اُسکو قتل کروا ڈالا الغرض اسیطرح سے ایک مدت تک صدہا لڑکیان امیرونکی بادشاہ کے ساتھ بیاہی اور ماری ڈالی گئین پھر نوبت لڑکیون شہر کی پہونچی اور یہ خبر ظلم کی تمام عالم مین منتشر ہوئی اُس شہر مین عجیب طرح کا کہرام پڑا اور جو لڑکیان کنواری چوری چھپے بادشاہ کے ہاتھ سے بچ رہی تھین اُنکے ماں باپ اور اقربا نے تنگ ہوکر جلاے وطن اختیار کیا اور اُس مملکت سے نکل گئے اُس وزیر کی بھی دو بیٹیان تھین ناکتخدا بڑی کا نام شہرزاد اور چھوٹی کا دنیازاد تھا بڑی لڑکی ذہین و رتین علم حکمت اور طبابت اور تاریخ مین کامل تھی اور ہزارون اشعار اُستادون کے اور ضرب المثلین یاد تھین اشعار فی البدیہہ کہتی اور حسن و جمال مین بھی بےمثل تھی وزیر اُسکو بہت چاہتا اور

پیار کرتا تھا ایک دن اُسنے وزیر سے کہا کہ مین آپکی حضور مین کچھ عرض کیا چاہتی ہون میری درخواست قبول ہو وزیر نے کہا اگر بات تیری معقول ہوگی تو مین مانونگا شہرزاد نے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ اس بادشاہ کو اس ظلم سے باز رکھون اور جو لڑکیان کہ اُسکے قتل کرنے سے بچ رہی ہین اُنکے والدین کو اطمینان بخشون وزیر نے کہا کیونکر کیا تدبیر تمنے سوچی ہی شہرزاد نے کہا تمھین قسم اُسی پیار والفت کی جو میرے ساتھ رکھتے ہو میری شادی بادشاہ کے ساتھ کردو وزیر نے کہا ای لڑکی تیری عقل جاتی رہی ہی کہ مجھ سے ایسی سخت درخواست کرتی ہی کیا تجھے معلوم نہین کہ بادشاہ سوائے ایک شب کے اُس بی بی کو جسکے ساتھ عقد کرتا ہی زندہ نہین رکھتا ایسی بات بے تمیزی اور بیعقلی کی نہ کر لڑکی نے کہا مین اس خواہش سے باز نہ آؤنگی وزیر نے کہا کسیطرح سے مین تیری درخواست قبول نہین کرسکتا اور تجکو ایسی مصیبت مین دیدہ و دانستہ نہ ڈالونگا مجھ سے ہرگز یہ نہ ہوسکیگا کہ اپنے ہاتھ کو تیرے خون سے آلودہ کرون شہرزاد نے کہا ای پدر بزرگوار جسطرح ہوسکے میری اس درخواست کو منظور فرما وزیر نے کہا تیرا اصرار اس امر مین میرے غصے کو بڑھاتا ہی تو کیون درپے اپنی ہلاکت کے ہوتی ہی جو کوئی کسی کام کو بے سمجھے بوجھے کرتا ہی آخر الامر ندامت کھینچتا ہی ڈرتا ہون کہ تیرا حال مثل اس گدھے کے نہو اور جو صدمہ کہ اُسکو پہونچا تھا کہین تجکو نہ پہونچے وہ گدھا بآرام وآسایش رہا کرتا تھا از راہ نادانی کے اُس نے اپنے تئین آپ مصیبت مین ڈالا شہرزاد نے پوچھا کہ قصہ گدھے کا کیونکر ہی وزیر نے کہا

حکایت گدھے اور بیل اور اُن کے رکھوالے کی

ایک بڑا سوداگر تھا جلیل القدر اُسکے بہت گھر اور کارخانے گانؤن مین تھے جن مین طرح طرح کے مویشی رہتے تھے اتفاقاً واسطے دیکھنے اپنے کارخانون کے ایک روز گانؤن مین اہل وعیال سمیت گیا اور اصطبل مین کہ جہان اُسکا گدھا اور بیل بندھا تھا جا کر بیٹھا دیکھا کہ دونون جانور آپس مین باتین کرتے ہین سوداگر کہ بولی ہر ایک جانور کی سمجھتا تھا متوجہ ہوکر اُنکی باتین سُننے لگا بیل نے گدھے سے کہا کہ تو بڑا خوش نصیب ہی ہمیشہ آرام سے رہا کرتا ہی بخلاف میرے کہ کس قدر محنت و مشقت مجھپر پڑتی ہے صبح سے میری پیٹھ پر ہر رکھکر تمام دن زمین جوتا کرتے ہین وہر واہا چابک اور آنکس سے مار کر ہلکان کرتا ہی ہر کے بوجھ اور رگڑ سے میرا کاندھا چھل گیا ہی اور رات کو سوکھا سٹرا بھُس میرے آگے ڈال دیتے ہین کہ جسکو مین کھا نہین سکتا اور رات بھر بھوکا پیاسا اپنے موت گوبر مین پڑا رہتا ہون تیری خوشحالی پر

مجھے حسد آتا ہی بیل جب اپنا درد دل گدھے سے بیان کر چکا گدھا بولا کہ بھائی جو کچھ تو نے کہا سب
درست ہی مگر کسی کی خطا نہیں ہی تو خود نہیں چاہتا کہ اپنے تئین آرام مین رکھے یہ لوگ کبھی تیرے
حال پر رحم نہ کرینگے اگر تو محنت کرتے کرتے ہلاک بھی ہو جائے مگر ایک صورت سے تو بآرام رہ سکتا ہی
بیل نے پوچھا وہ کون صورت ہی گدھے نے کہا تو اپنے تئین بیمار بنا رات کو دانہ بھوسا نہ کھا تھان پر دم بخود

تصویر سوداگر کی اصطبل کے قریب بیٹھکر بیل اور خچر کی گفتگو سننے کی

پڑا رہ بیل نے کہا کل ایسا ہی کرونگا تو نے تدبیر خوب بتائی خدا تجھکو سلامت رکھے یہ کہکر دونون جانور
خاموش ہو رہے ان سب باتون کو سوداگر نے اچھی طرح سے سُنا دوسرے دن فجر کو مزدور نے بیل کے
پاس آکر چاہا کہ اُسے موافق معمول کے ہر مین جوتنے کے واسطے قلبہ رانی کے کھیت کی طرف لیجائے
دیکھا کہ رات کو کھلی اور بھوسا نہین کھایا ہی زمین پر پڑا ہوا ہانپ رہا ہی آنکھین بند اور پیٹ پھولا ہے
ہرواہے نے جاکر سوداگر سے کہا سوداگر نے کہ حقیقت حال سے خبردار تھا ہرواہے سے کہا کہ آج تو
گدھے سے کام لے ہرواہے نے گدھے کو ہر مین جوت کر تمام دن قلبہ رانی کی گدھا بسبب بے مشقی کے
نہایت ماندہ ہوا اور ہاتھ پانون شل ہو گئے اور سوا محنت کے مار ہرواہے کے ہاتھ سے اتنی کھائی
کہ شام کو چل نہین سکتا تھا اور بیل اُس روز بہت آرام سے رہا اور جو کچھ ناندے مین تھا خوب مزے
سے کھایا گدھے کے حق مین دعاے خیر کی جب گدھا تھکا ماندہ کھیت سے آیا بالمشافہ اُس کا شکر

بجا لایا اور کہا بھائی تمھارے سبب سے آج مین بہت اچھی طرح رہا گدھا کچھ جواب نہ دے سکا کہتے
ہی اپنے تھان پر گر پڑا اور دل مین سوچکر اپنے تیئن ملامت کرنے لگا کہ کمبخت تو بہت آرام سے رہا
کرتا تھا تو نے ناحق اپنے تیئن مصیبت مین ڈالا وزیر نے اس قصہ کو یہانتک بیان کر کے شہرزاد
سے کہا کہ اے بیٹی ناحق چاہتی ہو کہ اپنے تیئن مثل گدھے کے بلا مین ڈالو شہرزاد نے کہا مین زنہار
اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگی اور جب تک تم میری شادی بادشاہ کے ساتھ نہ کروگے اسی طرح
عرض کیے جاؤنگی وزیر نے کہا اگر تو اپنی ہٹ سے باز نہ آئیگی تو مین تجکو وہی سزا دونگا جو اُس سوداگر
نے اپنی بی بی کو دی تھی شہرزاد نے کہا مین مشتاق ہون کہ اُس نقل کو سُنون پھر اُس غریب
گدھے پر کیا گذرا اور بیل سے کیا معاملہ ہوا وزیر نے کہا دوسرے دن پھر وہ سوداگر بعد فراغت طعام
شب کو چاندنی مین اپنی بی بی سمیت نزدیک اُن دونون جانورون کے جا بیٹھا اور سُنا کہ
گدھا بیل سے کہتا ہی کہو بھائی کل فجر کو جب ہرواہا تمھارے واسطے دانہ گھاس لائے گا تب تم کیا کروگے
بیل نے کہا جیسا تمنے مجھ سے کہ رکھا ہی ویسا ہی ہوگا گدھے نے کہا خبردار ایسا کام نہ کیجیو ورنہ فوراً
تو جان سے مارا جائیگا کل شام کو پھرتے وقت مین نے سُنا آقا ہمارا اپنے خانسامان سے کہتا تھا کہ
کل فجر کو قصاب اور چمار کو بلا لانا بیل کل سے بیمار ہی اُسکو ذبح کر گوشت اور چمڑا ان دونون کے ہا
بیچ ڈالنا اب میرے نزدیک صلاح یہ ہی کہ کل فجر کو جسوقت کہ بھُسا اور چارا تیرے آگے لا کر ڈالین جلد
نے اُٹھکر اُسکو کھانا اور چاق ہو جانا تو آقا تجکو تندرست سمجھکر قصد ذبح کرنے کا نہ کرے بیل نے ڈکرکر
کہا کہ بھائی خدا تیرا بھلا کرے تو نے میری جان بچائی اب مین وہی کام کرونگا جو تو نے مجھ سے کہا سو
ان باتون کو سنکر بے اختیار ٹھٹھا مار کر ہنسا بی بی نے متحیر ہو کر سبب ہنسنے کا پوچھا اُسنے کہا وہ بات
بتانے کی نہین اسقدر البتہ کہہ سکتا ہون کہ گدھے اور بیل کی باتین سُنکر ہنسا باقی راز ہی کہ مین اسکو کہہ نہین
سکتا بی بی نے کہا یہ راز مجھے بتا کہ مین بھی جانورون کی باتین سمجھا کرون سوداگر نے انکار کیا بی بی نے
کہا اُسکے بتانے مین حرج کیا ہی تاجر نے کہا اس راز کے سکھانے سے مین جیتا نہ رہونگا وہ بولی
تجکو بہلاتا ہی آخر کسی اور نے بھی تجکو سکھایا ہوگا کیا وہ مرگیا تھا جو تو بھی مرجائیگا یہ سب تیرا جھوٹ
یہ راز تو مجکو اگر نہ بتائیگا تو مین اپنے تیئن ہلاک کر دونگی یہ کہکر وہ عورت گھر مین گئی اور دروازہ
بند کر کے بیٹھی اور رات بھر چلایا کی سوداگر رات کو سو رہا تو دوسرے دن بھی اُسکو اسی حال

سمجھانا شروع کیا کہ بی بی وہ امر تیرے سیکھنے کے لائق نہیں اور اُسکے بتانے مین میری جان کا اندیشہ ہی
بی بی نے کہا بلا سے تو جی یا مر مجکو یہ علم بتا سوداگر نے اُسکے اقربا کو بلایا اور کہا کہ تم اس نادان کو سمجھاؤ
ہر چند اُن سب نے اُسکو سمجھایا مگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آئی اور شوہر کے مرنے پر راضی ہوئی سوداگر کو
کوئی تدبیر بن نہین پڑتی تھی کہ اپنی بی بی کو اس امر سے باز رکھے سخت پریشان ہو کر دل مین سوچا کہ اگر
بی بی کو یہ راز بتاؤن تو مین خود مر جاؤن اور نہ بتاؤن تو وہ مرتی ہے اسی تردد مین اپنے گھر سے نکلکر باہر دروازے
کے جا بیٹھا سوداگر کے گھر ایک مرغ اور پچاس مرغیان تھین اور ایک نمک حلال کتا بھی اُسکا رفیق تھا اسی
حالت تشویش مین سوداگر نے دیکھا کہ وہ کتا طرف مرغ کے کہ مرغیون مین بدستور مشغول تھا بھونکسکر
دوڑا اور نہایت غصہ ہو کر مرغ کو ملامت کرنے لگا کہ تو بڑا بے شرم اور نمک حرام ہے جو ایسے وقت مین توان حرکات
سے باز نہین رہتا مرغ نے پوچھا کیا سبب ہے جو مین آج اپنے شغل سے باز رہون کتے نے کہا کیا تجکو معلوم نہین
کہ آج ہمارا خاوند بڑے اندیشے او ضیق مین ہے اُسکی بی بی نادان اُس سے ایسے راز کو پوچھتی ہے کہ جسکے بتانے
سے وہ فوراً مر جائے اور اگر نہین بتاتا تو وہ اپنے تئین ہلاک کرتی ہے اسی سبب سے اُسکے گھر مین سب
زن و مرد روتے پیٹتے ہین اور ہم سب بھی اندوہگین ہین مرغ نے کہا کہ ہمارا صاحب احمق ہے فقط ایک جورو
رکھتا ہے سو وہ بھی اُسکے قابو مین نہین مین پچاس مرغیان رکھتا ہون اور سب میرے قابو مین ہین اگر وہ
بھی عقلمندی کو کام فرمادے تو ابھی اس غم سے نجات پائے کتے نے پوچھا کیا کام کرے جس سے اُسکی بی بی
اس ہٹ سے باز آئے مرغ نے کہا ہمارا آقا اُس حجرے مین جسمین اُسکی بی بی ہے جا کے دونون دروازے
بند کر کے ایک لکڑی سے اُسے خوب مارے اس عمل سے فی الفور ہٹ سے باز آکر توبہ کریگی سوداگر مرغ
سے اس بات کو سنکر اُٹھا اور ایک بڑی لکڑی لیکر اپنی بی بی کے پاس گیا اور مارنا شروع کیا یہانتک کہ
بی بی کو سواے توبہ کرنے اور اپنی ضد سے باز آنے کے کچھ نہ بن آیا گھبرا کر اپنے شوہر کے قدمون پر
گر پڑی اور کہنے لگی کہ بس اب نہ مارئیے مین نے توبہ کی پھر کبھی اس امر مین سوال نہ کرونگی مار کے آگے بھوت
بھاگتا ہے وہ عورت خاموش ہو رہی اور سوداگر کی خوشامد کرنے لگی سوداگر نے حجرے کا دروازہ
کھول دیا رشتہ داران طرفین کے اُس عورت کو خاموش پا کر خوش ہوے اور شکر خدا بجا لائے کہ خدا
نے دونون کی جان بچائی وزیر نے اس حکایت کو تمام کر کے شہزادے سے کہا کہ اگر تو اس امر سے
باز نہ آئیگی تو ویسی ہی سزا دونگا جیسی کہ سوداگر نے اپنی بی بی کو دی تھی شہزادے نے جواب دیا مجکو بھی

بہت ہی حکایتیں و تمثیلیں موافق اپنے مطلب کے معلوم ہیں اسکا ذکر کرنا بیفائدہ ہے اگر تم بموجب میری
درخواست کے عمل مین نلاؤ گے تو مین خود بواسطہ تمھارے بادشاہ کے حضور مین اپنے تئین حاضر کرونگی آخر
وزیر نے اپنی بیٹی کے اصرار و مبالغہ سے مجبور ہوکر اُسکی درخواست کو منظور کیا اور دل مین نہایت مغموم ہوکر
شہریار کے حضور مین جاکر عرض کیا کہ شہرزاد میری بڑی لڑکی شب آیندہ کو آپکی عروس بننا چاہتی ہے بادشاہ
نے متعجب ہوکر وزیر سے فرمایا کہ تو نے کیونکر اپنے فرزند کے حق مین اس امر کو تجویز کیا وزیر نے عرض کیا
کہ اُس لڑکی نے خود مصر ہوکر درخواست کی ہے اور اسکی کمال آرزو ہے بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ تجھ
یہ نہ خیال کرنا کہ مین تیری رعایت سے اپنے دستور کو موقوف کرون وزیر نے عرض کیا مین فرمانبردار
حکم حضور کا ہون بادشاہ نے درخواست اُسکی منظور فرمائی اور کہا اسی رات کو محل مین لاکر اُس کا عقد
میرے ساتھ کردے وزیر نے اس خبر کو شہرزاد سے جاکر کہا کہ وہ بہت خوش ہوئی اور اپنے باپ کی بڑی
شکرگزاری کرکے تسلی دینے لگی کہ تم افسوس نہ کرو انشاء اللہ تعالی یہ امر زندگی بھر موجب تمھاری خوشنودی
اور مسرت کا ہوگا پھر اُسنے پوشاک پہنی اور اپنی چھوٹی بہن دنیازاد کو بلا کے الگ لیجا کر کہا کہ بہن میرا باپ
بادشاہ کے ساتھ شادی کرنیکو مجھے اب لیے جاتا ہے تو رنجیدہ نہ ہو اور جو مین کہون اُسکو عمل مین لا جسوقت
مین بادشاہ کے حضور مین حاضر ہونگی اُس سے درخواست کرونگی کہ تجھے بُلواکر میرے پاس شادی کے
کمرے مین سُلوائے اور تو خوب یاد رکھ جب فجر ہونے کو ایک ساعت باقی رہے مجھے نیند سے جگا کر کہنا
بہن اگر تم جاگتی ہو تو کوئی حکایت چھیڑو کہو کہ میرا جی لگے مین اُسیوقت کوئی قصہ کہنا شروع کرونگی مجھے یقین ہے
کہ ساتھ اس حیلے کے مین قتل ہونے سے محفوظ رہون دنیازاد نے منظور کیا غرض رات کو وزیر اعظم
شہرزاد کو بادشاہ کے محل مین لیگیا اور بعد عقد کے اُسے شاہی محل مین چھوڑ کر رخصت ہوا خلوت مین
بادشاہ نے شہرزاد سے فرمایا کہ نقاب کو اپنے چہرے سے اُٹھا پھر اُسکے حسن دلفریب کو دیکھکر مفتون ہوا
اور پوچھا تو روتی کیون ہے شہرزاد نے عرض کیا کہ میری ایک چھوٹی بہن ہے جسکو مین بہت چاہتی ہون اور وہ
بھی مجھسے نہایت مانوس ہے چاہتی ہون کہ آج کی رات وہ بھی اسی کمرے مین آکر رہے تاکہ فجر کو ہم ایک
دوسرے کا دیدار آخری دیکھلیوین اگر آپ کی مرضی ہو تو مین بلوا لون اور اُسکو پیار کرکے اپنی تسلی کرون شہریار
نے اجازت دی چنانچہ دنیازاد بادشاہ کے محل مین حاضر ہوئی شہریار شہرزاد کو لیکر ایک بڑے اونچے
پلنگ پر سویا اور دنیازاد نیچے پلنگ کے سوئی دنیازاد ایک گھڑی آگے فجر ہونیکے اُٹھی

میری اچھی باجی جان مجکو اسوقت بسبب رنج کے نیند نہین آتی ہین بہت بےچین ہون اگر تم جاگتی ہو تو کوئی کہانی کہو کہ مین اُسکو تمھاری زبان سے اخیر وقت مین سُنون اور میری طبیعت بہلے شہرزاد

تصویر شہریار اور شہرزاد کے ہمبستر ہونیکی ور دنیازاد کی نیچے پلنگ شاہی کے بیٹھنے کی

نے بادشاہ سے اجازت چاہی بادشاہ نے اُسے بخوشی تمام اجازت دی شہرزاد نے اپنی بہن دنیازاد اور بادشاہ کو مخاطب کرکے قصہ سوداگر اور جن کا اس طرح کہنا شروع کیا

قصہ سوداگر اور جن کا

بادشاہ سلامت اگلے زمانہ مین ایک سوداگر دولت نقد اور اسباب تجارت کا بیشمار رکھتا تھا چند نویسندے کوٹھیان غلام اور گماشتے جابجا مقرر تھے مگر آپ بھی گاہ بگاہ واسطے تجارت کے سفر کیا کرتا ایکبار اُسکو واسطے کسی مہم کے سفر درپیش ہوا تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر چلا اور ایک خرجی مین کچھ کلچے اور چھوہارے بھر لیے پھر منزل مقصود پر پہونچکر بعد سرانجام کام کے مراجعت کی چوتھے روز اُسنے بسبب تمازت آفتاب کے چاہا کہ کسی درخت کے سایے مین ٹھہرے دور سے دیکھا کہ ایک چشمہ صاف نیچے درخت چار مغز کے جاری ہی وہان پر وہ گھوڑے سے اُترکر بیٹھ گیا اور کلچے اور چھوہارے

تھیلی سے نکالکر کھانے لگا جب خوب کھا چکا تب گٹھلیان چھوہارے کی اِدھر اُدھر پھینکدین پھر
وضو کرکے نماز پڑھنے لگا جب نماز پڑھ چکا دو زانو بیٹھکر دعا مانگنا شروع کیا ناگاہ ایک جن بڑی عمر والا
قد مین دیو کے مانند ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوے اُسکی طرف جھپٹکر آیا اور نہایت غصہ سے للکار کر کہا
اِدھر آ کہ تیری گردن مارون سوداگر غریب اُسکی شکل مہیب دیکھکر ڈر گیا اور کانپ کر اُس سے کہا مین
نے آپکا کیا گناہ کیا ہی کہ جسکے عوض مجھے جان سے مارتے ہو جن نے کہا تو نے میرے لڑکے کو قتل
کیا ہی اُسکے قصاص مین تجکو مارتا ہون سوداگر نے کہا کیونکر مارا مین نے اسکو دیکھا بھی نہین جن نے
کہا تو یہان اپنی راہ چھوڑ کر بیٹھا اپنی جھولی سے خرمے نکالکر کھائے اور اُسکی گٹھلیان چارون طرف
پھینکین سوداگر نے کہا یہ سب سچ ہی جن نے کہا جب گٹھلیان چھوہارے کی تو چارون طرف پھینکتا
تھا ایک گٹھلی میرے بیٹے کی آنکھ مین اس زور سے لگی کہ وہ فوراً مر گیا اب تجھے اسکے عوض مین قتل
کرتا ہون سوداگر نے کہا مین نے اپنی دانست مین نہین مارا اور اگر بالفرض مجھ سے سہواً قصور ہوا ہو

تصویر جن کی سوداگر کو قتل کرتے ہوے

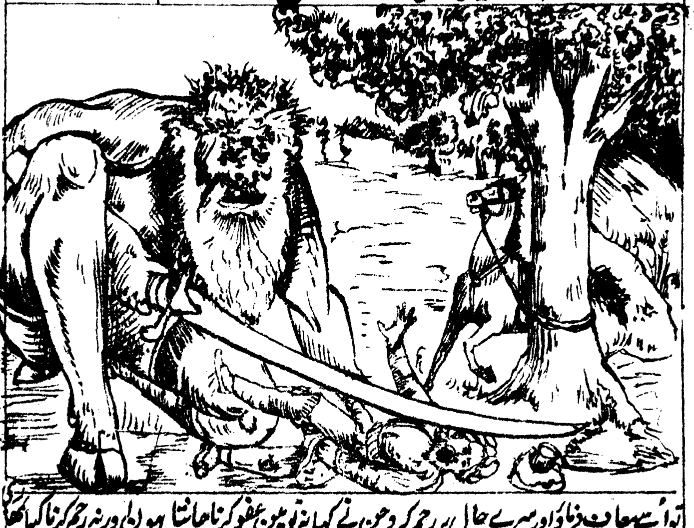

تو اُسے معاف فرماؤ اور میرے حال پر رحم کرو جن نے کہا نہ تو مین عفو کرنا جانتا ہون اور نہ رحم کرنا کیا کہا
شرع مین خون کے عوض خون کرنا نہین آیا ہی مین تجکو مقرر مار ڈالونگا یہ کہکر اُس جن نے سوداگر کو زمین پر

پچھاڑکر چاہا کہ تلوار سے اُسکا سر کاٹ ڈالے سوداگر اپنے جورو لڑکون کو یاد کرکے رونے لگا اور خدا اور
رسول کے واسطے جن کو دلائے جن نے اپنا ہاتھ ٹھہرا لیا اور چاہا کہ یہ جب فریاد و فغان سے چپ ہو تو
اُسکو مارے تاجر برابر ہائے وائے کرکے رویا کیا جن نے کہا مین کسیطرح بے قتل کیئے نہ چھوڑونگا تاجر
نے کہا افسوس تم مجھے سچ مچ مار ہی ڈالوگے جن نے کہا ہان میرا یہی ارادہ ہے کہ اتنے مین صبح ہوگئی شہرزاد
خاموش ہو رہی دنیا زاد نے کہا بہن یہ کیا اچھا قصہ تھا شہرزاد نے کہا اگر آگے سنوگی اس سے زیادہ
خوش ہوگی اور تعجب کروگی شہریار بھی اس قصہ کو سُنکر بہت خوش ہوا تھا اپنے دل مین ارادہ کیا کہ تا تمام ہونے
اس قصے کے شہرزاد کو قتل نہ کرنا چاہیئے اُس دن مارنا اُسکا موقوف کیا اور بعد ادا ے نماز دربار مین گیا
وزیر اعظم کہ رات بھر اپنی بیٹی کے غم مین سویا نہ تھا فجر کو منتظر تھا کہ واسطے قتل کرنے شہرزاد کے اب حکم ہوا
چاہتا ہے جب بادشاہ سے یہ حکم نہ پایا نہایت متحیر و متعجب ہوا بادشاہ اُس دن انتظام ملک اور فوج مین
بدستور مصروف رہا رات کو پھر شہرزاد کے ساتھ اپنے کمرے مین جاکے آرام فرمایا ایکساعت آگے فجر ہونے
کے دنیا زاد نے پھر بیدار ہو کر کہا باجی جان اس قصے کو صبح ہونے تک تمام کرو اور شہریار نے بھی فرمایا
کہ قصہ جن اور سوداگر کا تمام کرو مین نہایت مشتاق ہون شہرزاد نے فی الفور کہنا اس طرح سے
شروع کیا جبکہ سوداگر نے دیکھا کہ اس جن کے ہاتھ سے کسیطرح رہائی نہین جن سے کہا اگر مین تمھارے
نزدیک واجب القتل ہون اور تم کسیطرح مجکو نہ چھوڑوگے امیدوار ہون کہ اتنی فرصت دو کہ مین اپنی
بی بی اور بچونکو رخصت کر آؤن اور مال و دولت اپنے وارثونکو تقسیم کردون تو بعد میرے آپس مین نہ لڑین جھگڑین
اور مین وعدہ کرتا ہون کہ بعد ان سب کامون کے اسی جگہ پھر آکر حضور مین حاضر ہونگا اُسوقت مجکو جو چاہیئے
کیجیئے جن نے کہا اگر تو نہ آوے سوداگر نے کہا مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اپنے کامون سے فراغت
کرکے مین جلد یہان حاضر ہونگا جن نے کہا کتنی مہلت تو مانگتا ہے سوداگر نے کہا ایک سال کی بعد
ایکسال کے نیچے ان درختون کے حاضر ہونگا جن نے کہا اپنے اس قرار پر خدا کو گواہ کر سوداگر نے
قسم کھا کر خدا کو گواہ کیا الغرض بعد اس قول و اقرار کے جن غائب ہوگیا سوداگر نے اُس مصیبت سے
نجات پا کر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر کی راہ لی اور اپنے گھر پہونچا اُسکی بی بی اور اقربا بکمال خوش ہوئے
اُسکی ملاقات کو دوڑے سوداگر کسی کے گلے نہ ملا اور سخت رونے لگا وہ سمجھے کہ شاید کوئی حادثہ یا کچھ
نقصان مال کا ہوا کہ جس سبب سے اس قدر روتا ہے سوداگر چپ رونے سے جب ہوا تو اُسکے اہلخانہ نے

کہا کہ ہم تو تیرے آنے سے خوش ہوئے مگر تو نے اپنے رونے سے ہم سب کو رنج میں ڈالا کیا سبب ہے
سوداگر نے سب ہنا اور جن کا حال ظاہر کیا وہ سب اس قصے کو سنکر بہت روئے خصوصاً اسکی بی بی
اور لڑکون نے بہت واویلا کیا وہ دن تو اُنکے رونے پیٹنے مین کٹا دوسرے دن سوداگر اپنے انفصال مقدمات
مین مصروف ہوا پہلے اُسنے اپنا سب قرضہ ادا کیا اور دوستون کو تحفے دیئے اور بہت سا مال محتاجون کو
خیرات کیا لونڈی غلامون نے بھی آزادی پائی املاک و اموال کو اولاد پر تقسیم کیا وارثون صغیر کے لیے
محافظ اور امین مقرر کیئے بی بی کو بھی بہت سی دولت دی القصہ جب وہ موافق فرائض اللہ کے اپنے
مال کو تقسیم کر چکا اور ایک سال بھی گذر گیا مجبوری آمادہ روانگی کا ہوا اور کفن کو اپنی خرجی مین رکھ لیا
اور وقت رخصت ہونے کے اُسکے گھر مین بڑا ماتم ہوا سب اُسکو لپٹ کر چھوڑتے نہ تھے سوداگر نے
کہا کہ مین راضی برضائے آلہی ہون صبر اور شکر کرو اور سمجھو کہ آخر ایک دن سب کو مرنا ہی ہے حال سوداگر
اپنے تئین اُن سب سے چھوڑا کر روانہ ہوا اور وعدے پر اُس جگہ پہونچا اور گھوڑے سے اُتر کر کنارے
چشمے کے باکمال اندوہ منتظر جن کا بیٹھا وہ اسی حالت مایوسی مین تھا کہ ایک بڈھا ہرنی کو لیے ہوئے
وارد ہوا اور بعد سلام علیک کے اُسنے سوداگر سے پوچھا تمہارا آنا ایسے ویرانے مین کہ جنات رہتے
ہین کیونکر ہوا اس درخت کو دیکھ کر اکثر لوگ دھوکا کھا کر اُسکے سائے مین آبیٹھتے ہین اور جنون کے
ہاتھ سے اذیت پاتے ہین سوداگر بولا کہ سچ کہتے ہو مین اسی دھوکے مین پڑ کر جن کے ہاتھ مین مبتلا ہوا
پھر اپنی ساری سرگذشت اُس سے بیان کی بڈھے نے متعجب ہو کر کہا کہ تو نے قسم خدا کی کھا کر ایفا
کیا آفرین تیری صداقت پر اب مین بے دیکھے تیرے حال کے یہان سے نہ جاؤنگا یہ کہکر وہ بڈھا
نزدیک سوداگر کے بیٹھ گیا پھر دونون آپس مین باتین کرنے لگے اتنے مین ایک اور بڈھا کہ ساتھ اُسکے
دو کتے سیاہ رسی مین بندھے ہوئے تھے وہان آیا اور بعد صاحب سلامت کے حال ان دونون کا پوچھنے
لگا دونون نے اپنا اپنا حال بیان کیا دوسرا بڈھا بھی اس امر کو عجیب و غریب تصور کر کے ان دونون
کے پاس ٹھہر گیا اور اُسنے ابھی دم نہین لیا تھا کہ تیسرا ایک بڈھا خچر لیے ہوئے آیا اور ان دونون بڈھون
سے پوچھا یہ سوداگر کیون اسقدر مغموم بیٹھا ہے اُن دونون نے حال اس کی دلگیری کا بیان کیا
تیسرا بڈھا بھی ان تینون کے پاس بیٹھ گیا ہنوز اُس تیسرے نے دم نہین لیا تھا کہ دفعۃً اُنھون نے
میدان مین ایک بڑا غبار اور دھوان دیکھا کہ مانند ایک ستون کے اوپر کو اُٹھکر یکبارگی غائب ہو گیا

طرفۃ العین میں ایک جن قوی ہیکل تلوار ننگی لیے ہوئے سوداگر کی طرف آیا اور کہا کہ اُٹھ تجھے مین قتل کرون جیسا تو نے میرے بیٹے کو قتل کیا ہی یہ بات جن کی سُنکر سوداگر اور وہ تینون بڈھے کانپ

تصویر جن و سوداگر اور تین بڈھوں کی جنکے ساتھ ایک ہرنی اور ایک خچر اور دو سیاہ کتے تھے

گئے اور رونے لگے پھر جب اُس بڈھے نے کہ جسکے پاس ہرنی تھی دیکھا کہ جن سوداگر کا ہاتھ پکڑ کر ایک سمت کو لیگیا اور اُسکو کمال بیرحمی سے مارے ڈالتا ہی وہ جن کے قدمونپر گرا اور کمال عاجزی سے کہا اے بادشاہ جنون کے مین کچھ عرض رکھتا ہون ذرا غصے کو موقوف کرکے سنو مین چاہتا ہون کہ اپنا اور اس ہرنی کا جسے تم دیکھتے ہو قصہ کہون اگر یہ حال اس سوداگر کے قصے سے عجیب ہو تو اُمیدوار ہون کہ تیسرا حصہ گناہ اس آدمی کا معاف ہو جن نے تھوڑی دیر متامل ہوکر کہا مین نے اس بات کو قبول کیا جلد بیان کر

قصہ پہلے بڈھے کا کہ اُسکے ساتھ ہرنی تھی

اُس بڈھے نے کہا اے بادشاہ جن کے یہ ہرنی میرے چچا کی بیٹی اور میری زوجہ ہی جب میرا نکاح اسکے ساتھ ہوا تھا بارہ برس کی تھی اور میری نہایت فرمانبرداری کرتی تھی جب شادی کو تین برس گذرے

اور کچھ اولاد اُس سے نہ ہوئی مین نے واسطے اولاد کے کہ نہایت آرزومند تھا ایک لونڈی مول لی
اُس سے بعد انتظار بسیار کے ایک لڑکا پیدا ہوا میری بی بی نہایت حسد و عداوت مخفی لڑکے اور
اُسکی مان سے کرنے لگی افسوس کہ اُسکے حسد کا حال بعد ایک مدت کے مجھے معلوم ہوا جب وہ لڑکا دس
برس کا ہوا اتفاقاً مجکو ایک سفر درپیش ہوا مین نے قبل اپنے جانے کے اُس لونڈی اور اُس بچے کو
اپنی بی بی کے سپرد کر کے بتاکید کہا کہ میری واپسی تک ان دونون کو خبردار اچھی طرح سے رکھنا بعد ایک
سال کے مین انشاء اللہ تعالیٰ پھر آؤنگا اور جب سے میری بی بی نے اُنپر حسد کرنا شروع کیا تھا جادو
بھی سیکھتی تھی اس مدت مین وہ جادو کے علم مین خوب ماہر ہو گئی القصہ اُس کمبخت نے بعد میرے جانے کے
لڑکے کو جادو سے بچھڑا بنا ڈالا اور اہیر کو کہ میرا ملازم تھا بلا کر کہا اس بچھڑے کو مین نے مول لیا ہو تو اپنے
گھر لیجا کر رکھ اور اسکو خوب فربہ کر اور لونڈی کو بھی گائے بنا کر اسی اہیر کے گھر مین بھیجدیا جب مین سفر
سے لوٹا تو بی بی سے بیٹے اور اسکی مان کا حال پوچھا اُسنے کہا لونڈی تمھاری مر گئی اور لڑکا دو مہینے
سے نہین معلوم کیا ہوا مین یہ حال سُنکر لونڈی سے تو بالکل مایوس ہوا اور لڑکے کی نسبت دل مین اُمید
کی کہ شاید میرے ہاتھ لگے اُسکو آٹھ مہینے کا عرصہ گذر گیا کہ مین نے اُس لڑکے کو نہ پایا نہ کہین اُسکا پتا
لگا یہانتک کہ دن عید قربان کا پہونچا مین نے چاہا کہ موافق سُنت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے
قربانی کرون اہیر کو بلا کے کہا کہ ایک گائے فربہ لے آ وہ ایک گائے لایا کہ وہ درحقیقت میری لونڈی
اور اُس لڑکے کی مان تھی مین نے واسطے ذبح کرنے کے ہاتھ پاؤن اُسکے باندھے وہ نہایت عاجزی
سے بولنے لگی اور اُسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے یہ حال اُسکا دیکھکر مجھے بہت رقت
آئی اور مجھ سے اُسکے گلے پر چھُری نہ چل سکی تب مین نے اپنے نوکر سے کہا کہ اسکو لیجا اور دوسری
گائے لا اس بات سے میری بی بی بہت خفا ہوئی اور مجکو ملامت کر کے کہا کس واسطے اس
گائے کو تو ذبح نہین کرتا اس سے بہتر کوئی اور گائے فربہ اور قابل قربانی کے تیرے نوکر کے
پاس نہین اُسکے کہنے سے پھر مین مستعد اُسکے حلال کرنے کو ہوا وہ گائے آگے سے زیادہ رونے
اور چلانے لگی اُسوقت مجبور ہو کر مین نے چھُری اپنے نوکر کو دیکر کہا کہ تو ہی اس گائے کو ذبح کر اُسکے رونے
اور چلانے سے میرا ہاتھ اُسپر نہین چلتا نوکر نے کہ تھوڑا سا بیرحم تھا اُس گائے کو ذبح کر ڈالا جب اُسکی کھال
اُدھیڑی تو اُسمین سوائے ہڈیون کے گوشت مطلق نہ تھا اگرچہ جادو کے سبب ظاہر وہ فربہ معلوم ہوتی تھی

مین اہیر پر بہت خفا ہوا اور گائے مذبوح کو اُسے دیکر کہا کہ اسکو تو ہی لیجا کر اپنے صرف مین لا پھر مین نے اُس اہیر سے کہا اگر تیرے پاس کوئی بچھڑا فربہ ہو تو جلد بدلے اس گائے کے قربانی کے واسطے لا وہ جلدی سے ایک بچھڑے کو کہ نہایت موٹا تازہ اور دیکھنے مین خوبصورت تھا لے آیا مجھکو بچھڑے کا حال باوجودیکہ معلوم نہ تھا لیکن دیکھتے ہی دل مین اُسکی طرف سے محبت پیدا ہوئی اور وہ بھی سب مجھے دیکھتے ہی رسی توڑا دوڑکر میرے قدمون پر گرا اس حال سے اور زیادہ محبت اُسکی میرے دل مین ہوئی اور اسقدر میرے خون نے جوش مارا کہ جیسے کسی کو فرزند کے دیکھنے سے ہو مین اس پیار اور اُلفت اپنی سے نہایت حیران ہوا اور اُس بچھڑے کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے آخر مین نے نوکر سے کہا اس گوسالے کو لیجا اور عوض اُسکے اور جانور قربانی کے واسطے لے آ اور اُسکو حفاظت سے رکھ میری بی بی نے کہا اے شوہر ایسے فربہ تازے بچھڑے کو قربانی نہین کرتا مین نے کہا یہ بچھڑا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے دل نہین چاہتا کہ اسکو ذبح کرون تو اس امر مین کچھ نہ بول اور تکرار نکر اُس شریر عورت نے بڑا اصرار کیا اور حسد سے نہین چاہتی تھی کہ میرا فرزند جیتا رہے اور بار بار اسی کے حلال کرنے کو کہتی مجبور مین تیز چھری لے اپنے بیٹے کا گلا کاٹنے چلا پھر اُس جانور نے جب میری طرف دیکھا اُسکی آنکھون سے آنسو بہتے ہوئے دیکھکر ترس اور پیار سے مین ایسا از خود رفتہ ہوگیا کہ چھری میرے ہاتھ سے گر پڑی تب بی بی سے مین نے کہا کہ دوسرا بچھڑا میرے پاس ہے اُسکو ذبح کرتا ہون وہ بدبخت اپنی ضد اور ہٹ اُسی کے ذبح کرنے مین کیے گئی آخر مین نے اُسکے بکنے پر خیال نکرکے بظاہر اُسکی تسلی کے واسطے اُس سے اقرار کیا کہ مین اس بچھڑے کو آیندہ عید اضحی مین قربانی کرونگا پھر وہ اہیر اُس بچھڑے کو اپنے گھر لیگیا اور دوسرے دن فجر کو مجھ سے اُس اہیر نے آکر تنہائی مین کہا مین کچھ کہا چاہتا ہون یقین ہے کہ تم سُنکر خوش ہوگے میری ایک لڑکی ہے کہ وہ جادو سے کچھ واقف ہے کل جو مین اُس بچھڑے کو اپنے گھر پھیر کر لے گیا وہ لڑکی اُسے دیکھکر مُسکرائی اور روئی مین نے اُس سے ہنسنے اور رونے کا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ بابا جان یہ بچھڑا ہمارے آقا کا بیٹا ہے مین اُسے زندہ دیکھکر خوش ہوئی اور مُسکرائی اور کل کے دن جو اُسکی مان گائے کے قالب مین ذبح ہو گئی اُسے یاد کرکے مین روئی اور ان دونون مان بیٹون کو ہمارے میان کی بی بی نے بسبب سوتیا ڈاہ کے جادو سے گائے بچھڑے کے قالب مین بنا ڈالا تھا مین نے جو یہ اپنی بیٹی سے سُنا تھا تمسے آکر ظاہر کیا ہے جن

میری اُسوقت کی حالت کو تصور کر کہ ان باتونکو سُنکر کس قدر غم میرے دل مین گذرا اُس بڈھے نے یہانتک بیان کر کے جن سے کہا پھر مین اُس اہیر کے ساتھ اُسکی لڑکی کے پاس گیا اور پہلے مین اُسکے گھر جاکر اصطبل مین جہان میرا بیٹا تھا ہو بچا ہنوز مین اُسکے پاس جا کے اُسے پیار کرنے نہین پایا تھا کہ اُس سے ایسی حرکتین محبت کی عمل مین آئین کہ جس سے مین نے جانا واقعی یہ میرا فرزند ہی پھر مین نے اُسی حال کو جو سُنا تھا اُسکی بیٹی سے بھی سُنکر پوچھا کہ کسیطرح یہ بچھڑا اپنی اصلی شکل مین بنا سکتی ہی اُس نے کہا البتہ مین اُسکو شکل اصلی مین لا سکتی ہون مین نے کہا کہ اگر تو ایسا کرے تو مین اپنی سب ملک تجھے بخشدون اُس لڑکی نے مسکراکر جواب دیا تم ہمارے آقا ہو ہم فرمان بردار دو شرط سے مین تمہارے بیٹے کو اُسکی اصلی صورت مین بنا دیتی ہون ایک تو یہ کہ تم اُسکی شادی میرے ساتھ کر دو دوسرے یہ کہ جو اسکو بچھڑے کے قالب مین لایا ہی اسکو تھوڑی سی سزا دون مین نے کہا مجکو دونون شرطین بجان و دل قبول ہین القصہ لڑکی نے ایک پیالہ مین پانی بھر کر اُسپر کچھ پڑھا اور اس بچھڑے کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے مخلوق خدا کے اگر تو جادو کی تاثیر سے بچھڑا بن گیا ہے تو خدا کے واسطے پھر اپنی اصلی شکل مین آجا یہ کہکے اُس نے اُس پانی کو بچھڑکا یہ عمل کرتے ہی وہ بچھڑا آدمی کی شکل بن گیا مین نے کمال اُلفت سے اسکو اپنے سینے سے لگایا اور بہت خوش ہو کے کہا حق تعالی نے بسبب اس لڑکی کے تجکو اس مصیبت سے نجات دی اب تو ادائے شکر کر کے اُسکو اپنی زوجیت مین قبول کر جو کہ مین نے اُسکے ساتھ اس امر کا اقرار کیا ہی میرے بیٹے نے اس امر کو بدل قبول کیا اور قبل بیاہ ہونے کے لڑکی نے جادو سے میری جورو کو ہرنی بنا ڈالا پھر میرا بیٹا لڑکی کے ساتھ کتخدا ہوا تھوڑے دنون مین اُسکا قبیلہ مر گیا اُس نے مسافرت اختیار کی بہت برس گذرے ہین کہ مین نے اُس کی کچھ خبر نہین پائی اسواسطے اُسکی تلاش مین پھرتا ہون اور کسی پر مجھے اعتماد نہ تھا اسلیے اسے اپنے ساتھ لیے پھرتا ہون یہ میرا اور اس ہرنی کا قصہ ہو اب اس حکایت کو غور کیجیے کہ عجیب وغریب ہی یا نہین جن نے کہا البتہ عجیب ہی مین نے تیسرا حصہ گناہ اس سوداگر کا معاف کیا اور بعضے ترجمون مین الف لیلہ کے اس قصہ مین بجائے ہرنی کے کتیا ہی پھر شہرزاد نے شہریار سے عرض کیا کہ خداوند جب پہلا بڈھا اپنا قصہ کہ چکا دُوسرے بڈھے نے کہ دو کتے سیاہ اپنے ہمراہ لیے پھرتا تھا جن سے کہا اے عفریت میری اور ان دونون کتون کی سرگذشت سُنیں اگر پہلے قصے سے زیادہ ترعجیب وغریب

کہ

ہو تو امیدوار ہون کہ آپ تیسرا حصہ قصور اس سوداگر کا معاف فرمائین جن نے کہا اچھا تو اپنی سرگذشت بیان کر

قصہ دوسرے بڈھے کا کہ اُسکے ساتھ دو کتے تھے

دوسرے بڈھے نے کہا اے بادشاہ جنون کے یہ دونون سیاہ کتے میرے سگے بھائی ہین والد نے وقت انتقال کے ایک ایک ہزار ریال ہم تینون بھائیون کو دیے تھے ہم تینون نے انھین ریالون سے تجارت کرنا شروع کی اور دوکانون پر بیٹھکر اسباب خرید و فروخت کرنے لگے بڑے بھائی نے چاہا کہ اور شہرون مین جا کے تجارت کرے پس سب اسباب اپنا بیچ کردہ اسباب کہ دوسرے شہرون مین گران بکتا تھا خرید کر کے روانہ ہوا ایک برس کے بعد ایک شخص فقیر صورت میری دوکان پر آکر کھڑا ہوا اور کہا خدا بھلا کرے مین نے جواب دیا خدا تیرا بھی بھلا کرے وہ بولا کیا تم مجھے نہین جانتے ہو تب مین نے اُسے بغور دیکھ کے پہچانا اور گلے ملکر بڑا افسوس کیا اور معذرت کی کہ بھائی مین کیونکر تجکو اس حال سے پہچانتا اور حال سفر کا پوچھا اُسنے جواب دیا کہ تمنے مجھکو اس حال مین دیکھا اب کیا پوچھتے ہو پھر میرے اصرار کرنے سے اپنی مصیبتین مجملاً کہہ سنائین مین اُسکی بربادی کا حال سُنکر اپنے سب کامون کو بھول گیا اور جلدی اُسے حمام مین بھیج نہلا دھلا کر اچھی پوشاک پہنائی بعد اسکے مین نے اپنے حساب کی رو سے دریافت کیا کہ مین اسوقت تک مالک دو ہزار ریال کا ہون پس یکہزار ریال اسکو دیے اور کہا کہ بھائی اب اس ہزار ریال سے اپنا کاروبار کر وہ اُسنے بہت خوش ہو کر ریال لے لیے اور از سر نو کاروبار اپنا شروع کیا القصہ ہم دونون بدستور سابق باہم رہنے لگے پھر میرے دوسرے بھائی نے بھی چاہا کہ بڑے بھائی کی طرح تجارت اور شہرون مین جا کر کرے ہرچند مین نے منع کیا اُسنے نہ مانا اور اپنی سب بضاعت بیچکر اسباب تجارت مناسب سفر کے مول لیکر مجھسے رخصت ہو کر ہمراہ ایک قافلے کے روانہ ہوا بعد ایکسال کے وہ بھی تباہ ہو کر مثل بڑے بھائی کے میرے پاس آیا مین نے اُسکو بھی ہزار ریال دیے وہ بھی ایک دوکان مول لے کے اپنا کاروبار پھر کرنے لگا بعد چند سے ان دونون بھائیون نے ایک دن مجکو ترغیب دی تاکہ مین بھی ہمراہ اُنکے واسطے تجارت کے سفر کرون مین نے بہت انکار کیا لیکن دونون نے یہانتک اصرار اور مبالغہ کیا کہ چار و ناچار مین راضی ہو کر آمادۂ سفر ہوا اور خرید و فروخت اسباب تجارت کی کرنے لگا اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ انھون نے وہ ریال جو مین نے ان دونون کو دیے تھے بالکل ضائع کر ڈالے لیکن مین نے انھین کچھ ملامت نہ کی

اور اپنے سرمائے سے کہ اسوقت تک چھ ہزار ریال جمع ہوئے تھے نصف اُنھیں دیکر کہا کہ بھائی ہم
سب آدھے ریال تجارت مین لگائین اور آدھے گھر مین کہین گاڑ رکھین خدانخواستہ اگر سفر مین
کچھ نقصان پہونچے تو وہ آدھے ریال ہمارے کام آئین پھر مین نے ایک ایک ہزار ریال اُنکو دیے
اور ایک ہزار خود لیے اور تین ہزار ریال گھر کے کونے مین دفن کیے مت بعد ہم سب اسباب تجارت کا
مناسب وقت خریدکر جہاز پر مع اسباب سوار ہوکر ہوائے موافق مین روانہ ہوے بعد ایک مہینے
کے بخیر و خوبی ایسے شہر مین پہونچے کہ ہمارا اسباب بہت نفع سے بکا ایک ریال کے دس ریال ہوئے
اور اشیاے پیدایشی اُس جاکی مول لین تاکہ اُسے اپنے شہر مین جاکر بیچین جب ہم خرید اسباب سے
فراغت کر چکے ارادہ سوار ہونے جہاز کا کیا ناگہان کنارے دریاے شور کے ایک عورت حسین سے
مین دوچار ہوا اگرچہ وہ نہایت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوے تھی اُسنے سلام کرکے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا
اور باصرار کمال مجھسے درخواست کی کہ اُسکے ساتھ اپنی شادی کرون مین اُسکی طرف متوجہ نہوا آخر
جب اُسنے نہایت عاجزی سے کہا اسوقت مجھے اُسکی بیکسی پر ترس آیا اور اُس کی خواہش کو
منظور کیا اچھی پوشاک سلواکر اُسکو پہنوائی اور بعد عقد کے اپنے ساتھ جہاز پر سوار کرلیا جب جہاز
وہان سے روانہ ہوا اثنا راہ مین مین نے اُسکو نہایت خوش سلیقہ اور نیک صفات پایا مین اُسکو
زیادہ پیار کرنے لگا میرے یہ دونون بھائی حسد کرنے لگے اور مجھسے پوشیدہ دشمنی کرنا شروع کیا چنانچہ
ایک رات مجھے اور میری بی بی کو سوتا پاکر دریاے شور مین ڈال دیا بی بی کہ درحقیقت پری تھی
اُسکو پانی سے کچھ ضرر نہوا بلکہ مجکو بھی ڈوبنے سے بچایا اور ایک جزیرے خشک مین لیگئی جب دن
ہوا اُس پری نے مجھسے کہا کہ مین نے تیری جان بچائی اور مین جنس پری سے ہون اُس دن کہ
تو جہاز پر سوار ہونے لگا تھا مین نے تجھے جوان خوبصورت دیکھکر پسند کیا اور چاہا کہ تیرے ساتھ شادی
کرون پھر مین تیرے امتحان لینے کی غرض سے میلے کپڑے پہنکر تیرے سامنے گئی مگر تو نے میرے ساتھ
بڑا احسان کیا مین بہت راضی ہوئی اب چاہتی ہون کہ اُسکی شکرگذاری مین تیرے ساتھ بڑا سلوک
کرون لیکن تیرے بھائیون سے بہت ناخوش ہون دل مین ہو کہ اُنھیں جان سے مار ڈالون مین نے
اُسکی باتین سُنکر نہایت تعجب کیا اور حد سے زیادہ شکر اُسکے احسانون کا بجالایا اور منت سے
کہا بی بی اگرچہ میرے بھائیون نے میری جان پر صدمہ پہونچایا مگر مین ایسی سزاے سخت اُن پر

گوارا نہیں کرتا کہ جان سے وہ مارے جائیں القصہ جسقدر مین اپنے بھائیون کی سفارش کرتا تھا اسیقدر اُسکا غصہ زیادہ ہوتا تھا آخر اُسنے کہا مین اب یہان سے اڑا کر ان کمبختون کو جہاز سمیت سمندر مین غرق کیے دیتی ہون مین نے عرض کیا خدا کے واسطے بیگم اپنے غصے کو کم کرو سوا مار ڈالنے کے اور جو سزا چاہو اُنکو دو غرض اُس پری نے مجکو اس جزیرے سے لیجا کر میرے گھر کی چھت پر بٹھادیا اور آپ غائب ہوگئی مین کوٹھے سے اُتر کر گھر مین آیا اور کوٹھری کے دروازے کھول اُن تین ہزار ریال کو زمین سے نکالا اور اپنی دوکان پر بیٹھکر کاروبار کرنے لگا تاجرون نے آکر مجھکو مبارکباد دی جب دوکان سے مین اپنے گھر مین آیا تو دو کالے کتون کو اپنے گھر مین دیکھکر نہایت متحیر ہوا وہ کتے مجھکو دیکھکر دُم اپنی ہلا کر میری طرف دوڑے اور سر اپنا میرے پاؤن پر رکھنے لگے ایسی حالت مین وہ پری میرے گھر آئی اور مجھ سے کہا اے شوہر یہ کتے تیرے دونون بھائی ہین اس بات کو سُنکر گھبرا کر مین نے اُس پری سے پوچھا کہ کس طرح سے یہ دونون کتے بنگئے اُسنے کہا کہ میرے کہنے سے ایک میری بہن ہے اُسنے وہ جہاز جس پر تمھارا اسباب تجارت کا تھا غرق کردیا اور تیرے بھائیون کو بعوض نمک حرامی کے دس برس کیواسطے کتا بنا ڈالا یہ کہکر وہ پری غائب ہوگئی اب دس برس پورے گذر گئے ہین اور مین اُسکو ڈھونڈھتا پھرتا ہون یہانتک کہ میرا گذر اسطرف ہوا اور اس سوداگر اور پیر مرد کو جسکے پاس ہرنی ہے یہان دیکھکر مین ٹھہر گیا اے بادشاہ جن کے میرا یہ قصہ عجیب ہے یا نہین جن نے کہا البتہ تیرا بھی ماجرا نہایت عجیب ہے پھر اُسنے تیسرا حصہ جرم اُس سوداگر کا بخشا جبکہ دوسرا بڈھا بھی اپنا حال کہہ چکا تیسرے بڈھے نے جن سے کہا کہ اب مین اپنے قصے کو آپکی حضور مین کہتا ہون اگر اسکو بہ نسبت اور قصون کے عجیب تر پاؤ تو امیدوار ہون کہ باقی تیسرا حصہ گناہ اس سوداگر کا بھی معاف فرماؤ جن نے مان لیا تیسرے بڈھے نے اپنا قصہ کہنا شروع کیا

قصہ تیسرے بڈھے کا کہ اُسکے ساتھ خچر تھا

اے بادشاہ جنون کے یہ خچر میری بی بی ہے اتفاقاً میرا سفر مین جانا ہوا اور بعد ایک سال کے رات کو آتا ہوا گھر مین کیا دیکھتا ہون کہ بی بی ایک غلام سے بیٹھی اختلاط کر رہی ہے اور غمزے اور اشارے معشوقانہ کرکے محبت کا دم بھر رہی ہے مین یہ دیکھکر سخت حیران ہوا چاہا کہ اُسکو کچھ سزا دون اتنے مین وہ جلد ایک جھجھر پانی بھرا اُٹھا لائی اور کچھ افسون پڑھکر مجھپر پانی چھڑکنا شروع کیا یہان تک کہ

مین کتا بنگیا اُسنے مجھے گھر سے نکال دیا مین نے پھرتے پھرتے پریشان ہوکر ایک قصائی کی دوکان کا رستہ لیا اور ہڈیان اُس دوکان سے اُٹھا اُٹھا کر کھانے لگا ایکدن مین اُس قصائی کے گھر جا نکلا تو اُسکی بیٹی مجھے دیکھتے ہی پردے مین جا بیٹھی اور دیر تک نہ نکلی قصائی نے متعجب ہوکر پوچھا کہ تو کیون باہر نہین آتی ہو اُسنے کہا مین بیگانے مرد کے آگے کیا آؤن قصائی بولا یہان کوئی مرد نہین بیٹی نے کہا یہ کتا جو گھر مین آیا ہی مرد ہے اسکی جورو نے جادو سے اسکو کتا بنایا ہو قصائی نے کہا خدا کے واسطے بیٹی اسکو اس بلا سے رہائی دے بیٹی نے تھوڑا پانی لیا اور اسپر افسون پڑھکر مجھپر چھڑکا اور کہا یہ قالب چھوڑکر اپنے پہلے قالب مین آ یہ کہتے ہی مین آدمی ہوگیا وہ عورت بدستور پردے مین گئی مین نے بعد شکرگزاری کے کہا اے نیک بخت تجھکو دو جہان کی خوشی نصیب ہو مین چاہتا ہون کہ کچھ میری جورو کے واسطے بھی عنایت ہو کہ وہ نالائق جامۂ انسانیت سے باہر ہو جائے اُسنے پردے مین تھوڑا پانی پڑھکر ایک برتن مین اپنے باپ کے ہاتھ مجھکو بھیجدیا اور کہا اسکو اُسپر چھڑک کر جسطرح پر صورت اُسکی منظور ہو نام اُسکا زبان پر لانا کہ تو اپنا جامہ چھوڑکر اُس جامے مین آ انشاءاللہ تعالی اسکی صورت ویسی ہی ہو جائیگی مین اُس پانی کو لیکر گھر آیا اور بی بی کو سوتا پاکر اس پانی کے کئی چھینٹے اُس پر مارے اور خچر کے قالب مین اُسکو لے آیا اے بادشاہ جب تیسرے بڈھے نے یہ قصہ اپنا سنایا جن نے متعجب ہوکر خچر سے پوچھا یہ بات بڈھے کی صحیح ہو اُسنے سر ہلاکر بتایا کہ ہان صحیح ہو القصہ جن نے تیسرا حصہ باقی گناہ سوداگر کا معاف کردیا اور بعد رہائی کے سوداگر سے کہا تجھکو ضرور ہو کہ ان تینون بڈھون کا شکر کر اگر یہ سب تیری مدد نہ کرتے تو بیشک تو جان سے مارا جاتا یہ کہکر وہ جن پھر غائب ہوگیا اور وہ چارون شخص نہایت مسرور ہوے سوداگر نے اُن تینون بڈھون کا حد سے زیادہ شکر ادا کیا وہ تاجر کی جان بخشی سے کمال خوش ہوکر اپنی اپنی راہ لگے اور وہ سوداگر وہان سے اپنے گھر مین آکر بی بی اور بچون سے ملا ایک دوسرے کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور تمام عمر اُس سوداگر نے اپنے اہل و عیال مین بسر کی شہرزاد نے یہ قصہ سوداگر اور جن کا کہکر شہریار سے عرض کیا کہ جو داستان مین آپ کی حضور مین عرض کر چکی ماہی گیر کے قصے سے عجیب تر نہین دنیازاد نے بادشاہ کو خاموش پاکر کہا بہن ابھی کچھ رات تو ہو ماہی گیر کا قصہ شروع کرو شہریار بھی اُسکے سننے کو راضی ہوا شہرزاد نے اس طرح سے قصہ ماہی گیر کا بیان کرنا شروع کیا

قصہ ماہی گیر کا

خداوندا گلے زمانے مین ایک مسلمان ماہی گیر تھا نہایت بڈھا بسبب عسرت کے بڑی محنت سے قوت اپنا اور اپنی بی بی اور بچون کا پیدا کرتا ہر روز معمول تھا کہ فجر کو اُٹھکر دریا پر جاتا اور چار بار جال کو ڈالتا ایکدن بہت سویرے وہ کنارے دریاے شور کے گیا اور جال کو دریا مین پھینکا اور وقت نکالنے کے اُسکو بھاری پا کر تصور کیا کہ اُسمین بہت سی بڑی مچھلی آئی ہی مگر جب اُسکو باہر کھینچا بجاے مچھلی کے جال مین گدھے کی لاش پائی پھر اُسنے جال کو درست کر کے دوسری بار دریا مین پھینکا اس دفعہ اس مین کیچڑ اور مٹی آئی بہت دلگیر ہو کر اپنی قسمت کی شکایت کی اور بعد شکایت جال کو تیسری بار دریا مین پھینکا اس دفعہ جال مین کنکر گٹھلیان اور نجاست آئی اُسے دیکھ کے وہ نہایت رنجیدہ ہوا اس عرصہ مین وقت طلوع آفتاب کا قریب پہونچا ماہی گیر نے نماز فجر کی پڑھ کے جناب الٰہی مین مناجات کی خداوندا مین ہر روز اپنے جال کو فقط چار بار دریا مین پھینکا کرتا ہون تین دفعہ پھینک چکا ہون کچھ نہ آیا اب یکبار پھینکنا اور باقی ہی تو میرے حال پر رحم فرما یہ کہکر چوتھی بار جال کو دریا مین پھینکا اُسے بھاری پا کے سمجھا کہ ابکی بار بہت مچھلیان آئی ہین آخر بڑی دشواری سے کھینچا اس دفعہ بھی سواے ایک لوٹے پیتل کے اور کچھ نہ آیا لوٹے کو وزنی دیکھکر سمجھا کہ کوئی چیز اسمین ہی منھ اسکا سیسے سے مستحکم بند اور اُسپر مہر لگی تھی ماہی گیر نے خوش ہو کے کہا اگر اسمین کچھ نہ نکلا تو اسی کو بیچ کر تھوڑا بہت اناج مول لے کے فاقہ شکنی کرونگا پھر اسکا چھری سے منھ کھولا تو اس مین سے کچھ نہ نکلا بڑا تعجب کیا اور اس لوٹے کو ہاتھ سے ڈال دیا تو کیا دیکھتا ہی کہ اُس لوٹے کے اندر سے دھوان نکل رہا ہی یہ دیکھ کے ڈر گیا اور کئی قدم پیچھے ہٹ کھڑا ہوا پھر وہ دھوان بتدریج آسمان کی طرف بلند ہو کے چارون طرف کنارے دریا کے پھیل گیا ماہی گیر زیادہ تر متحیر ہوا جب وہ دھوان سمٹ کر مانند ایک بڑے دیو قوی ہیکل کے دکھائی دینے لگا تو ماہی گیر نے وہ مہیب شکل دیکھکر چاہا کہ بھاگے مگر بسبب خوف کے بھاگ نہ سکا سُنا کہ وہ جن کہتا ہی اے سلیمان علیہ السلام بڑے پیغمبر خدا کے لیے میرا قصور معاف کر پھر کبھی مین نافرمانی نہ کرونگا ماہی گیر نے اپنے دل کو قوی کر کے کہا اے دیو تو کیا لغو بکتا ہی سلیمان علیہ السلام کو اٹھارہ سو برس سے زیادہ گذرے کہ وفات پائی اب تو اپنا حال بیان کر کہ کون ہی اور کسواسطے تجھکو اس لوٹے مین قید کیا تھا جن نے حقارت سے ماہی گیر کی طرف دیکھکر کہا

تو ادب سے گفتگو نہین کرتا مجھکو دیو صوت کہکر پکارتا ہی ماہی گیر نے کہا اگر تجکو مین لوگ دعا کرکے تعبیر کرتا
تو بہت مناسب ہوتا جن نے کہا خبردار قبل اسکے کہ مین تجھے قتل کرون مجھ سے با ادب بات
چیت کر ماہی گیر نے کہا تو کیون مجھے قتل کریگا مین نے تجھکو قید سے چھڑایا جن نے جواب دیا یہ امر تیرے
قتل کرنے کا مانع نہین ہو سکتا مگر ایک احسان تیرے ساتھ کر سکتا ہون ماہی گیر نے کہا وہ کیا ہی جن نے
کہا مین تجھے اجازت دیتا ہون جس طرح کے قتل پر تو راضی ہو اسیطرح سے تجھکو مارون ماہی گیر بولا
ای ناحق شناس مین نے کونسا گناہ تیرا کیا ہی جسکے سبب سے تو قصد میرے قتل کا رکھتا ہی جن نے کہا
سن مین اُن جنون اور دیوؤن سے ہون جو منکر خدائی خدا کی کے ہین آگے سب عالم جنات کے مقر اور
معترف تھے کہ سلیمان علیہ السلام پیغمبر خدا کا ہی اور سب اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری مین رہا کرتے تھے
مگر مین نے اور ساکر جن نے اسکی اطاعت نہین کی اُس سے باغی رہے اُس بادشاہ جلیل القدر نے
خفا ہو کے اپنے وزیر اعظم آصف بن برخیا کو حکم کیا کہ مجکو گرفتار کر کے حاضر کرے آصف فوراً مجھے قید کر اپنے
آقا کے حضور مین لے گیا سلیمان علیہ السلام نے مجھ سے ایمان اور اتباع شریعت چاہی مین نے بوجہ
غرور کے انکار کیا انھون نے اس پیتل کے لوٹے مین مجھکو قید کیا اور اسکا منہ سیسے سے خوب بند کر
ڈھکنے پر اسم اعظم خدا کی مُہر کی پھر ایک جن سے فرمایا کہ اس لوٹے کو سمندر مین جا کر ڈال دے چنانچہ
اُسنے مجھکو لوٹے سمیت سمندر مین ڈالدیا مین نے اسی قید مین قسم کھائی کہ جو کوئی مجھے سو برس کے
اندر پہلے قید سے نکالے گا مین اُسے ایسا تونگر کر دونگا کہ زندگی بھر وہ مزہ اُٹھائے اور مرنے کے بعد
بھی بہت کچھ دولت چھوڑ جائے مگر دو سو برس گذر گئے کسی نے مجھکو قید سے نہ نکالا پھر مین نے قسم کھائی کہ
اب جو کوئی اس دوسری صدی مین نکالے اُسکو سارے خزانے روے زمین کے دکھلا دونگا تب بھی مجھے
کسی نے نہ نکالا پھر مین نے عہد کیا کہ اس تیسرے سو برس مین چھڑانے والے کو بہت بڑا بادشاہ کر دونگا
اور اُسکے پاس حاضر رہ کے ہر روز تین خواہشین اُسکی بجا لایا کرونگا اُس مدت مین بھی کسی نے مجھکو رہائی نہ دی
آخر مین نے اس قید سخت سے نہایت جھنجھلا کر عہد کر لیا کہ اب جو کوئی مجھکو اس قید سے چھڑائے گا
اُسکو مین نہایت بیرحمی سے قتل کرونگا مگر اسقدر اسکے ساتھ رعایت کرونگا کہ جسطرح سے وہ اپنی
موت چاہے گا اُسیطرح مارونگا اتنی مدت کے بعد آج تو نے مجھکو نکالا اب بتا کسطرح تجھے قتل کرون
ماہی گیر متحیر ہو کر دل مین سوچنے لگا مین عجب بدقسمت ہون کہ باوجود ایسے سلوک اور احسان کے

بدلے

قتل کا سزاوار ہوا پھر جن سے بمنت کہا تو اپنی قسم کو توڑ اور میرے اہل وعیال پر رحم کر اور میرے قصور سے
درگذر خدا تیرے گناہوں سے درگذر یگا جن نے کہا یہ بخیر ہو کسیطرح مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا ماہی گیر بہت
گھبرایا اور بکمال عاجزی سے زبان پر لایا کہ اے بادشاہ جنات کے للہ میرے حال پر رحم کر اور میرے
قتل سے درگذر جن نے کہا ان باتون کو چھوڑ اور حیلون سے منھ موڑ مین ہرگز تیرے قتل سے
باز نہ آؤنگا آخر ماہی گیر نے ایک حیلہ اپنے دل مین سوچکر جن سے کہا کہ اب مین کسیطرح تیرے ہاتھ سے
بچ نہین سکتا اگر خدا کی مرضی یہی ہی تو راضی ہون مگر مین جب تک اپنے قتل ہونے کا طریق تجویز کرون
تجھکو قسم اُسی اسم اعظم کی ہو کہ جسکو حضرت سلیمانؑ نے اپنی مہر مین کندہ کیا تھا میرے اس سوال کا جواب
دے اور وہ یہ کہ مجھکو بڑا تعجب ہو کہ تو باوجود اتنی بڑی جسامت اور قد وقامت کے کیونکر اتنے چھوٹے
سے لوٹے مین تھا جن بولا مجھکو قسم اُسی اسم اعظم کی ہو کہ مین اسی لوٹے مین تھا ماہی گیر نے کہا اس لوٹے
مین تیرا ایک قدم بھی نہین سما سکتا کیونکر اپنے سارے جسم سے اسکے اندر سمایا ہوگا جن نے کہا
اس قسم پر بھی تجھکو یقین نہین آتا ماہی گیر نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا جبتک اپنی آنکھون سے نہ دیکھونگا
اس بات کے سنتے ہی سارا جسم جن کا دھوان ہوگیا اور سارے دریا اور کنارے پر پھیل گیا پھر ایک
جا پر مجتمع ہو کے اس لوٹے کے اندر آہستہ آہستہ سارا دھوان بھر گیا پھر اُس مین سے آواز آئی
کہ اب تجھکو اے ماہی گیر یقین ہوا کہ مین بالکل اس لوٹے کے اندر ہون اُسنے بجاے جواب دینے کے
ڈھکنا اس لوٹے کے منھ پر رکھدیا اور خوب بند کر کے بولا اے جن اب میری باری ہی تو مجھسے عفو مانگ
اور تجویز کر کہ تجھکو مین کسطرح ماردون اب ضرور ہی کہ مین تجھکو پھر اس دریا مین ڈالدون اور ایک گھر
کنارے دریا کے بناکر رہون تاکہ جو ماہی گیر آوے اُسکو خبر دار کردون کہ یہان پر ایک خبیث جن ہی اُسکو
نہ نکالیو جن اس بات کو سنکر بہت گھبرایا اور چاہا کہ کسیطرح لوٹے سے پھر نکل آئے مگر وہ مہر سلیمانؑ بن
داؤدؑ کی اُسکو نکلنے سے باز رکھتی تھی آخر بہت ملائمت اور غریبی سے بولا اے ماہی گیر للہ مجھے پھر دریا
مین نہ ڈالیو مین تجھسے ہنستا تھا وہ باتین صرف دل لگی کی راہ سے کرتا تھا افسوس کہ تو نے سچ
سمجھین ماہی گیر نے کہا اے جن آگے تو باہر اس لوٹے کے بہت بڑا سردار جنون کا معلوم ہوتا تھا اور اب
تو اُسکے اندر نہایت ناچیز اپنے کو ظاہر کرتا ہی اب تو ضرور پھر اس دریا مین پھینکا جائے گا اور قیامت
تک تیری رہائی اس قید سے نہ ہوگی جن نے کہا براے خدا میری جان پر رحم کر عنقریب

جن نے بہت منت کی لیکن ماہی گیر نے ایک نہ سنی آخر کہا کہ تو اگر مجھے اس قید سے چھوڑ دیگا تو مین تیرے ساتھ بہت بڑا سلوک کرونگا ماہی گیر نے کہا تو بڑا مکار ہے تیری بات کا کیا اعتبار ہے اگر تجھ ناسپاس کو چھوڑ دون تو دوسری دفعہ تجھکو اپنے قتل کرنے پر پھر آمادہ کر دون اور تو میرے ساتھ وہی سلوک کرے جیسا کہ بادشاہ گریک نے حکیم دوبان کے حق مین کیا تھا اب تو اس حکایت کو سُن

قصہ بادشاہ گریک اور طبیب دوبان کا

شہر رومان ملک پارس مین ایک بادشاہ گریک نام مرض جذام مین سخت مبتلا تھا وہان کے حکیمون نے سب طرح کی تدبیرین کین مگر کوئی علاج مفید نہ پڑا اتفاقاً ایک بڑا حکیم حاذق دوبان نامے اس شہر مین وارد ہوا اسنے بہت علم اور فن ہر ایک قسم کے اُستادون سے سیکھے تھے اور ہر ایک زبان سے خوب واقف تھا اور خواص ہر ایک دوا اور جڑی بوٹی کو خوب جانتا تھا بعد پہونچنے اس شہر کے اسکو معلوم ہوا کہ سب حکیم بادشاہ کا علاج کر چکے کسی کے معالجے سے اُسکو صحت نہوئی اُسنے اپنے حال کی بادشاہ کو خبر کی اور بادشاہ کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو مین بے کھلائے اور مالش دوا کے خدا کی عنایت سے آپکو اچھا کرونگا بادشاہ نے کہا اگر تو اسطرح مجھے اچھا کر دیگا مین بڑا سلوک تیرے ساتھ کرونگا دوبان نے عرض کیا کہ انشاءاللہ کل سے وہ تدبیر شروع ہوگی غرض حکیم بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے مکان مین آیا اور اُسیوقت ایک گیند اور تھپکی لکڑی کی مجوف بنوا سفوف باریک دوائی اُوس پھر دوسرے دن بادشاہ کے حضور مین حاضر ہو کر آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ آپ موافق اپنے معمول کے گھوڑے پر سوار ہو کر گیند کھیلنے کو گیند گھر مین تشریف لے چلین جب بادشاہ گیند گھر مین گیا حکیم نے وہ گیند تھپکی دے کر کہا آپ اس گیند اور تھپکی سے خوب کھیلین یہانتک کہ بدن مین آپکے کوفت آجائے اُسوقت ہاتھ کی گرمی سے وہ دوائین کہ اُن دونون مین بھری ہوئی ہین آپکے سارے بدن مین سرایت کرینگی اور جب بدن مین خوب پسینا آوے فوراً گرم حمام مین [illegible] مالش بھی بدستور خوب ہو پھر سو رہیئے دوسرے دن انشاءاللہ آپ بالکل اچھے ہوجاینگے بادشاہ مصاحبون سمیت گیند کھیلنے مین مشغول ہوا یہانتک کہ سب بدن سے پسینا ٹپکنے لگا اور حرارت ادویہ نے جسم مین اثر کیا پھر بادشاہ حمام مین خوب مل مل کر نہایا اور جو جو حکیم نے کہا تھا عمل مین لایا دوسرے دن بالکل جذام سے اچھا ہوگیا بادشاہ اس علاج سے نہایت متعجب ہوا کمال خوشی سے پوشاک پہنکر دیوان عام مین آکے

اجلاس فرمایا ارکان دولت مبارکباد کے لیے حاضر ہوے حکیم دوبان بھی حضور شاہ مین حاضر ہوا اور پایہ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا بادشاہ نے اُسے اپنے پاس تخت پر بٹھاکر اُس مجمع مین کہ سب اعیان سلطنت حاضر تھے بہت تعریف اُسکی فرمائی اور وقت خاصے کے اپنے ساتھ سرفراز فرمایا اور شام کو ایک بہت بڑی لبنی سنہری قبا اور دو ہزار ریال نقد اسکو مرحمت فرمائے اور ہر روز اُسکی عزت زیادہ کرتا تھا اور باوجود اس قدردانی کے بادشاہ کو خیال آتا کہ عوض ایسی خدمت کے حکیم کو مین نے کچھ نہین دیا اور نہ عزت و توقیر لائق اُسکے کمال کے ہوسکی غرض ہر روز بادشاہ خلعت و انعام شاہانہ سے افزایش اُسکے رتبے کی فرمایا کرتا وزیر اعظم بادشاہ کا نہایت بد اور حسد پیشہ تھا اسقدر عنایت بادشاہی نسبت حکیم کے دیکھکر بہت جلا اور حسد سے چاہا کہ کسیطرح حکیم کو بادشاہ کی نظر سے گرادے اور بادشاہ کا دل اُس سے بیزار کرے ایک دن وزیر نے خلوت مین بادشاہ سے عرض کیا کہ بادشاہ کو ایسے شخص اجنبی پر جسکا حال معلوم نہو اعتماد کرنا خالی خوف و خطر سے نہین اسقدر عنایات شاہی حکیم دوبان کے حال پر ہرگز قرین صلاح نہ تھی آپکو معلوم نہین وہ بڑا مکار ہی چاہتا ہی کہ دشمنون کو آپ کے قتل کرے بادشاہ نے جواب دیا کہ وزیر تجھکو خبر ہی جو ایسی بات اُسکے حق مین کہتا ہی اور اُسکو ایسے بڑے امر مین متہم کرتا ہی وزیر نے عرض کیا خداوند مین نے اس امر کو خوب تحقیق کر کے حضور مین عرض کیا آپ ہر طرح ہوشیاری کو کام فرمایئن مکرر غلام عرض کرتا ہی کہ حکیم دوبان اپنی ولایت گریس سے یہان اسی ارادے سے آیا ہی جو مین نے حضور مین عرض کیا بادشاہ نے کہا دوبان ایسا شخص نہین جیسا کہ تو کہتا ہی مین نے اُسکو بہت عقیل و صاحب کمال پایا مثل اُسکے دوسرا شخص نہین اگر اُسکا ارادہ میرے مارنے کا ہوتا تو وہ مجھکو ایسی بیماری سخت سے کیون اچھا کرتا اُسکے حق مین ایسی بدگمانی نہ کیا چاہیے اب مین ایکہزار ریال مہینا اور اُسکا مقرر کرتا ہون اگر مین اپنی سب دولت اور ملک مین اُسکو شریک کرون تو بھی ادا ے شکر اُسکا نہ ہوسکے گا تو اُسکے اتنے اعزاز و اکرام پر کیون حسد کرتا ہی یہ خیال نہ کر کہ تیری بدگوئی سے مین کچھ اُسکے ساتھ بدسلوکی کرون مجھکو وہ بات خوب یاد ہی جو بادشاہ سندباد کو اُسکے وزیر نے قتل کرنے فرزند سے باز رکھا وزیر نے مشتاق ہوکر پوچھا وہ کیا بات تھی غلام اُمیدوار ہی کہ سنے بادشاہ گریک نے فرمایا کہ خوشدامن بادشاہ سندباد کی شہزادے پر کچھ تہمت رکھنے کے باعث ہوئی کہ بادشاہ اپنے بیٹے کو مروا ڈالے اور بادشاہ

بے سمجھے بوجھے اپنی ساس کے فریب مین آکے چاہتا تھا کہ شہزادہ بیگناہ مارا جائے بلکہ قتل کا بھی حکم دیدیا تھا اُسکے وزیر نے عرض کیا کہ اس حکم کے دینے مین جلدی نہ فرمایئے ایسا نہو کہ بسبب جلدی اور نا عاقبت اندیشی کے آپکو افسوس ہو جو اُس نیکمرد کو ہوا تھا بادشاہ سندباد نے پوچھا کہ کیونکر وزیر نے قصہ اُس نیک مرد کا اسطرح بیان کیا

قصہ نیک مرد اور طوطے کا

اگلے زمانے مین ایک بڑا نیکمرد اپنے قبیلے کو کہ نہایت حسین تھی بہت پیار کرتا تھا اور ایک گھڑی اُسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرتا ایکبار کسی کام کے لیے ایک شہر کو گیا وہان طرح طرح کی چڑیان بکتی تھین اُسنے ایک طوطا بولتا ہوا مول لیا کہ ہر ایک سوال کا جواب دیتا اور اُس مین ایک وصف اور بھی تھا کہ پیچھے اُس شخص کے جو واردات اُسکے گھر مین گذرتی اس سب کو اپنے آقا سے کہہ دیا کرتا تھوڑے دنون کے بعد پھر اُسکو سفر درپیش ہوا اُس مرد نے پنجرا اُسکا اپنی بی بی کے حجرے مین رکھکر تاکید کی کہ جبتک مین سفر سے نہ آؤن تو اُسکی خبرگیری کیجیو یہ کہکے وہ روانہ ہوا اور جب سفر سے گھر مین آیا تنہائی مین طوطے سے پوچھا کہ بعد میرے جانے کے گھر مین کیا احوال گذرا طوطے نے سب احوال جو اُسکے پیچھے گذرا تھا ظاہر کر دیا مرد نے بسبب بعض مردون کے بی بی کو چشم نمائی کی بی بی اس خیال سے کہ شاید میرے اس راز کو کسی لونڈی نے میان سے کہا اُنکو تنبیہ کرنے لگی اُنھون نے قسم کھائی آخر بی بی نے قرینے سے معلوم کیا کہ اس طوطے نے میری غمازی کی پھر وہ بی بی درپے اس امر کے ہوئی کہ کسیطرح طوطے کو جھوٹا کیا چاہیئے تا میرا شوہر آیندہ اُسپر اعتماد نہ کرے اور وہ شک بھی کہ اُسکے دل مین میری طرف سے پڑا ہی رفع ہو منتظر وقت کی تھی یہانتک کہ اُسکا شوہر پھر ایک روز کیواسطے باہر گیا اُس نے اپنی لونڈی کو حکم کیا کہ ایک تم مین سے اس طوطے کے پنجرے کے تلے تمام رات چکی پیسے اور ایک اُسکے اوپر پانی ڈالے جیسے مینھ برستا ہی اور تیسری لونڈی آئینہ کو ہاتھ مین لیکر شمع کی روشنی مین اس طوطے کے منھ کے آگے گھمائے وہ لونڈیان بی بی کے ان سب کامون کو بجا لائین دوسرے دن جب اُسکا شوہر اپنے گھر آیا طوطے سے تنہائی مین پوچھا آج کی رات کیا معاملہ گذرا طوطے نے کہا رات بھر مین بڑی مصیبت مین رہا تمام رات مجھپر مینھ برستا رہا بجلی چمکا کی بادل گرجا شوہر نے خیال کیا کہ رات کو نہ ابر تھا نہ بارش جھوٹ کہتا ہی اور اسی طرح

ہمیشہ جھوٹی باتیں مجھ سے کہا کرتا ہی اور جو میری بی بی کے حق مین کہا وہ بھی سب جھوٹ تھا آخر غصے سے طوطے کو زمین پر دے پٹکا بعد کتنے دنون کے اپنے ہمسائے کے لوگون سے اپنی بی بی کی خیانت سُنی اور اُسکا کلام مطابق کلام طوطے کے پاکر اُسکے مار ڈالنے سے نہایت نادم ہوا اور راہی گیر نے جن سے کہا بادشاہ گریک نے اس حکایت کو تمام کرکے اپنے وزیر سے کہا تو حسد سے چاہتا ہی کہ حکیم دوبان میرے ہاتھ سے بیقصور قتل ہو سو مین مثل اُس مرد کے نادان اور جلد باز نہین کہ طوطے کو ناحق مار کے پچھتایا وزیر نے کہا خداوندا اگر حضور کی سلامتی کیواسطے ایک بیگناہ مارا جائے تو کچھ افسوس نہین اور سب بالاتفاق کہتے ہین کہ وہ جاسوس ہی حضور کے قتل کرنے کے واسطے آیا ہی مجھے کچھ حسد اور عداوت نہین مین نے محض خیرخواہی اور نمک حلالی سے عرض کیا اگر یہ امر جھوٹ ہو تو غلام وہی سزا پاوے جیسے اس وزیر نے سزا پائی اور جان سے مارا گیا بادشاہ گریک نے پوچھا کیونکر وزیر نے عرض کیا حضور متوجہ ہوکر سُنین

قصہ وزیر کا کہ بسبب غفلت کے مارا گیا

اگلے زمانے مین ایک بادشاہ کے بیٹے کو کمال شوق شکار کھیلنے سے تھا اور بادشاہ اُس شہزادے کی کمال خاطرداری اور نازبرداری کیا کرتا اور وزیر اعظم کو تاکید کی کہ شکار کھیلنے کے وقت کبھی اُس سے جُدا نہو جیو ایک دن شہزادہ شکار کھیلنے گیا شکار کھلانے والون نے ایک بارہ سنگھا جنگل سے نکالا اُس شہزادے نے پیچھا اُسکے گھوڑا دوڑایا کئی کوس تک اُسکا پیچھا کیا آخر تھک کر ارادہ کیا کہ وہان سے شکارگاہ پھر آئے اور وزیر سے کہ اُسنے تنہا چھوڑ دیا تھا آکر ملے لیکن بسبب بھول جانے راہ کے پھر نہ [illegible] عورت بی بی کو دیکھا کہ رو رہی ہی اُس نے گھوڑے کو روک کر اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کیون روتی ہی عورت نے کہا مین بیٹی بادشاہ ہند کی ہون مین سوار جاتی تھی دفعتہ گھوڑے کی پیٹھ پر غافل سو گئی اور اس جا پر گر پڑی گھوڑا میرا بھاگ گیا مجھے معلوم نہین کہ کدھر چلا گیا شہزادے نے اُسکے حال پر ترس کھا کے اُسکو اپنے آگے گھوڑے پر سوار کر لیا اور وہان سے روانہ ہوکر قریب ایک ویرانے کے پہونچا اُس عورت نے قصد اُترنے کا کیا شہزادے نے اُسکو اُتار دیا اور آپ بھی اُس ویرانے کی طرف چلا مگر اُس عورت کے اس کلام کو سُنکر نہایت متعجب ہوا کہ اندر جا کر دیوار کی اس مکان کے پہونچکر پکاری کہ اے بچو خوش ہو مین تمھارے لیے ایک نہایت

فربہ جوان شکار کرکے لائی ہون در جواب اُسکے ایک آواز اندر سے آئی کہ اماں وہ جوان ہمن ہے
ہمین دے ہم بہت بھوکے ہین شہزادہ ڈر گیا اور سمجھا کہ عورت غول بیابانی ہے کہ ویرانے مین مسافرون کو
مکر و فریب سے ہلاک کرکے کھا جایا کرتی ہے جلد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر مکار عورت نے باہر نکلکر
جو دیکھا کہ شکار ہاتھ سے جاتا ہے تو شہزادے سے کہا تو ڈر نہین مجھے بتا تو کون ہے اور کسکو ڈھونڈھتا ہے
شہزادے نے کہا مین اپنی راہ ڈھونڈھتا ہون عورت نے کہا تو توکل خدا پر کر وہ تیری مشکل آسان کریگا
شہزادے کو یقین ہوا کہ شاید اسمین بھی کچھ فریب ہو پھر اُسنے اپنے دونون ہاتھ اُٹھا کر مناجات کی کہ
خداوندا میرے حال پر رحم کر اور مجھکو اس دشمن سے نجات دے اس دعا کے کرتے ہی وہ دیونی
آدم خوار ویرانے کی طرف پھر گئی اور شہزادہ خوش نصیب کو راہ نظر پڑی جس سے وہ جلد اپنے
گھر کو صحیح و سالم پہونچا اور اپنے باپ سے سب حال اس خوف و خطرہ کا بیان کیا بادشاہ سنکر
وزیر سے نہایت ناخوش ہوا اور اسکو جان سے ہلاک کیا شہزادے نے کہا خداوند وزیر اس حکایت
کو تمام کرکے پھر حکیم دوبان کے حال کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ گریک سے کہا مین نے بتحقیق
سنا ہے کہ وہ جاسوس ہے کسی آپ کے دشمن نے بھیجا ہے اگرچہ اُسنے بالفعل آپ کو اچھا کیا ہے مگر آخر کو تاثیر سے
اُن دواؤن کی آپ کو ایسا ضرر پہونچیگا کہ آپ کی جان پر آ بنے گی بادشاہ گریک کہ کم عقل تھا تعبیر
مآل اندیشی وزیر کے بہکلانے سے حکیم دوبان کی طرف سے پھر گیا اور کہنے لگا وزیر تو سچ کہتا ہے یہ حکیم میرے
مارنے کے لیے آیا ہے کسی وقت کوئی دوا ایسی مجھے سونگھا دے گا کہ جسکی تاثیر سے مرجاؤنگا وزیر نے
جب دیکھا کہ میرے افسون نے تاثیر کی بادشاہ سے [illegible] جلد حکیم دوبان کو بلوا کر حکم قتل کا دیجیے
بادشاہ نے کہا اچھا مین ابھی قتل کرتا ہون یہ کہکے ایک [illegible] بلوا بھیج اُسنے
جلدی سے بلوا بھیجا جب دوبان حاضر ہوا بادشاہ نے کہا تو جانتا ہے کہ مین نے تجھکو کیون بلوایا اُسنے
عرض کیا غلام کو کچھ معلوم نہین حضور ارشاد کرین بادشاہ نے کہا مین نے اسلیے بلوایا ہے کہ تجھکو قتل
کرون دوبان نے نہایت متحیر ہوکر عرض کیا حضور سبب میرے قتل کا کیا ہے بادشاہ نے کہا تو جاسوس
ہے میرے مارنے کے واسطے آیا ہے یہ کہکر بادشاہ نے اُسی افسر کو فرمایا کہ اسکی ابھی گردن مار دو دوبان
سوچا کہ لوگون نے حسد سے بادشاہ کو بہکا کر میرا دشمن کیا دل مین پچھتانے لگا کہ افسوس مین نے
کیون بادشاہ کو بیماری سے اچھا کیا اور دیر تک اپنی بے قصوری کا حال حضور مین بادشاہ کے

بیان کرتا رہا بادشاہ نے اُسکے کہنے پر کچھ توجہ نہ فرمائی اور مکرر حکم اُسکے قتل کرنیکے لیے فرمایا ماہی گیر نے
جن سے کہا جو معاملہ کہ درمیان مین بادشاہ گریک اور حکیم دوبان کے گذرا وہی معاملہ بعینہ میرے اور تیرے
درمیان مین ہے غرض جسوقت کہ جلاد نے حکیم کی گردن مارنے کا قصد کیا اہل دربار نے اُسکو بے قصور
سمجھکر شفاعت کی بادشاہ نے اُن سب کو جھڑک دیا دوبان نے جب دیکھا کہ مین بے قصور مارا ہی جاتا ہون
بادشاہ سے عرض کیا خداوند اُمیدوار ہون کہ غلام کو اتنی فرصت ملے کہ اپنے مکان پر جاکر وصیت
کر آؤن اور کتابین ایسے شخص کو جو لائق اُنکا ہو حوالے کرون منجملہ اُن کتابون کے ایک کتاب عجیب
وغریب ہے وہ حضور کے کتب خانے مین رہے بادشاہ نے فرمایا وہ کیسی کتاب ہے حکیم نے
کہا اس مین بہت راز کی باتین ہین ازانجملہ ایک یہ ہے کہ جب میرا سر کاٹا جائے اور حضور اُس
کتاب کو کھولکر چھٹے ورق کے بائین صفحے کی تیسری سطر کو پڑھکر جو سوال کرینگے فی الفور سر میرا
جواب اُسکا دیگا بادشاہ نے نہایت متعجب ہوکر دل مین کہا کہ ایسے عجیب وغریب امر کو دیکھنا ضرور
ہوا اُس روز قتل کرنا حکیم کا موقوف کرکے حکم کیا کہ آج اسکو اسکے گھر لیجاؤ جب حکیم کو اُسکے گھر لے گئے
اُسنے ایک ہی روز مین سب کامون کو انجام دیا اور ایک بہت بڑی کتاب لے کر حضور شاہ مین
حاضر ہوا اور اُس کتاب کو جزدان سمیت بادشاہ کو دے کر عرض کیا کہ جب میرا سر کاٹا جاوے اُسکو
طشت مین رکھکر اس کتاب کے جزدان پر رکھنا بجرد اس عمل کے خون بند ہو جائیگا بعد اسکے جو کچھ
سر سے پوچھو گے جواب ٹھیک پاؤ گے حکیم نے پھر اُسوقت بادشاہ سے کہا خداوند مین محض بے قصور
مارا جاتا ہون میرا قصور معاف کیجئے بادشاہ نے کہا اب مین تیری بات نہین سُنتا بعد تیرے مارے
جانے کے تیرے سر سے سُنونگا یہ کہکر بادشاہ نے کتاب لے لی اور جلاد نے اُسکی گردن ماری اور اسکا
سر کاٹکر طشت مین رکھا اور جب سر کو اس کتاب کے غلاف پر دھرا خون بہنا سر سے بند ہوگیا
بادشاہ اور سب حاضرین نے دیکھکر نہایت تعجب کیا پھر اُس سر نے آنکھین کھولکر بادشاہ سے کہا اب
اس کتاب کو کھولو بادشاہ نے کتاب کھولکر چاہا کہ چھٹے ورق کو گن کے اُلٹے اور دوسرے صفحہ کی تیسری
سطر کو پڑھے مگر وہ ورق ایک دوسرے سے اسقدر چسپان تھے کہ اُلٹ نہ سکا تب اُنگلی مین لعاب
دہن لگاکر ورق اُلٹنے لگا جب نوبت چھٹے ورق کی پہونچی بادشاہ نے کچھ لکھا نہ پایا تب حکیم کے
سر سے کہا وہان تو کچھ لکھا نہین سر نے جواب دیا کہ اور ورقون کو اُلٹو بادشاہ ہر دفعہ اُنگلی کو زبان سے

تم دیکھنے لگا ورق گردانی کرنے پایا تھا تک کہ زہر ہلاہل نے کہ جو ہر ایک ورق مین کتاب کے لگا ہوا تھا لب مین سرایت کی عوض لمحہ بلحہ حال اُسکا متغیر ہونے لگا بصارت بھی سُکی جاتی رہی آخرہ کو بے قرار ہو تے تخت کے نیچے گرا تب حکیم کے سر نے پکار کر کہا اے ظالم نتیجہ بے گناہون کے قتل کرنیکا تو نے دیکھا خون ناحق رائگان نہین جاتا سُنتے ہی اس کلام کے بادشاہ تمام ہوگیا اور اپنی سزا کو پہونچا ملکہ شہرزاد نے شہریار سے عرض کیا کہ خداوندیہ قصہ بادشاہ گریک اور حکیم دوبان کا تھا اب مین رجوع کرتی ہون طرف حال اُس ماہی گیر اور جن کے جب ماہی گیر نے اس قصہ کو تمام کیا جن سے جو لوٹے مین بند تھا کہا اے جن بادشاہ گریک نے حکیم دوبان کی بیکسی و گریہ و زاری پر نظر نہ کی حق تعالیٰ نے اُسکو ویسی ہی سزا دی اے جن تو بھی اگر ارادہ میرے قتل کا نہ کرتا تو پھر اس قید مین نہ پڑتا اب ضرور ہے کہ تو قیامت تک اسی قید مین پڑا رہے یہ انتقام مین نے تجھ سے سیکھا جن نے کہا اے میرے دوست پھر مجھسے ایسا قصور نہو گا سمجھو کہ عوض بدی کے نیکی کرنا اچھی بات ہے تو ایسا میرے ساتھ سلوک اور احسان کر کہ جیسا امانے اتیکا کے ساتھ کیا ماہی گیر نے پوچھا اسکا قصہ کیونکر ہے جن نے کہا اگر تم مجھکو چھوڑ دو مین اس زندان تنگ مین کلام نہین کر سکتا تو اس ایک قصے پر کیا موقوف ہے مین بہت اچھی اچھی داستانین تمکو سُناؤنگا جنکو تم سنکر بہت خوش ہوگے ماہی گیر نے کہا مجھے تیرا اعتبار نہین جن نے کہا تو مجھے چھوڑ دے مین تجھے ایک ایسی بات بتاؤنگا کہ تو بہت مالدار ہوجاییگا ماہی گیر نے کہا اگر تو قسم اسم اعظم کی کھائے کہ میرے ساتھ کچھ دغا نہ کرے تو البتہ چھوڑ دون جن نے قسم اسم اعظم کی کھائی ماہی گیر نے اُسکو چھوڑ دیا وہ لوٹے سے نکلا اور لوٹے کو دریا مین پھینکدیا اور ماہی گیر سے کہا اب تو اپنا جال لیکر پیچھے میرے چلا آ پھر وہ دونون چلکر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور وہان سے اُتر کر ایک بڑے میدان مین گئے جس مین اُنکو ایک تالاب درمیان چار ٹیکرون کے جو چارکونون پر اُس کے تھے نظر پڑا جب کنارے تالاب کے پہونچے جن نے ماہی گیر سے کہا اس تالاب مین اپنے جال کو ڈالکر مچھلیان پکڑ وہ تالاب مین بہت مچھلیان دیکھکر خوش ہوا اور اُن مچھلیون کو رنگ برنگ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور جال اُسمین ڈال کے کھینچا تو چار مچھلیان چار رنگ کی اُسمین آئین سفید سُرخ زرد سیاہ جن نے کہا انکو لیجا کر بادشاہ کی نذر کر وہ تجھے اتنا کچھ دیگا کہ کبھی تجکو اسقدر نہ ملا ہوگا اور اس تالاب مین یکبار جال ڈالا کیجو دوبارہ مین خطا پاسے گا یہ

کہکے جن نے ایک ٹھوکر ماری زمین پھٹ گئی وہ اُسمین سما گیا پھر وہ زمین برابر ہوگئی ماہی گیر نے انھین چار مچھلیون پر کفایت کی دوسری بار جال تالاب مین نہ ڈالا اور اُنکو بادشاہ کے حضور مین لے گیا بادشاہ اُن مچھلیون کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور وزیر سے کہا ان مچھلیون کو لیجا کر اُس باورچن کو جسے بادشاہ گریک نے میرے واسطے بطور ہدیے کے بھیجا ہی دے غالبًا وہ اُنکو اچھی طرح سے پکائیگی وزیر نے چارون مچھلیان لے جاکر اُس پرستار کو دین اور کہا کہ ان کو اچھی طرح بادشاہ کے واسطے تیار کر جب وزیر بادشاہ کے حضور مین واپس آیا چار سو اشرفیان ماہی گیر کو انعام دلوائین ماہی گیر اشرفیون کو پاکر از حد خوش ہوا اور امیرانہ بسر کرنے لگا پھر شہرزاد کہتی ہی ای شہریار اُس باورچن نے جب اُن مچھلیون کو نہار دھو مین واسطے بھننے کے چھوڑا اور ایک طرف سے وہ خوب بھُن کر سُرخ ہوگئین تب اُسنے چاہا کہ اُن کو دوسری طرف سے اُلٹے بمجرد اس عمل کے فورًا باورچیخانے کی دیوار شق ہوگئی اور اُس مین سے ایک بی بی نہایت حسین باتمکین نکل آئی لباس فاخرہ اور زیور قیمتی سے آراستہ اور ایک چھڑی اُسکے ہاتھ مین ماہی توے کے پاس آکر کھڑی ہوئی اور ایک مچھلی کو چھڑی سے مار کے بولی مچھلی مچھلی تو اپنے قول اور پیمان پر ہی

تصویر زن حسینہ کا دیوار شق ہوکر برآمد ہونا اور مچھلیان پکانے والی کی حیرت

وہ کچھ نہ بولی اُس بی بی نے پھر اُسی کلام کو مکرر کہا تب چارون مچھلیان اُٹھکر بالاتفاق بولین پھر ہم پہر اہو اگر تم ہمین مانوگی تو ہم تمھین مانینگے اگر تم اپنا قرض دو تو ہم اپنا دینگے یہ سُنتے ہی وہ بی بی ماہی توے کو اُلٹ کر اُسی دیوار کے شگاف مین چلی گئی اور وہ شگاف بند ہوگیا اور دیوار جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی باورچن اس حال عجیب کو دیکھکر بیہوش ہوگئی جب ہوش مین آئی تو اُن مچھلیون کے اُٹھانے کو گئی اُنکو جلے کوئلے کی طرح سیاہ پایا وہ لگی رونے اور یہ خیال کیا کہ اگر اس واردات کو بادشاہ کے حضور مین عرض کرون تو وہ کاہے کو باور کریگا ناگاہ وزیر نے آکر پوچھا مچھلیان تیار ہین باورچن نے سب حال مفصل ظاہر کیا وزیر سُنکر نہایت متعجب ہوا اور اس حال کو بادشاہ سے ظاہر نہ کیا اور جلدی اُس ماہی گیر کو بُلوا کر اُس سے کہا جلدی اُسیطرح کی چار مچھلیان حاضر کر ماہی گیر نے کچھ حیلہ کرکے کہا آج نہین کل ضرور لاؤنگا دوسرے روز ماہی گیر اُس تالاب پر گیا اور جال ڈال کے چار مچھلیان انھین چار رنگ کی پکڑین اور جلد وزیر اعظم کے روبرو لیگیا وزیر نے وہ مچھلیان دروازہ کو بند کرکے باورچن کو دے کر فرمایا میرے سامنے ان کو تیار کر اُسنے اُن کو صاف کرکے مانند پہلے دن کے روغن مین ڈالا وقت اُلٹنے کے دیوار باورچیخانہ کی شق ہوگئی اور وہی بی بی چھڑی ہاتھ مین لیے ظاہر ہوئی اور اُس ماہی توے کے نزدیک آکر ایک مچھلی کو اس چھڑی سے چھوکے وہی بات کہی جسکو آگے کہا تھا اُن مچھلیون نے بھی اُسیطرح وہی جواب دیا پھر وہ عورت بدستور شگاف مین جاکر غائب ہوگئی وزیر نے یہ حال بچشم خود دیکھکر دل مین کہا یہ عجیب امر بادشاہ سے ظاہر کرنا ضرور ہے چنانچہ حاضر ہو کے اُس حال کو بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے متعجب ہوکر کمال اشتیاق سے چاہا خود بھی معائنہ کرے ماہی گیر کو بُلوا کر چار مچھلیان چار رنگ کی اور اُس سے طلب فرمائین اُسنے تین دن کی مہلت مانگی بادشاہ نے عطا کی پھر وہ تیسرے دن اُس تالاب پر گیا اور چار مچھلیان چار رنگ کی پکڑ کر بادشاہ کے حضور مین لیگیا بادشاہ نے خوش ہوکر چار سو اشرفیان پھر اُسکو دلوا دین اور اپنے خلوتخانۂ خاص مین سب اسباب پکانے کا منگوا کر وزیر سے فرمایا تو ان مچھلیون کو اپنے ہاتھ سے بھون وزیر نے دروازہ اُس مکان کا بند کرکے خود اُن مچھلیون کو پکانا شروع کیا جب اُنکو بنا کر ماہی توے مین ڈالا اور وہ ایک جانب سے سُرخ ہوگئین اُسے دوسری طرف اُلٹا ناگاہ دیوار خلوتخانہ شاہی کی شق ہوگئی اور اُسمین سے بجائے خوبصورت بی بی کے ایک حبشی غلامون کی وضع بھاری چھڑی ہاتھ مین لیے

ہوے

دیوار سے نکلا اور ماہی توے کے پاس آکر اُس چھڑی سے ایک مچھلی کو چھو کر بڑی ہیبت ناک آواز سے کہا اے مچھلیو تم اپنی بات پر قائم ہو مچھلیون نے کہا ہان ہین پھر اس کلام کے حبشی نے توے کو اُلٹ کر مچھلیون کو خراب کر دیا اور اُسی شگاف مین جا کر غائب ہو گیا بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ یہ حال عجیب بھید سے خالی نہین مین چاہتا ہون کہ اس راز سے واقف ہون پھر اس ماہی گیر کو بلوا کر پوچھا کہ اُن مچھلیون کو تو کہان سے پکڑ لایا تھا اُسنے اس تالاب کا پتا بتایا بادشاہ نے وزیر سے پوچھا تو نے اس تالاب کو دیکھا ہی وزیر نے عرض کیا مین نے سُنا بھی نہین دیکھنے کا کیا ذکر ہی مین اُس پہاڑ کے چارون طرف جسکا پتا ماہی گیر بتاتا ہی ساٹھ برس سے شکار کھیلنے کو جایا کرتا ہون لیکن مین نے وہان کوئی تالاب نہین دیکھا پھر بادشاہ نے ماہی گیر سے پوچھا وہ تالاب یہان سے کتنی دُور ہے اُسنے کہا تین گھڑی کی راہ پر ہی بادشاہ نے اُسیوقت اپنے لشکر کو فرمایا جلد تیار ہو پھر وہ سوار ہو کر ماہی گیر کی رہبری سے اُس پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب دوسری طرف اس پہاڑ کے اُترا تو ایک بہت بڑا میدان نظر پڑا کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا آخر بادشاہ نے فوج سمیت دوسری طرف اُس میدان کے جا کر ایک تالاب درمیان چار پہاڑیون کے جیسا ماہی گیر نے بیان کیا تھا دیکھا نہایت شفاف اور اسمین چار رنگ کی مچھلیان بہت سی دیکھین بادشاہ کنارے اسی تالاب کے اُترا اور متعجب ہو کر اپنے اہل دربار سے پوچھا تمنے کبھی اس تالاب کو کہ اسقدر نزدیک شہر کے ہے دیکھا تھا اُنھون نے عرض کیا ہمنے کبھی نہین دیکھا آخر بادشاہ نے فرمایا سب لوگ گرد اس تالاب کے اُترین اور اُسکا خیمہ کنارے تالاب کے استادہ ہوا جب شام ہوئی بادشاہ اپنے خیمہ مین آیا اور وزیر سے بلا کر فرمایا مین نہایت متحیر ہون کہ دفعتہً تالاب کیونکر اس جا پر نمود ہوا اور اُس حبشی کا میرے خلوتخانہ مین آنا اور مچھلیون کا بولنا کس واسطے تھا دل میرا واسطے دریافت کرنے ان سب امرون کے نہایت بے قرار ہی اسلیئے مین نے یہ سوچا ہی کہ مین تنہا جاؤن اور تو خیمہ مین اکیلا رہ کے میرے جانے کا حال کسی سے ظاہر نہ کرنا کل جب اہل دربار میرے مجرے کو حاضر ہون تو اُن سے میری حالت بیان کر کے سب کو رخصت کر دیجیو اور جبتک مین پھر نہ آؤن خبردار تنہا یہان رہ کے میرے کہنے پر عمل کیجیو وزیر نے ہرچند بادشاہ کو بہت کچھ منع کیا مگر بادشاہ نے ایک نہ سُنی اور شکار کے کپڑے پہنکر شمشیر ہاتھ مین لے سب کو تنہا خیمے سے نکل کر طرف ایک پہاڑی کے روانہ ہوا اور اُسپر

چڑھ کے دوسری طرف اُتر گیا اور جدھر ایک بڑا میدان کف دست تھا اُدھر روانہ ہوا اتنے مین آفتاب نکلا بادشاہ نے دور سے ایک عمارت عالیشان دیکھی بہت خوش ہوا کہ وہان سے البتہ کچھ سُراغ میرے مطلب کا لگے گا جب نزدیک اُس عمارت کے پہونچا تو ایک بڑا عالیشان محل و قلعہ سنگ سیاہ کا بنا ہوا پایا اور نیچے سے اوپر تک اُسکے پتھر فولادی بہت شفاف جڑے ہوے مانند آئینے کے چلتے تھے اُسکو دیکھکر بادشاہ کو تسلی ہوئی کہ یہان مطلب مقرر حاصل ہوگا پھر اُسکو دیر تک دیکھکر اُسکے دروازے کے پاس جاکر کھڑا ہوا اور اگرچہ دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن احتیاطاً اُسنے دستک دی اور منتظر رہا کہ شاید کوئی باہر آوے جب کوئی باہر نہ نکلا تب اُسنے دروازے کو زور سے کھٹکھٹایا تو بھی کسی نے جواب نہ دیا تب متحیر ہوا کہ ایسا اچھا قلعہ ویران رہے اور کوئی اُسمین نہین

تصویر قلعے اور اُسکے مکان عالیشان اور وہان کے عجائبات کی

پھر وہ اندر اس قلعے کے گیا اور ڈیوڑھی مین کھڑا ہو کے باواز بلند کہا اندر کوئی ہے کسی نے جواب نہ دیا اور بھی متعجب ہوا اور اندر جاکر دیکھا کہ بہت بڑا مکان ہے لیکن ویران کوئی آدم نہ آدم زاد پھر وہ ایک بڑے دالان مین گیا جسمین قالین ریشمی بچھا ہوا تھا اور چارون طرف سے سب مکان پارچہ سیاہ کی سے منڈھے ہوے تھے اور آگے دروازون کے پردے

زردوزی مخملی جنمین سنہرے روپہلے بوٹے چکن کے کڑھے ہوے تھے لٹکتے تھے اور اسی بارہ دری مین
ایک حوض تھا چارون کونون مین جسکے چار شیر سونے کے تھے ہر ایک کے منھ سے فوارے جاری
جب اُنکا پانی فرش سنگ مرمر پر گرتا تو ہزارون ٹکڑے ہیرے اور موتیون کے دکھائی دیتے اور بیچ
مین اُس حوض کے ایک فوارہ اتنا بلند اُٹھتا تھا کہ قبے تک اُس بارہ دری کے پہونچتا تھا اور اندر
سے وہ قبہ بحروف عبارت عربی کندہ اور منبت کیا ہوا تھا اور تین طرف اس قلعے کے باغ تھا کہ
جس مین طرح طرح کے پھول شگفتہ اور میوؤن کے درخت اور جا بجا فوارے تھے اور طرح طرح کی
عمدہ عمدہ چیزین اپنے اپنے موقع سے اُسمین رکھی ہوئی تھین اور اُن درختون پر چارون طرف سے
جال پڑے ہوے تھے کوئی چڑیا باہر نہین جا سکتی تھی اور نہایت خوش الحانی سے اُس مین بول رہی
تھین اور چہچہے کرتی تھین بادشاہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے مین جاتا اور سیر کرتا اور ہر ایک چیز کو
دیکھکر خوش ہوتا اتنا اُن مکانون مین پھرا کہ تھک گیا آخر کو ایک مکان مین بیٹھکے باغ کی سیر کرنے
لگا ناگہان ایک آواز دردناک اُسکے کان مین پڑی بادشاہ نے پردہ جھپ کا اُٹھا کر دیکھا تو
ایک جوان حسین لباس شاہانہ پہنے ہوے ایک بلند چیز پر کہ مثل تخت کے تھی بیٹھا ہوا نازار رو رہا
ہے اور شکایت اپنے مقسوم کی کر رہا ہے بادشاہ نے نزدیک جا کر صاحب سلامت کی اُسنے عذر کیا
کہ مجھے معاف رکھنا کہ مین نے تمھاری تعظیم نہ کی مین مجبور ہون بادشاہ نے روتے اور تمھارے اس حسن اخلاق
سے مین کمال خوش ہوا فی الواقع کچھ ایسا ہی سبب ہوگا جس سے تم نے تمھارا عذر
بدل قبول کیا لیکن مجھکو تمھاری مصیبت دیکھکر کمال رنج ہوا ہے غرض مین نے اُٹھکے ہون
درد دُکھ سے آگاہ کرو تا مین حتی الامکان اُسمین کوشش کرون پہلے تم حال اس قلعے کے
نزدیک ہے اور اُسمین مچھلیان چار رنگ کی ہین بیان کرو اور بعد اُسکے حال اس قلعے اور محل کا کہو اور تم
تنہا اس حال سے کیون ہو وہ جوان رو کر کہنے لگا صاحب مین اپنا حال کیا کہون دامن اپنی قبا کا اُٹھایا
بادشاہ نے دیکھا کہ سر سے ناف تک آدمی ہے اور کمر سے پاؤن تک سنگ سیاہ بنا ہوا ہے یہ حال
دیکھکر بادشاہ نے کہا مین تو کل چیزین یہانکی دیکھکر متفکر ہوا تھا لیکن تمھارے حال نے سب
سے زیادہ مجھکو حیران کر دیا خدا کے واسطے جلد اپنی سرگذشت بیان کرو جوان نے کہا کہ مجھکو
اس حکایت غم اندوز کے بیان کرنے کی طاقت نہین لیکن بموجب فرمانے آپکے کہتا ہون سنیئے

قصہ زبانی اُس جوان کے جو جزیرہ سیاہ کا بادشاہ تھا

جوان نے کہا باپ میرا محمود شاہ بادشاہ جزائر سیاہ کا تھا جو مشہور بچہار کوہ ہین اور دار السلطنت اُس کا یہ
تھی جس جگہ اب وہ تالاب ہوا ہے بادشاہ جب میرے باپ نے قضا کی مین تخت نشین ہوا اور میری
شادی چچا کی بیٹی سے ہوئی وہ مجھے نہایت پیار کرتی تھی اور مین اُسے بہت چاہتا تھا پانچ برس تک
میرے اُسکے درمیان کمال محبت رہی پھر مجکو اُسکے پیار اور اُلفت مین بہت فرق معلوم ہونے لگا ایک
دن بعد تناول چاشت کے وہ حمام مین غسل کرنے کے لیے گئی مین قیلولۃً ایک کمرے مین لیٹ رہا دو
خواصین اُس ملکہ کی پنکھا ہلانے کے لیے آکر ایک سرہانے اور دوسری پائینتی بیٹھ گئی اور واسطے میری
آسائش کے مگس رانی کرنے لگین اور مجھے سوتا جان کے آپس مین باتین کرنے لگین مین بھی اپنے تئین سوتا بنا کر
اُنکی باتین سننے لگا ایک نے دوسری سے کہا ہماری ملکہ بڑی بیرحم ہے کہ ہمارے ایسے نازنین اور حسین
بادشاہ کو پیار نہین کرتی دوسری بولی تو سچ کہتی ہو معلوم نہین کہ ملکہ اُسے اکیلا چھوڑ کر ہمیشہ رات
کو کہان جایا کرتی ہے اور اسکو ذرا خبر نہین پہلی خواص نے کہا اس غریب کو کیونکر خبر ہو ملکہ
ہر شب اسکو سبزی شربت مین ملا کے پلایا کرتی ہو اُسکے نشے مین اسکو مطلق خبر نہین رہتی اور
وہ جہان دل چاہتا ہو جاتی ہے اور فجر کو اسکی ناک مین کوئی خوشبو سونگھا کر بیدار کرتی ہے
اس کلام کے سننے ... سخت رنج ہوا مگر مین نے اُسوقت ضبط کیا اور بہانہ کرکے بیدار ہوا پھر
ملکہ حمام سے آ ... کا باہم کھا کے مین نے ارادہ آرام کا کیا وہ ایک پیالہ شربت کا
موافق ... نے پیالے کو اُسکے ہاتھ سے لیکر اُسکی نظر بچا کر پھینکدیا پھر
ہم دونون ... مجھے سوتا جانکر پلنگ پر سے اُٹھی اور اپنے منتر کو باواز بلند پڑھا اور میری
طرف منھ کرکے کہا کہ ایسا غافل سو کہ بے میرے جگائے کبھی نہ جاگیو پھر وہ جلدی سے کپڑے پہنکر
کمرے سے باہر آئی مین بھی ساتھ اُسکے اُٹھا اور جلد کپڑے پہن تلوار ہاتھ مین لے پیچھے اُسکے روانہ
ہوا اثنا اُس سے الگ جاتا تھا کہ اُسکے پانون کی آواز مجھے سُنائی دیتی تھی اور مین اُسکے پیچھے
دبے پانون جاتا تھا وہ کئی دروازے مقفل طے کرکے نکلی اور وہ دروازے اُسکے جادو سے
خود بخود کھلتے جاتے تھے جب وہ اخیر دروازے پر کہ اُدھر باغ تھا پہونچی اور اندر
کو چلی مین اُس دروازے مین لگ کے کھڑا ہو رہا اور وہان سے اُسی کو تکتا رہا وہ ایک

محل

چمن سے ہوکر جاتے جاتے ایک چھوٹے سے جنگل مین جسکی راہ چارون طرف گھری اور گنجان جھاڑیون
سے بند تھی درآئی مین بھی وہان پہونچا اور ایک جھاڑی مین چھپ کر کھڑا ہوا اور دیکھا وہان سے ایک
مرد کے ساتھ ٹہلتی ہوئی باتین کرتی جاتی ہی مین نے بغور سنا کہتی تھی کہ مین باوجود اسکے کہ جان و
دل سے تمھاری عاشق زار ہون اور تمپر ہزار جان سے مرتی ہون لیکن تم مجھے ملامت کیا کرتے ہو
اسکا سبب کیا ہی اگر تمھین میرا امتحان منظور ہو تو بھی حاضر ہون اور تمھین میرا زور اور طاقت بھی خوب
معلوم ہی کہ مین کیا کیا کام کرسکتی ہون اگر تمھاری مرضی ہو تو مین قبل طلوع آفتاب کے اس بڑے شہر کو
ایسا ویرانہ بنا ڈالون کہ جس مین بھیڑیے اور الو رہنے لگین اور پتھرون کو اکھاڑ کر پھینکدون فقط تمھارا
اشارہ درکار ہی یہ کہتی ہوئی اپنے یار کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے ٹہلتی اس جا پر کہ مین جھاڑی مین
چھپا کھڑا تھا آئی اور دونون نے لوٹنا چاہا اور یار اسکا میرے برابر ہوکر نکلا مین نے تلوار کو میان سے
نکالکر ایک ہاتھ اسکی گردن پر ایسا مارا کہ وہ زخمی ہوکر گرا مین سمجھا کہ کام اسکا تمام ہوگیا اور ملکہ میرے
چچا کی بیٹی تھی اسلیے مین نے اسکو چھوڑ دیا اور جلدی وہان سے دبے پانون پھرا کہ ملکہ کو ذرا خبر
نہ ہوئی اسکے یار نے اگرچہ بہت بڑا زخم کاری کھایا تھا مگر ملکہ نے جادو کے زور سے سنبھالا
مگر تب بھی حال اسکا زخم سے ایسا ہوگیا کہ وہ نہ زندون مین رہا اور نہ مردون مین غرض
مراجعت کے وقت مین نے سنا کہ ملکہ اپنے یار کے زخمی ہونے سے رونے اور پیٹنے لگی مین اُسے
تنہا وہین چھوڑکر اپنے محل مین آیا اور کمرے مین جاکر مین سو رہا اور صبح [illegible]
مین سوتا ہوا دیکھا لیکن یہ معلوم نہوا کہ وہ سوتی تھی یا جاگتی تھی غرض مین نے اٹھکر اپنے
جاکر پوشاک پہنی اور دربار مین جاکر اجلاس کیا جب دربار سے پھر محل مین آیا ملکہ کو لباس
پہنے پایا اس نے بال سر کے نوچ کھسوٹ مجھسے کہا صاحب مجھکو تین خبرین متواتر گوش زد ہوئی ہین
اس سببسے میرا یہ حال ہے مین نے پوچھا وہ خبرین کیا ہین اُسنے کہا ایک تو یہ کہ میری پیاری ماں
نے قضا کی دوسری یہ کہ میرا باپ لڑائی مین مارا گیا تیسری یہ کہ میرا بھائی بلندی پر سے گر کر ہلاک
ہوا مین نے یہ سب خبرین سنکر کچھ غم نہ کھایا اسواسطے کہ مین سب راز اسکا جانتا تھا اور یہ بھی مجھے
ثابت ہوا کہ اسکو خبر نہین کہ مین نے اسکے یار کو زخمی کیا بہرکیف مین نے اس سے کہا بی بی اس
غم کے کرنے سے آثار تمھاری سعادتمندی اور رحمدلی کے سمجھے جاتے ہین بہتر ہین

اب خدا کرے کہ تمھارا ماتم ساتھ خوشی کے بدل جائے پھر ملکہ اپنے کمرے مین جاکر رونے پیٹنے لگی اور
ایک برس تک سیطرح اپنے یار کے غم مین روتی بیٹھی رہی بعد اسکے اسنے مجھسے درخواست کی کہ وہ
ایک مقبرہ اس محل کے اندر بنواکر اُس مین رہا کرے مین نے کچھ مزاحمت نہ کی پھر اُسنے ایک بڑا عالیشان
مکان گنبددار بنوایا جو یہان سے دکھلائی دیتا ہے اور اسکا نام ماتم سرا رکھا جب وہ مکان تعمیر ہو چکا
تب اُسنے اپنے یار کو اُسمین لاکر رکھا اور کچھ ایسی دوا اپنی تجویز سے اُسکو کھلائی کہ باوجود ایسے زخم
کاری کے مرا نہین اور وہ ایک وقت معین مین دوا کھلانے کے لیے اُس ماتم سرا مین جاتی
یار اُسکا بسبب زخم کے محض بحس و حرکت تھا اور کوئی آثار زندگانی کے نہ تھے اور ملکہ کو اُسکے
دیکھنے سے بہت تسلی ہوتی اور اُس سے پیار کی باتین کر کے تشفی اپنی کیا کرتی دن مین دو بار اُسکے
پاس جاتی اور بہت دیر تک وہان رہتی گو یہ سب مجھکو معلوم تھا مگر مین نے اپنے تئین انجان بنا رکھا
اور ہر ایک امر مین تجاہل کیا کرتا ایک روز مین اس ماتم سرا مین جاکے چھپکر بیٹھا سننے مین آیا کہ ملکہ
اپنے یار سے کہتی تھی بڑا غضب ہے کہ مین تجھکو اس حالت مین دیکھوں اے میری جان مین ہر روز آکر
گھڑیون تجھسے باتین کرتی ہون کبھی تو نے میری ایک بات کا جواب نہ دیا اسی حسرت مین مرتی ہون کبھی
تو مجھسے بولو کہ میری تسلی ہوا اے میرے پیارے ایکبار دیکھنا تیرا افضل ہے ہفت اقلیم کی بادشاہی
سے مین یہ بیقراری اُسکی دیکھکر زیادہ صبر نہ کرسکا جب وہ وہان سے اپنے قدیمی محل مین آئی مین نے
م موقوف کروا ورصابر ہو کر　خاموش ہو رہو اُسنے کہا تم اس امر مین کچھ نہ بولو مجکو اسی
ہے وہ ہر چند مین نے سمجھایا مگر اُسنے نہ　انا ملکہ زیادہ غم کیا آخر مین نے اُسکو اُسی حال پر چھوڑ
ہے کہ دو برس گذرے پھر مین دوسری دفعہ　اُس ماتم سرا مین گیا اور چھپکر سُنا کہ وہ اپنے یار کے
پاس بیٹھی کہہ رہی تھی اب تیسرا برس شروع ہوا کہ تو نے مجھسے ایک بات نہ کی اور میری اگر یہ وزاری
کا تجھکو ذرا خیال نہ آیا اے دوست بڑا افسوس ہے کہ میری محبت نے ذرا تاثیر نہ کی للہ ذرا
آنکھین کھول اور منھ سے بول ان باتون کو ملکہ کی سُنکر مین نہایت ناخوش ہوا اور غصہ مین
آکر اس جگہ سے باہر نکل آیا اور پکار کر گنبد کی طرف کہا اے گنبد کس واسطے تو اس
عورت کو مع دیو کے جو آدم زاد کے بھیس مین ہے نگل نہین جاتا بمجرد میرے اس کہنے کے
ملکہ وہان سے غصے مین دیوانون کیطرح جھپٹ کر میری طرف آئی اور کہنے لگی اے کمبخت کیا تو ہی

باعث میری اس مصیبت کا ہوا اور تیرے ہی ظلم سے میرے پیارے معشوق کا یہ حال ہوا مین نے کہا ہان مین نے اس دیو کو مارا ہی اور وہ مردود اسی لائق تھا اور تو بھی لائق اُسی سزا کے ہے کہ تو نے میری عزت کو برباد کیا یہ کہکر مین نے تلوار نکال کر چاہا کہ اُسے واصل جہنم کرون مگر اُسکے جادو کی تاثیر سے میرا ہاتھ نہ چل سکا اُسنے فی الفور کچھ پڑھنا شروع کیا کہ مین اُسکو ذرا نہ سمجھا جب وہ افسون پڑھ چکی تب اُس نے کہا مین اپنے جادو کی تاثیر سے حکم کرتی ہون کہ تو نیچے کے دھڑ سے پتھر ہو جا اور اوپر کے دھڑ سے آدمی بنا رہ اُسکے کہتے ہی مین آدھا پتھر کا بنگیا جب سے نہ زندون مین ہون اور نہ مُردون مین پھر اُس ساحرہ نے مجھے اس ماتم سرا سے اُٹھاکر اس مکان مین رکھا اور میرے شہر کو جھیل اور تالاب بنا ڈالا اور ویرانہ محض کر دیا جیسا کہ تمنے ملاحظہ فرمایا سب میرے نوکرون اور اہل شہر کو مچھلیان چار رنگ کی بناکر اُس تالاب مین قید کر رکھا ہی سفید مچھلیان مسلمان مین سرخ مجوس کالی نصارا زرد یہود اور چار بڑے جزیرے آباد کہ متعلق میری سلطنت کے تھے اُنکو چار پہاڑیان بناکر چارطرف تالاب کے رکھا ہے اور ہنوز اُس ملعونہ کا غصہ کم نہین ہوا روز اکر ایک سو تسمے میرے شانون اور پیٹھ پر مارتی ہو کہ ہر ایک ضرب سے خون جاری ہوتا ہے اور بعد زد و کوب کے ایک موٹی کملی بکری کے بالون سے بنی ہوئی میرے اوپر ڈال کر اور اُسکے اوپر ایک بہت بھاری زر کی قبا پہناتی ہی اور کہتی ہی کہ یہ مظلوم جو بہت بڑا بادشاہ جزائر سیاہ کا ہے اپنے تئین اس ذلت سے بچا نہین سکتا پھر اُس جوان بادشاہ نے جناب کبریائی مین چلا کر مناجات کی کہ خداوندا مین امیدوار تیرے ہی انصاف کا ہون اگر تیری رضا اسی مین ہی کہ مجھپر اس طرح کا ظلم ہوا کرے تو مین راضی اور شاکر ہون سلطان یہ حال عجیب دیکھکر نہایت ملول ہوا اور چاہا کہ اس بادشاہ مظلوم کا انتقام ملکہ سے لے پوچھا کہ وہ بیحیا جادوگرنی کہان رہتی ہی اور وہ بدبخت اسکا یار کہان ہی بادشاہ نے کہا وہ ماتم سرا کے اندر قبر مین پڑا رہتا ہی اور مکان ماتم سرا کا اس قلعے سے لگا ہوا ہے اور اس ساحرہ کا مسکن مجھے معلوم نہین لیکن وہ فجر کیوقت ہر روز بعد سزا دینے میرے کے اپنے یار کے پاس جاکر کوئی عرق پلاتی ہی جس سے ابتک وہ زندہ رہا سلطان نے کہا کوئی شخص تمسے زیادہ واجب الرحم نہ ہوگا اور یہ قصہ عجیب و غریب اس قابل ہے کہ مثل وقائع کے لکھا جائے پھر اس سلطان نے بادشاہ ستم رسیدہ کو اپنے ارادے سے آگاہ کرکے نہایت تشفی کی اور اُس روز وہین سو رہا بادشاہ بیچارہ موافق اپنے معمول کے

بیٹھا جاگا کیا اسواسطے کہ وہ تاثیر جادو سے سو نہ سکتا تھا دوسرے دن صبح کو سلطان چھپکر اُس ماتم سرا
مین گیا جہان سیکڑون شمعین روشن تھین اور اُس مکان کو نہایت سجا ہوا دیکھکر تحیر ہوا پھر جہان وہ حبشی
پڑا ہوا تھا ایک ہاتھ تلوار کا مارکر اُس نجمان کو قتل کیا اور لاش اُسکی کنوین مین کھینچکر ڈالدی اور آپ اُس
قبر مین جہان وہ حبشی پڑا رہتا تھا تلوار بغل مین لیکر لیٹ رہا جب وہ ساحرہ اُس قلعے مین آئی پہلے وہان
جہان بادشاہ جزائر سیاہ کا تھا گئی اور اُس بیکس کو مارنا شروع کیا اُسکے چلانے سے سارا مکان لرزنے
لگا ہر چند وہ اُسے قسمین دیکر کہتا تھا کہ للہ مجھکو نہ مار مگر اُس بدبخت نے نہ مانا پھر ماتم سرا مین گئی اور
اپنا سوز و گداز بیان کرکے نزدیک قبر کے جسمین اُسکا یار پڑا رہتا تھا جاکر کہنے لگی کیا ستم ہے کہ
اے میرے پیارے تو نے مجھکو اپنی بے التفاتیون سے قتل کر رکھا ہو ذرا بھی میری طرف متوجہ
نہین ہوتا ہے للہ ایک بات تو مجھسے کر کہ میری تسلی ہو سلطان نے لہجہ حبشیون مین ملکہ کو بڑے
ناز سے جواب دیا کہ خدا سب پر غالب ہو ساحرہ نہایت خوش ہوئی اور بولی کہ اے جانی یہ تم نے جواب
دیا یا مجھکو دھوکا پڑا سلطان نے کہا نالائق رنڈی تو اس قابل نہین ہو کہ تیری بات کا کوئی جواب
دے ملکہ نے کہا جانی مجھسے کیا تقصیر ہوئی جعلی حبشی نے کہا کہ چلانے سے تیرے خصم کے جسکو
تو روز مارا کرتی ہے میرا سونا حرام ہوگیا مین تو بہت دنون سے اچھا ہو جاتا اور طاقت بخوبی مجھ مین
آجاتی مگر تو نے اُسپر جادو کر رکھا ہے اور اُسے روز مارا کرتی ہے تیرے اس ظلم سے میرا جی نہین
چاہتا کہ تجھ سے بولون ساحرہ نے کہا اگر تمھاری رضا اسی مین ہے کہ مین اُسے سزا نہ دون
اور بصورت اصلی بنادون تو مین ابھی ایسا کر سکتی ہون سلطان نے کہا ہان مین یہی چاہتا
ہون ملکہ نے اُسیوقت ایک پیالے مین پانی بھرکر کچھ پڑھا اُسکی تاثیر سے وہ پانی اُبلنے لگا پھر اُس
دالان مین جہان شوہر تھا گئی اور اُسپر اُس پانی کو ڈالکر کہا اگر تیرا خلقی یہ حال نہین تو میرے
جادو کے اثر سے جیسا آگے تھا ویسا ہی ہو جا تو وہ بادشاہ فوراً اپنی شکل اصلی مین آگیا اور نہایت خوشی
سے اُٹھکر شکر خدا بجا لایا ساحرہ نے کہا جلد اس قلعے سے نکلجا خبردار پھر کبھی یہان نہ آئیو ورنہ جان
سے مارا جائے گا وہ چپکے وہان سے چلدیا اور کسی مکان مین چھپکر بیٹھ رہا اور خدا کو یاد کرنے لگا
پھر ساحرہ ماتم سرا مین آئی اور سلطان سے جسکو حبشی سمجھتی تھی کہا مین نے بموجب
تمھارے فرمانے کے اُسکو اچھا کردیا اب اُمیدوار ہون کہ میری تسکین فرماؤ

سلطان نے لہجہ حبشیون مین کہا کہ یہ جو تو نے کیا ہے آرام کو کافی نہین اُسنے کہا اے میرے
نازنین تمھاری کیا مراد ہی جعلی حبشی نے کہا تو نے سارے شہر اور رہنے والون کو چار جزیرون سمیت
جادو سے ویران کر دیا ہر روز آدھی رات کو سب مچھلیان تالاب مین ہم دونون کو بد دعا کرتی ہین
اسی سبب سے مجھے صحت نہین ہوتی جلدی جا اور سب کو اُنکی حالت اصلی پر بنا ملکہ نے اُسی ساعت
کنارے تالاب کے آکر تھوڑے پانی پر افسون پڑھکر تالاب پر چھڑکا وہ سب مچھلیان کہ حقیقت
مین مسلمان و مجوسی اور نصارا اور یہودی تھے اپنی اپنی شکل اصلی پر آ گئے اور سب حویلیان
اور دکانین بھی آدمیون سے بدستور آباد ہو گئین اور سبنے اپنی چیز اُنکو جہان چھوڑا تھا بجنسہ
وہین پایا لشکر اور سردار سلطان کے کہ قریب اپنے شہر کے اُترے تھے اب وہان سے بہت دور
ہو گئے اور ویرانے سے اپنے تئین درمیان آبادی کے دیکھکر نہایت متعجب ہوئے پھر ساحرہ
جلد ماتم سرا مین گئی اور بآواز بلند کہنے لگی کہ اے میری جان مین نے تیری صحت کے واسطے سب کو
بشکل اصلی کر دیا اب اُٹھو اور اپنا ہاتھ مجھکو دو سلطان نے لہجہ حبشیون مین کہا آگے آؤ وہ آگے گئی پھر
اُسنے کہا اور آگے آ ملکہ اور آگے گئی سلطان نے دفعتہً ایک ہاتھ شمشیر کا اُسکو مارا کہ دو ٹکڑے
ہو کر گر پڑی سلطان نے لاش اُسکی اوسی کنوئین مین ڈالدی اور واسطے تلاش کرنے بادشاہ
جزائر سیاہ کے گیا اور اُس سے معانقہ کر کے کہا اب کچھ جگہ اندیشہ کی نہین ہے شاہ جزائر نے
اُسکی بہت شکرگزاری کی اور ہزارون دعائین دین بادشاہ نے کہا کیا اب تم اپنے شہر کو تشریف
لے جاؤ گے سلطان نے کہا ہان تم بھی ہمارے ساتھ چلو کھانا تناول کر کے پھر اپنے شہر مین چلے
آنا بادشاہ جزائر نے کہا شاید تم اپنے شہر کو یہان سے بہت نزدیک سمجھے ہو سلطان نے
کہا ہان بادشاہ جزائر نے کہا آپ کا ملک یہان سے پورے ایک برس کی راہ پر ہی اُس ساحرہ نے
سحر سے تمھاری مملکت کے متصل کر دیا تھا اور دور و نزدیک پر کچھ موقوف نہین مین آپکے ہمراہ رکاب
ہون تم میرے بڑے محسن ہو تم نے بڑا سلوک میرے ساتھ کیا ہی سلطان نے کہا اگر دونون ملکون
مین اس قدر فاصلہ ہی تو آپ کو تکلیف کرنا ضرور نہین لیکن مین لاولد ہون اسلیئے تمکو مین نے اپنا
فرزند اور وارث مقرر کیا تاکہ بعد میرے تخت نشین ہو پھر دونون نے ازسر نو آپس مین معانقہ کیا
پھر بادشاہ جزائر بہ تزک شاہانہ بعد تین ہفتے کے ہمراہ سلطان کے ہوا اور

دونون نے ایک سو اونٹ پُر زر اپنے ہمراہ لیے اور پچاس سردار حسین اپنے ساتھ مقرر کیے پھر سلطان نے پہلے سے ہرکارون کو اپنی ولایت مین بھیجکر اپنی روانگی اور اپنے توقف کے حال سے اطلاع دی پھر وہ نزدیک اپنے شہر کے پہونچا سب سردار واسطے استقبال کے حاضر ہوے اور سلطان سے عرض کیا کہ بفضل خدا اور اقبال شاہ سے مملکت مین سب طرح خیریت ہی اور سب رعایا اچھی طرح ہی پھر جب شہر مین پہونچا سب اہل شہر اُسکے سلام اور مجرے کو حاضر ہوئے اور بالا و بلند سب نے مبارکباد کہی سلطان نے دوسرے دن سب اپنے اعیان دولت کو جمع کرکے حال عجیب وغریب بادشاہ جزائر سیاہ کا بتفصیل بیان کیا پھر بادشاہ جزائر سیاہ کو اپنا بیٹا کیا اور چند روز کے بعد اُسکو اپنا ولیعہد مقرر کرکے سب ملک اُسکو سپرد کر دیا اہالی دولت اس سلطنت نے بادشاہ جزائر سیاہ کو نذرین دین اور خدمت مین حاضر رہنے لگے پھر سلطان نے اُس ماہی گیر کو جو سبب بادشاہ جزائر سیاہ کی مخلصی کا ہوا تھا بکثرت انعام اور اکرام سے مالا مال کر دیا ۔

قصہ تین شہزادے قلندر صورت اور پانچ بیبیون کا

ہارون رشید کے عہد خلافت مین ایک مزدور بغداد کا رہنے والا لطیفہ گو اور خوش طبع تھا ایک دن صبح کو بازار مین اس امید پر کھڑا تھا کہ کوئی اُسکو مزدوری کے لیے بلائے ناگہان ایک بی بی نہایت خوبصورت برقع مُنھ پر ڈالے آئی اور اس سے کہا اپنا ٹوکرا اُٹھا اور میرے ساتھ چل وہ مزدور ٹوکرا سر پر رکھکر پیچھے اُسکے ہو لیا اور دل مین یہ کہتا چلا آج کا دن کیا اچھا ہی کہ ایسی اچھی بی بی سے سابقہ پڑا بی بی نے آگے بڑھکر ایک بند دروازے پر دستک دی ایک بڈھا نصرانی باہر آیا اُس بی بی نے کچھ روپے اُسکے ہاتھ مین رکھدیے نصرانی نے ایک بڑی تھلیا نفیس شراب کی لاکر حوالے کی بی بی نے مزدور سے کہا اسے لیکر اپنے ٹوکرے مین رکھ اُسنے رکھ لی پھر وہان سے مزدور کے ساتھ بازار مین آئی اور طرح طرح کے میوے لطیف اور کل اشیا خوردنی عمدہ عمدہ حسب ضرورت ہر ایک دوکان سے نقد مول لین کہ مزدور کے ٹوکرے مین جگہ باقی نہ رہی مزدور نے کہا اگر مجھکو آگے سے اسقدر اسباب معلوم ہوتا تو مین گھوڑا اور اونٹ اپنے ساتھ لاتا الغرض مزدور ٹوکرا اُٹھا کر ہمراہ اُسکے ہو لیا جاتے جاتے بہت ایک عالی شان حویلی کے دروازے پر کہ جسکی پیشانی پیلپایون سے آراستہ تھی اور کواڑے ہاتھی دانت سے جڑے ہوئے تھے

تے دونون پہونچے بی بی نے وہان ٹھہر کر دستک دی جبتک دروازہ کھُلے مزدور کے دل مین بہت سے خیال گذرے کہ آیا یہ بی بی سودا سُلف لینے والی کنیز ہے یا گھر کی بی بی مگر اس شان و شوکت سے لونڈی نہین معلوم ہوتی چاہتا تھا کہ کچھ اُسکے حال سے سوال کرے اتنے مین ایک عورت اور جسنے دروازہ کھولا نظر پڑی وہ اُسکے حُسن وجمال کو دیکھکر بیخود ہوگیا قریب تھا کہ بوجھ اُسکے سر سے گر پڑے جو بی بی اُسکو ہمراہ لائی تھی اُسکی بیہوشی کا تماشا دیکھنے لگی دوسری بی بی نے کہا کہ غریب مزدور بوجھ سے دبا جاتا ہے جلد گھر مین لیجا کے اُتروالے غرض پہلی بی بی نے دروازہ اندر سے بند کر لیا پھر وہ دونون عورتین مع مزدور کے بہت بڑے مکان مین گئین جسکے چارون طرف برآمدے بیلپاؤن کے بنے ہوئے تھے اور اندر اُسکے بڑا وسیع دالان اور اُسکے ایک جانب دیوان خاص اسباب اور ظروف نفیس سے سجا ہوا تھا اُسمین ایک تخت صندل یا عود کی لکڑی کا خوبصورت بنا ہوا بچھا تھا اور فرش بڑے تکلف کا جس کے گرد بڑے بڑے موتی ٹکے ہوئے تھے۔

تصویر امینہ کی مع تصویر صافی اور مزدور کے

صحن مین ایک حوض سنگ مرمر کا حسین فوارے چھُوٹ رہے تھے مزدور اگرچہ بوجھ اُٹھانے سے
تھک گیا تھا لیکن مکان عالیشان اور اُسکے بناؤ سجاؤ کو دیکھکر کمال خوش ہوا خصوصًا تیسری بی بی کو
کہ اُس تخت پر کمال شان وشوکت سے بیٹھی تھی دیکھکر اپنی سب ماندگی بھول گیا پھر اُسکو معلوم ہوا کہ
اس تیسری بی بی کا نام زبیدہ ہی اور مالک گھر کی یہی ہی اور دوسری بی بی کا نام صافی اور اُس
بی بی کا جو سب اسباب خرید کر لائی امینہ نام ہی زبیدہ نے کہا بیبیو جلد اس غریب مزدور کے سر سے
بوجھ اُتارو کہ وہ دم لے اُسکے کہنے سے صافی اور امینہ نے ٹوکرے کو جلد اُسکے سر سے اُتارا اور
زبیدہ نے ایک درہم کہ اسکی مزدوری سے کہین زائد تھا مزدور کو دیا اُسنے خوش ہو کر قصد جانیکا
کیا مگر اُن خوبصورت بیبیون کے دیکھنے سے اُسکی سیری نہین ہوئی تھی ہنوز وہان سے چلا نہ تھا
کہ امینہ نے اپنے چہرے سے برقع اُتارا مزدور اُسکی خوش قامتی پر بیخود ہو کر وہین کھڑا رہ گیا اور متحیر
تھا کہ اس گھر مین سوا تین بیبیون کے چوتھا نہین لیکن اسباب کھانے پینے کا اتنا خرید کر آیا ہے
کہ تیس آدمی کو کافی ہو زبیدہ سمجھی کہ مزدور شاید تھک گیا ہی جو سستانے کیواسطے ٹھہر گیا جب وہ
دیر تک کھڑا رہا اس سے کہا کیا تو کچھ اور چاہتا ہی پھر امینہ سے کہا بی بی اسکو کچھ اور دے کر رخصت
کرو مزدور نے کہا بیگم صاحب مین نے مزدوری سے زیادہ پایا ہی مگر کچھ عرض کیا چاہتا ہون
اگرچہ کمال گستاخی ہی مگر اُمیدوار ہون کہ معاف فرماؤ مین کسی مرد کو درمیان تمھارے کہ اس
مرتبے حسین اور خوبصورت ہو نہین پاتا اور درمیان عورتون کے مرد کا نہ ہونا موجب حیرت کا
ہی جیسا درمیان مردون کے عورت کا نہ ہونا اور اس ضمن مین مزدور نے بہت لطیفے پسندیدہ
اور نکتے سنجیدہ کہے اور وہ مثل جو شہر بغداد مین مشہور تھی زبان پر لایا یعنی جبتک چار شخص
دسترخوان پر نہون تو وہ دسترخوان بے لطف ہی غرض اسکی یہ تھی کہ وہ بیبیان تین ہین چوتھے
کا ہونا اُنکے دسترخوان پر ضرور ہی زبیدہ مزدور کی باتون پر بہت ہنسی اور کہا اے دوست تو اپنی
بیوقوفی کی باتون کو اپنے پاس رکھ ہم فقط تین بہنین ہین اپنے کاروبار سے دوسرے کو آگاہ نہین
کرتے ہم احتیاط کرتے ہین کہ کسی پر ہمارا راز نہ کھلے دانشمندون نے کہا ہے اپنے راز کو کسی سے
ظاہر نہ کر کسی کو تو راز دار نہ پائیگا مزدور نے کہا بی بی تم بہت دانشمند ہو مجھکو بھی بہت کچھ یاد ہے
مگر اپنے نصیب سے مجبور ہون کہ پیشہ مزدوری کا کرتا ہون گو کہ میرا پیشہ ذلیل ہی لیکن

ہشیار ہون مین نے بہت کتابین تواریخ کی دیکھی ہین اگر اجازت ہو تو اپنے تجربے کی بات عرض کرون وہ یہ ہی کہ دانشمند اپنے راز کو عاقل سے پوشیدہ کرنے اسواسطے کہ وہ خوب طریق راز داری سے واقف ہی الغرض مجھسے راز کہنا گویا کسی چیز کو حجرے مین بند کر دینا ہی زبیدہ کو معلوم ہوا کہ مزدور بڑا فہمیدہ تجربہ کار قابل صحبت کے ہی اسکو شریک دسترخوان کے کیا چاہیے لیکن از راہ خوش طبعی کے کہا تو جانتا ہی کہ ہم نے اپنے ہاتھون سے اس کھانے کو بہت محنت اور صرف زر سے طیار کیا ہی بے کچھ خرچ کیے تو شریک نہین ہو سکتا صافی نے بھی مزدور سے کہا کیا تو نے یہ مثل نہین سنی چھو چھا کن پوچھا مزدور نے مایوس ہوکر قصد چلے جانے کا کیا امینہ نے اپنی بہنون سے کہا کہ اسکو یہان رہنے دو ہمکو ہنسائیگا کہ خوش طبع آدمی ہی تمام راہ اپنی خوشگوئی سے مجھے ہنساتا آیا ہی مزدور نے امینہ کی سعی سے بہت خوش ہوکر باادب تینون بیبیون سے عرض کیا مین ایسا آدمی نہین کہ تمھارے احسان بھول کر کچھ خلاف تمھاری مرضی کے کرون یہ کہکر وہی درہم جو مزدوری مین پایا تھا اُنکے حوالے کیا زبیدہ نے مسکرا کر درہم پھیر دیا اور فرمایا ایک شرط سے تو ہمارے ساتھ رہ سکتا ہی کہ ہم جو امر تیرے روبرو کرین اسکو نہ پوچھنا پھر امینہ نے طرح طرح کے کھانے اور شیشے گلاس شراب کے لاکر قرینے سے دسترخوان پر چُن دیے وہ بیبیان گرد دسترخوان کے بیٹھین اور حمال کو بھی اشارہ کیا مزدور ادب سے ایک طرف بیٹھ گیا اور مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا کچھ اُنھون نے تھوڑا سا کھایا تھا کہ امینہ نے ایک گلاس شراب کا موافق دستور عرب کے پہلے آپ پیا پھر اپنی بہنونکو پلایا چوتھا گلاس مزدور کو دیا اُسنے ہاتھ چوم کر ایک گیت ایسا گایا کہ اُسکو سُنکر وہ سب بیبیان بہت خوش ہوئین اور نشے مین باری باری سے گیت گائے انھین رات ہوگئی تب صافی نے اپنی بہنون سے کہا اب مزدور سے کہو اپنے گھر جائے مزدور نے بہزار لجاجت عرض کیا افسوس ایسے وقت مین مجھکو گھر سے نکالتی ہو مین کسی کونے مین پڑا رہنے دو امینہ نے پھر سعی کرکے کہا یہ سچ کہتا ہی اندھیرے مین کہان ٹھوکرین کھائیگا مناسب ہی کہ اسکو رہنے دو زبیدہ نے کہا تو ایک شرط سے یہان رہ سکتا ہی کہ ہم جو کچھ تیرے سامنے اچھا برا کرین پوچھیو نہین مزدور نے بدل منظور کیا پھر زبیدہ نے کہا یا مرکچھ نیا نہین دیکھ کیا لکھا ہے دروازے کے اندر مزدور نے اُسے پڑھا بخط جلی سونے سے لکھا تھا کہ جو شخص دخل کریگا اُس امر مین جس مین اُسکو

غل نہین سنے گا وہ کلام ایسے کہ رنجیدہ ہوگا مزدور نے کہا مین کبھی کسی امر مین نہ بولونگا پھر امینہ نے
وہان شمعین روشن کین جنسے تمام مکان منور اور معطر ہوگیا پھر وہ بی بی اپنی بہنون اور مزدور سمیت
دسترخوان پر بیٹھی اور سب نے کچھ کھا پی کر اشعار پڑھنا شروع کیے کہ اتنے مین کسی نے دروازہ
کھلوانے کو آواز دی صافی دروازہ کھول کر آئی اور زبیدہ سے کہا بی بی دروازے پر تین قلندر
ایک وضع اور صورت کے ہین اور تینون داہنی آنکھ سے کانے تم انکو دیکھکر بہت ہنسو گی اور
اسیوقت بغداد مین وارد ہوے ہین چاہتے ہین کہ ایک رات کیواسطے کسی جگہ پڑ کر سو رہین بی بی
انکو آنے دو وہ ہمکو تمام رات خوش کرینگے اور ہمکو کچھ تکلیف نہین دینگے زبیدہ نے کہا لے آوہ
ہمارے امور مین کچھ دخل نہ دین اور دروازے کے نوشتے کو پڑھ لین صافی دوڑی گئی اور جلد اُن
تینون قلندرون کو اپنے ساتھ لے آئی قلندرون نے آتے ہی زبیدہ اور امینہ کو جھک کر سلام
کیا اُنھون نے جواب دیکر خیر و عافیت پوچھی اور کھانے مین شریک کیا وہ قلندر قبل اس کے کہ
دسترخوان پر بیٹھین مزدور کو دیکھکر کہنے لگے کہ یہ شخص بظاہر عرب معلوم ہوتا ہی لیکن خلاف شرع شراب
نوشی کرتا ہی مزدور ناخوش ہوکر بولا کہ تم خود داڑھی مونچھ مونڈواکر اورون پر طعن کرتے ہو غرض بیبیون
نے رفع تکرار کر کے قلندرون کو کھانا کھلوایا اور صافی نے شراب پلوائی جب وہ مست ہوگئے
اُنھون نے اشارہ کیا کہ اگر کوئی ساز ہوتا تو ہم بجاتے صافی نے طبلہ اور بانسلی وغیرہ لا کر دیے
قلندر لگے بجانے تینون بیبیون نے گانا شروع کیا قلندر کبھی آپس مین ہنستے اور کبھی واہ واہ کرتے
اُسوقت گانے بجانے سے بڑا ہنگامہ اُس مکان مین برپا ہوا ناگاہ دروازے سے دستک
کی آواز آئی صافی دوڑی گئی شہرزاد نے شہریار سے کہا کہ جس شخص نے اُنکے دروازے پر دستک
دی وہ خلیفہ ہارون رشید تھا اُسکا ہمیشہ سے معمول تھا کہ رات کو بھیس بدل کر شہر مین واسطے
دریافت کرنے نیک و بد اہل شہر کے پھرا کرتا چنانچہ اُس شب کو ساتھ اپنے وزیر اعظم جعفر اور سردار
داروغہ خواجہ سرایون کے شہر مین پھرنے کو نکلا تھا وہ تینون سوداگرون کے بھیس مین اپنے
تئین بنائے ہوئے یکایک اُس کوچے کیطرف جہان وہ تینون بیبیان رہتی تھین ہوکر نکلے خلیفہ
نے گانے بجانے کی آواز سنی ٹھٹھون کا غل سنکر جعفر سے کہا کہ اس گھر کا دروازہ کھلوا کہ مین اندر
جا کر سبب اس شور و غل کا دریافت کرون وزیر نے عرض کیا آواز عورتون کے گانے کی

ہین شاید اُنھون نے بعد کھانے کے کچھ شراب پی ہے اُسکے نشے مین گا بجا رہی ہین حضور تعرض فرمائین مبادا اُن سے کچھ کلام بے ادبی کا نشے مین سرزد ہو خلیفہ نے یہ بات قبول نہ کی وزیر نے دروازے پر دستک دی صافی نے دروازہ کھولا وزیر صافی کی صورت دیکھکر متحیر ہوا اور بآئین شائستہ ظاہر کیا کہ بی بی ہم تین سوداگر شہر موصل کے ہین تین دن گذرے کہ اسباب قیمتی تجارت کا لیکر اس شہر مین وارد ہوئے اور ایک سرا مین فروکش ہین آج کی رات ایک سوداگر نے اس شہر کے ہماری دعوت کی تھی چنانچہ ہم شام سے اُسکے گھر گئے تھے اُسنے بڑے تکلف کا کھانا کھلا کے شراب پلائی جب ہم خوب نشے مین ہوئے تب اُسنے جلسۂ رقص و سرود مرتب کیا اس شغل مین رات بہت گذر گئی محفل مین آواز ساز اور رقاصون سے شور و غل برپا ہونے لگا ناگہان کوتوال روند کے لوگ لے کر وہان موجود ہوا اور دروازہ اُس گھر کا بزور کھلوایا اور اکثر لوگون کو اُس مجلس کے قید کر لیا ہم خوش نصیبی سے بچ رہے دیوار پر چڑھ کر باہر کو دپڑے اور چونکہ اجنبی تھے اور اندازے سے زیادہ شراب پی گئے تھے روند والون سے

تصویر زبیدہ و امینہ و صافی اور تین کانے قلندرون اور خلیفہ و جعفر وزیر و مسرور خواجہ سرا کی

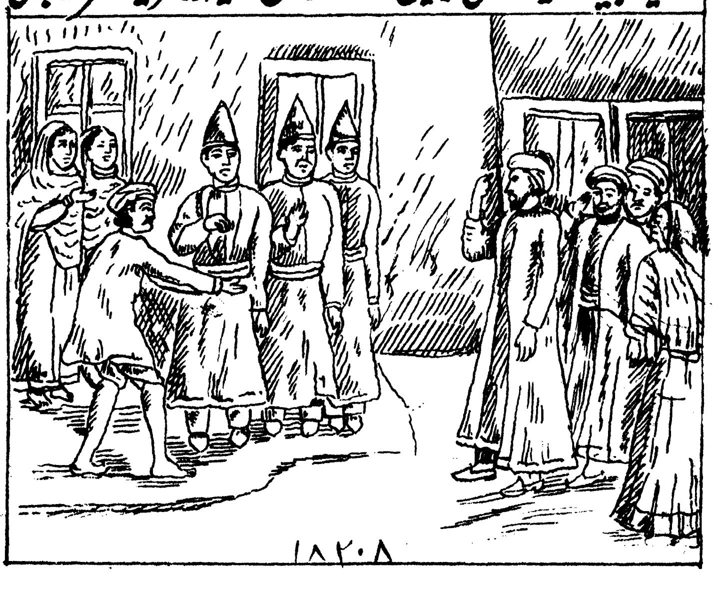

ڈرے کہ مبادا پھر کہین راہ مین گرفتار نہ ہو جائین وراس سرائے تک جسمین اُترے ہین پہونچنے نہ پائین اسواسطے لی بی یہان ہم آواز گانے بجانے کی سُنکر آئے اب اُمیدوار ہین کہ کوئی جگہ ہمکو بتلاو وہان پڑ رہین اور اگر قابل اپنی صحبت کے جانو تو اس تماشے مین بھی ہمین شریک کرو اسوقت کہ تم سب بہت خوب گاتی بجاتی ہو صافی نے بغور دیکھکر تجویز کیا کہ یہ سوداگر خواص لوگ ہین پھر صافی نے یہ ساری سرگذشت اپنی بہنون سے جاکر کہی اُنھون نے پہلے کچھ تامل کیا پھر ازراہ غریب نوازی اُن تینون سوداگرون کو بھی بذریعہ صافی بلوالیا خلیفہ وزیر جعفر اور مسرور نے اندر آکر بڑے لحاظ وادب سے اُن تینون بیبیون اور قلندرون سے صاحب سلامت کی اُنھون نے بھی اسیطرح جواب دیا زبیدہ نے اُنکی خیر وعافیت پوچھی اور کہا گستاخی معاف اگر تم کسی امر کو دیکھنا تو اس مین کچھ دخل نہ دینا ورنہ موجب تمھارے ملال کا ہوگا وزیر نے کہا بی بی ہمین کیا ضرورت ہے کہ ہم کسی امر مین تمھارے دخل دین اس عہد وپیمان کے بعد ایک شخص نے کھانا کھایا اور شراب پی خلیفہ اُن بیبیون کے حسن وجمال اور عقل ودانش کو دیکھکر متعجب ہوا خصوصًا قلندرونکو دیکھکے کہ تینون داہنی آنکھ سے کانے ہین ہرچند چاہتا تھا کہ اس امر عجیب کو اُنسے پوچھے مگر اُسکے ہمراہیون نے پوچھنے نہ دیا سوا اسکے مکان کی سجاوٹ اور زیبائش نے خلیفہ کو دو چند متحیر کر رکھا تھا اتنے مین ایک قلندر نے اپنے ملک کی وضع پر رقص کرنا شروع کیا بیبیون کو نہایت پسند آیا اور سب قلندرون سے زیادہ راضی اور خوش ہوئین خلیفہ کے گروہ نے بھی بہت سی تحسین کی جب رقص قلندرون کا تمام ہوچکا زبیدہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور امینہ کا ہاتھ پکڑکر کہا بہن یہ سب اہل محفل ہمارے تابع ہین اب کیون ہم اپنے معمول کو نہ کرین امینہ یہ سُنتے ہی سمجھ گئی اور جلد بوتلین گلاس شراب ظرف کھانے کے اور ساز گانے بجانے کے اُٹھائے صافی نے بھی کمرے کو صاف کیا اور ہر ایک چیز کو درست کرکے رکھا اور تینون قلندرون کو لیجاکر ایک طرف دوسرے دالان کے اور خلیفہ وغیرہ کو انکے مقابل بٹھلایا اور مزدور سے کہا اُٹھ کچھ کام کر مزدور اُٹھ کھڑا ہوا اور دامن کمر سے لپیٹ کر کہا کیا ارشاد ہوتا ہے صافی نے کہا آستینین اپنی اوپر چڑھالے پھر امینہ نے ایک چوکی درمیان دالان کے بچھائی اور مزدور کو اپنے ساتھ لیجاکر ایک کوٹھری سے دو سیاہ کتیان نکال لائی ہر ایک کے گلے مین پٹے زنجیر سے بندھے ہوئے مزدور

کے اُن دونون کو دالان کے بیچ مین لیگیا زبیدہ اُٹھکر مزدور کے نزدیک گئی اور ایک ہی سانس بھر کر آستین اوپر کو چڑھائی اور چابک کو صافی کے ہاتھ سے لیکر مزدور کو کہا کتیا امینہ کو دے اور دوسری میرے پاس لا مزدور موافق اسکے فرمانے کے بجا لایا کتیا ہی چلانے اور زبیدہ کی طرف دیکھنے اور اُسکے قدمون پر اپنے مُنھ کو رکھکر ملنے لگی زبیدہ نے بیدردی سے چابک مارنا شروع کیا یہانتک کہ مارتے مارتے اُسکا دم چڑھ گیا پھر اس نے زنجیر مزدور کے ہاتھ سے لیکر اُسکے اگلے پنجے پکڑ کے کھڑا کیا اور بنظر تاسف ایک دوسرے کو دیکھکر رو پھر رومال سے آنسو اُس کتیا کے پونچھکر اُسے پیار کیا اور مُنھ اُسکا چوما اور مزدور سے کہا اُسکو لیجا اور دوسری کو لا مزدور نے اُسکو حجرے مین لیجا کر باندھا اور دوسری امینہ سے لیکر زبیدہ کے پاس لایا زبیدہ نے پھر چابک لیکر اُسکو بھی اسیطرح سے مارا پھر اُسکے آنسوؤن کو پونچھکر اُسکے منھ پر بوسہ دیا اور حوالے مزدور کے کیا مزدور اُسکو بھی حجرے مین لیجا کر باندھ آیا وہ تینون قلندر اور خلیفہ اور اُسکے ساتھی اس حال کو دیکھکر نہایت متحیر ہوئے اور اپنے دلون مین کہنے لگے زبیدہ کیون سنگدلی سے اُن کتیونکو مارکر شریک ہوکر روئی اور یہ جانور ناپاک ہین اُنکے آنسو پوچھے اور اُنکے منھ کو چُوما آہستہ آہستہ وہ سب آپس مین اسکا چرچا کرتے تھے خصوصًا خلیفہ اُس حال کے دریافت کرنے کو نہایت مشتاق اور بیقرار تھا وزیر سے اشارہ کیا وزیر طرح دیکر اور طرف دیکھنے لگا بادشاہ نے پھر اشارے سے پوچھا اُسنے اشارے سے عرض کیا کہ یہ وقت پوچھنے کا نہین پھر زبیدہ دالان مین تھوڑی دیر تک بیٹھی صافی نے کہا اے میری بہن تم اپنی جگہہ پر آ بیٹھو تو ہم اپنا شغل کرین زبیدہ نے کہا اچھا پھر وہ اس وضع سے بیٹھی کہ خلیفہ اور اُسکے ہمراہی داہنی طرف اور تینون قلندر اور مزدور بائین طرف بیٹھے پھر صافی اُس چوکی پر جو بیچ دالان کے بچھی تھی آکر بیٹھی اور امینہ سے کہا بہن اُٹھو تم ہمارا مطلب خوب جانتی ہو امینہ اُٹھکر ایک دوسرے حجرے مین گئی اور وہان سے ایک خانہ اُٹھا لائی کہ جو زیرہ وساٹن سے مڑھا ہوا اور غلاف اُسکا سبزکار چوبی تھا اُسنے اُسے کھولکر ایک نے نکالی اور اپنی بہن کو دی صافی نے فراقیہ گانا شروع کیا جسکو خلیفہ اور سب اہل محفل سُنکر وجد کرنے لگے پھر اُسنے بالنسلی مینہ کو دیکر کہا بہن میری آواز تھک گئی ہے اب تم اِسے لیکر بجاؤ اور مجلس کو اپنے گانے سے خوش کرو امینہ نے نے کو لیکر تھوڑی دیر تک

اُسکا سُر ملایا اور پھر خوب مضمون فراقیہ گایا یہانتک کہ وہ خود شوق کی حالت مین آ کر راگ کو
نہ کر سکی زبیدہ نے اُسکے گانے بجانے کی بہت تعریف کی اور کہا اب تمھاری حالت متغیر معلو
ہوتی ہے امینہ کی بیخودی سے ایسی حالت ہوگئی کہ قریب تھا کہ زمین پر غش کھا کر گر پڑے
اور اُسنے اُسی حالت مین اپنا پیراہن اُتار کر پھینکدیا تو اُسکے شلنے داغون سے سیاہ
نظر پڑے سب متعجب ہوے کہ ایسی معشوقہ نازنین کو کس سنگدل نے مارا ہی جب امینہ غش
قریب گر پڑنے کے ہوئی زبیدہ اور صافی نے دوڑ کر تھانبا تب ایک قلندر نے کہا اگر ہم
میدان مین رات کو بسر کرتے تو بہتر تھا اس سے کہ یہ حال دیکھتے ہین اور سبب پوچھ نہین سکتے
خلیفہ نے پاس آکر پوچھا کہ تم اس بی بی اور ان کنیزون کے حال سے آگاہ ہو قلندر بولا ہم مطلق
آگاہ ہی نہین اور کبھی اس گھر مین نہین آئے خلیفہ کا تعجب اور بھی زیادہ ہوا اور مزدور کو اشارۃ
بلا کر پوچھا تو کچھ جانتا ہی مزدور نے کہا واللہ مجھکو کچھ نہین خبر ہے مین آج کے سوا کبھی اس گھر
مین نہین آیا جب معلوم ہوا کہ مزدور بھی بیگانہ ہے۔

تصویر صافی و امینہ کی بانسلی بجاتے ہوئے اور خلیفہ اور قلندرونکا وجد مین آنا

تب خلیفہ نے کہا ہم سات مرد ہین اور یہ تین عورتین سب باصرار اس راز کو پوچھین اگر انھون نے
بخوشی بتایا تو بہتر ورنہ بزور استفسار کرین وزیر جعفر نے اس مصلحت کو سُنکر خلیفہ سے عرض کیا
حضور آپ عہد شکنی کو کام نہ فرمائین جعفر نے یہانتک خلیفہ سے کہا کہ رات تھوڑی سی رہی حضور اسوقت
صبر فرمائین فجر کو مین ان تینون بیبیونکو آپ کے حضور مین حاضر کردونگا اُسوقت جو کچھ آپ کو پوچھنا
ہو پوچھ لیجئے گا خلیفہ نے اُسے نہ مانا اور قلندرون سے کہا کہ تم جاکر اُن سے استفسار کرو اُنھون
نے انکار کیا پھر سب نے مزدور کو آمادہ کیا وہ راضی ہوا زبیدہ نے اُس جماعت کو بات چیت
کرتے سُنکر پوچھا کہ تم سب آپس مین کیا گفتگو کر رہے ہو مزدور نے عرض کیا کہ بی بی یہ سب بھلے
آدمی چاہتے ہین کہ مہربانی سے آپ اُنکو اس امر سے آگاہ کرین کہ اس بیرحمی سے کتیون کو مار کر
کیون روئین دوشالون پر اُس بی بی کے جسے غش آگیا تھا سیاہ داغ کیسے ہین زبیدہ یہ بات سنکر
نہایت برافروختہ ہوئی خلیفہ وغیرہ سے پوچھا کیا یہ بات سچ ہے سب نے کہا ہان ہمین سب نے اس
شخص سے کہا تھا کہ تو سب کی طرف سے پوچھ سوا وزیر جعفر کے کہ وہ چپ رہا زبیدہ نے برہم
ہو کر کہا کیون جی تم سب نے اپنے قول کو خوب نباہا ہمنے تم سب کو اپنے گھر مین جگہ دی ہر
طرح سے تمھاری خاطرداری اور دلجوئی کی تمھارا استقبال کر کے ماحضر جو ہمین میسر تھا تم سے دریغ
نہ کیا مگر افسوس تم نے عہد شکنی کی اب تمھاری بزرگی ہماری نظرون مین کچھ نہ رہی اور نہ اب تمھین
کوئی جگہ عذر کی رہی یہ کہکر زبیدہ نے اپنے پاؤن کو زمین پر مارا اور تین دفعہ دستک دے کر کہا جلد
آؤ پھر دالان کے ایک دروازہ کھل گیا اور اُسمین سے سات غلام حبشی نہایت زورآور ننگی
تلوارین ہاتھون مین لیئے ہوئے نکلے اور ہر ایک نے ایک کو اُن گردہ سے زمین پر پچھاڑ کر چاہا کہ سر اُسکے
کاٹ ڈالین خلیفہ کو از حد بیقراری اور وزیر کی نصیحت نہ سُننے سے سخت پشیمانی ہوئی غرض قبل اسکے کہ وہ
حبشی ان سبکو قتل کرین ایک نے زبیدہ اور اُسکی بہنون کے حضور مین عرض کیا اے مکرم بیبیو تم حکم دیتی ہو
کہ ہم ان سب کو گردن مارین زبیدہ نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ ہم پہلے ان سبکے حال کو پوچھ لین پھر ہر ایک
سے اُسنے پوچھنا شروع کیا پہلے سبکے خوف زدہ مزدور نے کہا اللہ مجھے نہ مارو مین شخص بیگناہ ہون
افسوس ہین کس چین و آرام مین تھا ان کانے قلندرون کے سبب سے مین اس مصیبت مین پڑا
اِنکے قدمون کی شامت اور منحوس صورتون سے بہت شہر ویران اور لوگ برباد ہوئے ہونگے

میرے حال پر رحم کیجئے جس غریب کو عنایت سے سرفراز فرمایا ہو اُسکی گردن مارنا انصاف اور خاوندی سے بہت بعید ہی زبیدہ مزدور کے زار نالے سُنکر باوجود غصے کے ہنس پڑی و سبے کہا ہر ایک شخص تم مین سے اپنا حال جو سچ سچ ہو بیان کرے کہ کون کہان کا رہنے والا اور کیا فضل و کمال رکھتا ہی اور یہان آنے کا اُسکے کیا سبب ہی اگر ذرا جھوٹ بولیگا تو بیشک اُسکی گردن ماری جائیگی

تصویر سات حبشیون کی ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر نکلنے کی

خلیفہ نہایت بیقرار ہوا کہ اُس عورت غضبناک کے ہاتھ سے بچنا بہت دشوار ہی اسی تشویش مین سعی چاہی کہ اگر میرے رتبے سے مطلع ہووے تو یقینی وہ مجھے چھوڑ دیگی پھر اُسنے وزیر سے اس امر کو ظاہر کیا مگر وزیر دانا نے چاہا کہ اپنے آقا کی بزرگی کو ہاتھ سے نہ دیکر کچھ تقریر کرے کہ اتنے مین زبیدہ نے تینون قلندروں سے پوچھا کیا تم تینون آپسمین بھائی ہو اُس مین سے ایک نے کہا نہین مگر ہم طریق البتہ ہین اور ایک ہی وضع سے اپنی زندگانی بسر کرتے ہین پھر اُسنے پوچھا کیا تم مان کے پیٹ سے کانے پیدا ہوے تھے ایک نے کہا نہین بسبب ایک حادثے عجیب کے ہماری آنکھین ضایع ہوئین کہ وہ قابل لکھنے کے ہی اور اُس سے ہر شخص عبرت کرے بعد اس مصیبت کے ہم اپنی داڑھی مونچھین

بھوین منڈواکے قلندر رہن گئے زبیدہ نے دوسرے قلندر سے استفسار کیا اُسنے بھی یہی جواب دیا
اوراسیطرح تیسرے نے بلکہ اُسنے کچھ حال اپنا زیادہ بیان کیا کہ بی بی ہم تینون بادشاہزادے
ہین آج ہی شام کو ہمین ایک دوسرے کی ملاقات حاصل ہوئی ورنہ ہم آپس مین اجنبی ہین اور
وہ سلاطین جنکے ہم تینون فرزند ہین بہت بڑے نامی بادشاہ اس دنیا کے ہین اور ہرایک
ہم مین سے اپنی اپنی سرگذشت مفصل بیان کریگا زبیدہ کا غصہ یہ سنکر کچھ ٹھنڈا ہوا اور اُن حبشی
غلامون سے کہا کہ انکے ہاتھ پیر چھوڑ دو تاکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھکر اپنا حال بیان کرین جو اپنا
حال بیان کرچکے اُسکو چھوڑ دو جدھر کو چاہے اُدھر کو چلا جائے اور جو اپنا حال نہ کہے اُسکی
گردن مار دو پھر وہ تینون قلندر اور خلیفہ وزیر جعفر مسرور خواجہ سرا اور مزدور دالان کے اندر قالین پر
بیٹھے اور ہرایک کے سر پر ایک ایک حبشی ننگی تلوار لیکر کھڑا ہوا پہلے سب کے مزدور نے عرض کیا

قصہ مزدور کا کہ اُس نے مختصر بیان کیا

اے بی بی میرے آنے کا سبب تمھارے گھر مین یہ ہوا کہ آج صبح کے وقت مین بازار مین اپنا ٹوکرا
لیے ہوے اس اُمید پر کھڑا تھا کہ کوئی مزدوری کے لیے بلائے اتنے مین تمھاری بہن نے مجھکو بلایا
اور اپنے ساتھ لیے ہوے کلوار کی دکان پر گئی اور وہان سے سبزی فروش اور ترنج فروش کی
دکان پر گئی اور ہرایک چیز خریدکر ٹوکرے مین بھری اور میرے سر پر رکھکر اس گھر مین لے آئی اور تمنے
براہ غریب نوازی مجھکو ابتک یہان رہنے دیا اس احسان کو تمھارے تئین کبھی فراموش نہ کرونگا میرا
حال یہ ہی جسکو مین نے عرض کیا زبیدہ نے اُسکا حال سُنکر کہا اپنے گھر چلا جا اب کبھی نہ آئیو مزدور
نے عرض کیا اگر ارشاد ہو تو مین ٹھہر کے ان لوگون کا بھی قصہ سنون جیسا کہ اُنھون نے میرا
حال سنا ہی پھر وہ بموجب اشارے زبیدہ کے ایک گوشے مین دالان کے کھڑا ہو رہا پھر زبیدہ
نے اُن قلندرون سے کہا اب تم اپنا حال بیان کرو چنانچہ پہلے ایک نے اپنا حال اسطرح کہنا شروع کیا

قصہ پہلے قلندر کا

بی بی مین بیٹا ایک بڑے بادشاہ جلیل القدر کا تھا اور اُسکا ایک بھائی بھی تھا کہ مثل اُسکے بادشاہ
عظیم الشان قرب وجوار مین اُسکی ولایت کے رہتا تھا اور اُسکے دو فرزند تھے ایک بیٹا میرے
ہمسن تھا اور دوسری بیٹی مین باپ کی اجازت لیکر سال مین ایک بار واسطے ملاقات چچا کے

جاتا ایک مہینے اور کبھی دو مہینے اُسکے حضور مین رہتا اور پھر اپنے ملک مین آتا اس آمد و رفت سے درمیان میرے اور چچازاد بھائی کے نہایت محبت ہو گئی تھی ایک روز مین نے اُسے نہایت خوش پایا اور اُسنے بہ نسبت آگے کے مجھ سے زیادہ محبت کی اور سامان میری دعوت کا کیا اور عجیب و غریب تماشے دکھلائے پھر مین نے اور اُسنے خاصہ کھایا بعد اُسکے اُسنے مجھ سے کہا مین نے کیا خوب تمھارے جانے کے بعد ایک مکان بنوایا ہی چنانچہ اب وہ محل بالکل تیار ہو چکا اب میرا ارادہ اس مین شب خوابی کا ہی تم اُسکو دیکھکر بہت خوش ہو گے مگر پہلے قسم کھاؤ کہ اس راز کو کسی سے ظاہر نہ کرو مین نے بے تامل قسم کھائی بعد اسکے اُسنے مجھ سے کہا ذرا تم ٹھہرو مین ابھی آتا ہون پھر وہ تھوڑی دیر کے بعد ایک بی بی نہایت حسین اپنے ساتھ لیکر آیا نہ تو اُسنے مجھکو بتایا اور نہ مین نے بی بی کا حال پوچھنا مناسب جانا پھر ہم دونون بھائی اور وہ بی بی بیٹھکر دیر تک اِدھر اُدھر کی باتین کرتے اور شراب پیتے رہے یہانتک کہ شہزادے سے کہا اب زیادہ توقف یہان نہ کیا چاہیئے یہ کہ کے اٹھا اور مجھ سے ایک راہ کا نام بتا کر کہا تم اس بی بی کو اپنے ساتھ لیکر فلان قبرستان مین جاؤ اور جہان کہین نئی قبر گنبد کی طرح بنی ہوئی دیکھنا تو جاننا کہ وہی دروازہ اُس مکان کا ہے جسکا ذکر ابھی مین نے تم سے کیا تھا تم دونون اندر اس مکان کے جا کر میرے آنے کے منتظر رہنا مین بھی جلد آؤنگا لیکن بھائی لللہ اس بھید کو کسی سے ظاہر نہ کرنا مین اُس بی بی کو ہمراہ لیکر اُسی پتہ پر روانہ ہوا اور چاندنی مین بآرام وہان پہونچا دیکھا کہ وہ شہزادہ بھی لوٹا پانی کا بھرا ہوا اور چونے کی ٹوکری لیے وہان آگے سے پہونچا ہی اور پھاوڑے سے مٹی قبر کی نکالی اور پتھرون کو اُٹھا کر کنارے لگایا جب سب پتھر نکال چکا ایک سوراخ زمین مین کیا وہان ایک پوشیدہ دروازہ نظر پڑا اُسنے اسے کھولا اس مین ایک زینہ چوبی لگا ہوا تھا اسوقت میرے چچیرے بھائی نے اس بی بی سے کہا کہ یہی راہ اس مکان کے جانے کی ہی جسکا مین نے تم سے ذکر کیا تھا وہ بی بی زینے کی راہ سے نیچے اُتر گئی اور شہزادہ بھی پیچھے اُسکے چلا گیا اور مجھ سے کہا مین تمھارا نہایت ممنون ہوا اب مین تم سے رخصت ہوتا ہون خدا حافظ ہر چند مین نے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اور یہ سب امور کیا ہین اُسنے کچھ نہ بتایا مگر اس قدر کہا کہ دروازے پر مٹی ڈال کر برابر کر دینا اور جس راہ سے تم آئے تھے اُسی راہ سے چلے جاؤ مین مجبور ہو کر رخصت ہوا اور اس کام کو انجام دے کر اپنے چچا کے محل

پہنچا

مین پھر گیا اور بسبب دردسر کے اپنے مکان پر جاکر سو رہا صبح کو ان سب باتون کو مین نے استعجابًا تصور کیا کہ خواب مین دیکھا تھا پھر مین نے ایک خدمتگار کو کہا جلد جاکر خبر لا کہ میرا بھائی شہزادہ بیدار ہوا یا ابھی آرام مین ہی اُسنے پھر آکر کہا کہ رات کو وہ اپنے مکان مین نہ تھے اور کوئی مطلع نہین کہ وہ کہان گئے سب اُن کے چاکر اور محل کے لوگ رات سے حیران پریشان ہین تب مین نے قیاس کیا کہ وہ مقرر اسی تہخانے مین ہوگا مجھکو کمال رنج گذرا پھر چھپ کر اُسی گورستان مین گیا اور تمام دن اس مکان کی تلاش مین گذر گیا مگر کچھ نشان نہ پایا اسی طرح چار روز تک اس کی تلاش مین سرگردان رہا لیکن کہین ٹھکانا اور پتا اسکا نہ لگا اے بیبو میرا عمو ان دنون شکار کھیلنے کئی دن سے باہر گیا ہوا تھا اور مین اُسکے انتظار مین نہایت ملول ہوا آخر مین وزیر سے یہ کہکر رخصت ہوا کہ مین اپنے معمول سے ایکی بار بہت رہا میرا باپ نہایت متردد ہوگا جب چچا جان شکار سے لوٹ آئین میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات عذر جانے کا بے رخصت کے کرنا مگر مین نے وزیر کو بوجہ گم ہونے شہزادے کے کمال غمگین پایا اور مین بسبب قسم دیتے شہزادے کے اُس سے شہزادے کا حال کہہ نہ سکتا تھا بہرکیف مین وہان سے اپنے باپ کی دارالسلطنت مین آیا وہان مین نے خلاف معمول دیوانخانے کے بڑے دروازے پر بہت سپاہیون کا پہرا دیکھا اُنھون نے دیکھتے ہی مجھکو قید کر لیا مین نے سبب پوچھا ایک نفر نے جواب دیا اے شہزادے یہ فوج وزیر اعظم سے موافق ہی کہ اُسنے بعد فوت ہونے تمھارے باپ کے اس وزیر کو بادشاہ کیا ہی اب اُسی نے ہمین حکم کیا کہ جہان کہین پاؤ شہزادے کو پکڑ لاؤ تمکو ڈھونڈھنے چارون طرف فوج گئی ہی آج تم ہاتھ لگے پھر ایک رسالدار مجھکو اُس ظالم کے پاس لے گیا اسوقت کے غم کا حال کچھ نہ پوچھو اور وہ وزیر شقی آگے سے میرا دشمن تھا اور اُسکی دشمنی کا سبب یہ تھا کہ مجھکو اپنے لڑکپن مین کمال شوق غلیل بازی کا تھا ایک دن غلیل لیئے اپنے محل کی چھت پر کھڑا تھا کہ ایک چڑیا اُڑتی ہوئی آئی مین نے غلّہ چلایا اتفاقًا وہ غلہ اس وزیر کی آنکھ مین جو اپنی حویلی کے کوٹھے پر ٹہلتا تھا لگا اور اُسکی آنکھ پھوٹ گئی مین نے اُسکے پاس جاکر بہت کچھ معذرت کی مگر اُسکے دل سے کینہ نہ نکلا اور چاہتا تھا کہ قابو پاکر اُسکا انتقام مجھ سے لے اب کہ اُسنے مجھکو بیکس بے یار پایا مجھے دیکھتے ہی دوڑا اور نہایت غصے سے اپنی انگلی ڈال کر میری داہنی آنکھ نکال ڈالی یہ سبب میری

داہنی آنکھ جانے کا ہوا اور اُس ظالم نے ایک پنجرے مین مجھے قید کر کے جلاّد کو حکم کیا کہ اسکو شہر سے دور لیجا کر قتل کرا دو اسکا گوشت شکاری جانورون کو کھلا جلاّد نے بہت سے آدمی اپنے

تصویر شہزادے کی غلہ لگانے اور وزیر اعظم کی آنکھ پھوٹ جانے کی

ہمراہ لیکر مجھے شہر کے باہر لیجا کر میرے قتل کا ارادہ کیا مین نے بہت منت و زاری کی یہانتک کہ اُسکو رحم آیا مجھکو چھوڑ دیا اور کہا اس ملک سے نکل جا اور خبردار پھر کبھی اس طرف نہ آنا مین نے بہت شکر گذاری کی اور پوشیدہ راہون سے تھوڑی تھوڑی راہ طے کر کے چچا کی ولایت مین پہونچا اور اُسکے حضور مین سارا حال ظاہر کیا چچا نے آہ کھینچکر کہا افسوس زمانے نے میرے فرزند کے کھو جانے پر اکتفا نہ کر کے مجھکو بھائی کے مرنے کی خبر سنائی اور تجھکو اس مصیبت مین پایا ہر چند وہ شہزادے کی بہت تلاش مین رہا مگر کہین اُسکا نشان نہ پایا اکثر بیٹے کو یاد کر کے رویا کرتا میرا دل اُسکی گریہ وزاری پر بہت جلا زیادہ تاب مجھے قسم کی نہ رہی آخر مین نے وہ سب حال چچا سے ظاہر کیا اُسنے سُنکر کہا بھتیجے تو نے سچ کہا مجھے بھی معلوم ہی کہ اُسنے ایک مقبرہ بنوایا ہی مقرر اُس مین ہوگا پھر مین اور چچا دونون بھیس بدلکر باغ کے دروازے سے نکلکر تھوڑی دور گئے تھے کہ

قبر ملکی مین نے اُس جگہ کو پہچان لیا جبکہ ہم اندر اُس گنبد کے گئے تو اُس آہنی دروازے کو جس کے ساتھ زینہ لگا ہوا تھا بند پایا بڑی شکل سے ہم نے اُس دروازے کو کھولا اسواسطے کہ شہزادے نے اُسکو اندر کی طرف سے چونہ لگا کر بند کیا تھا غرض جبکہ دروازہ کھلا تو پہلے چچا اس مکان مین اُترے اُنکے بعد مین گیا دیکھا کہ اُس مکان کی ڈیوڑھی بدبو سے بھری ہے وہان سے شہ نشین مین گئے کہ پیلپایون پر استادہ اور شمعون کی روشنی سے روشن تھا اور ایک حوض دکھلائی دیا کہ چارون طرف کھانے پینے کی چیزین بافراط رکھی تھین پھر سامنے اپنے ایک بلند شہ نشین دیکھی جسکے دروازون مین پردے پڑے ہوئے تھے چچا اُسپر زینے سے چڑھ گئے اور پردہ اُٹھا کر بیٹے اور اُس بی بی کو ایک پلنگ پر باہم دیکھا مگر دونون خدا کے غضب کی آگ سے جلکر سیاہ ہو گئے تھے مین یہ حال دیکھکر نہایت ڈرا اور افسوس کیا مگر میرے چچا کو افسوس نہ ہوا بلکہ اُسنے شہزادے جلے ہوئے کے مُنھ پر تھوک دیا اور غصہ ہو کر کہا دیکھ دنیا ہی مین تو نے کیسی سزا پائی اور عقبی مین اس سے زیادہ پائیگا اُس تھوکنے اور کہنے سے بھی اُسکی تسلی نہوئی پھر اُسنے کئی جوتیان اُسکے مُنھ پر مارین مجھکو کمال ملال اور تحیر ہوا کہ اُسنے مرے ہوئے بیٹے کے ساتھ ایسی حرکت کی مین نے جل بھنکر کہا چچا جان کیا اس شہزادے سے ایسا بڑا گناہ ہوا کہ جسکے بدلے مین اُسکی لاش مستحق آپ کے ایسے عتاب کی ہوئی چچا نے کہا یہ سزاوار اس سے زیادہ سزا کا ہے اسواسطے کہ یہ لڑکپن سے اپنی ہمشیرہ کو پیار کرتا تھا مین نے بوجہ کم سنی دونون کے کچھ خیال نہ کیا جب دونون بڑے ہوئے محبت بھی بڑھی تب مین نے بہت احتیاط اور تاکید کی کہ دونون بھائی بہن ایک دوسرے کے سامنے نہووین مگر وہ کمبخت لڑکی بھی بھائی سے محبت رکھتی تھی یہانتک کہ میرے بیٹے نے مقبرہ بنوانے کے بہانے ایک تہ خانہ مجھ سے پوشیدہ اسلیے تعمیر کیا کہ وقت فرصت کے اُسکو اس تہخانے مین لیجا کر رہے چنانچہ جب مین شکار کو گیا وہ اُسکو اس مکان مین لے آیا اور آگے سے اُسنے سب اشیا سے ضروری یہان لا کر ذخیرہ کیے تھے کہ ایک مدت دراز اُسکے ساتھ یہان رہے مگر خدا نے بہت جلد دونون کو سزا دی بادشاہ اس حال کو بیان کر کے بہت رویا اور مین بھی اُس کا شریک ماتم ہوا پھر اُسنے مجھے گلے لگا کر کہا خدا تجھکو سلامت رکھے اب تو ہی بجاے اس کے میرا فرزند اور وارث ہی بعد اُسکے مین اور وہ شہزادے اور شہزادی کو یاد کر کے خوب روئے اور وہان

سے محل بادشاہی کی طرف متوجہ ہوے اثنا رراہ مین آواز نقارہ اور قرنا وغیرہ ساز وآلات جنگی کی
سُنی اور گرد وغبار آسمان کی طرف چڑھا ہوا دیکھا آخر معلوم ہوا کہ وہی وزیر جو میرے باپ کا ملک
چھین کے تخت پر بیٹھا تھا اب بارادہ تسخیر ملک چچا کے بڑی فوج لیکر آیا ہو میرا چچا تھوڑی فوج
رکھتا تھا مقابلہ اُسکا نہ کرسکا غنیم نے شہر مین اپنا عمل کرلیا اور فوج مکانات بادشاہی مین چلی گئی
چچا تھوڑی دیر تک نہایت جوانمردی سے لڑا کیا آخر کار مارا گیا پھر ایک دو ساعت مین نے سامنا
کیا آخر شکست کھاکر مین بھی وہان سے بھاگا خوش قسمتی سے ایک سردار نے اُس وزیر کے میرے حال پر
رحم کھاکر مجھکو اُس شہر سے صحیح وسالم باہر نکال دیا مین حفظ جان کی خاطر جا بر و کا صفایا کر قلندر بنگیا
اور بڑی دقت سے پوشیدہ راستون مین ہوکر بہت شہرون مین سرگردان پھرا اب خوش نصیبی سے
قلمرو بادشاہ عالیجاہ سلطان السلاطین خلیفہ ہارون رشید مین پہونچکر مطمئن ہوا اور ارادہ کیا کہ
بغداد مین جاکر قدمون پر اُس بادشاہ کے جسکی سخاوت شہرۂ آفاق ہی گر دن وہ مجھپر ضرور رحم کریگا
چنانچہ کئی مہینے مین اس شہر کے دروازے پر پہونچا کہ شام ہوگئی چاہا کہ کسی جگہ شب باش ہون چند
قدم چلا تھا کہ یہ دوسرا قلندر جو میرے پاس بیٹھا ہی آیا اور مجھ سے صاحب سلامت کی مین نے
جواب سلام دیکر کہا تم بھی میری طرح اجنبی معلوم ہوتے ہو اُسنے کہا سچ ہی ہنوز اس قلندر نے
اپنا کلام تمام نہین کیا تھا کہ تیسرا قلندر ہم دونون کے پاس آیا اور سلام علیک کرکے کہا مین
بھی اجنبی ہون ابھی دم بغداد مین آیا ہون پھر ہم تینون نے بسبب مشابہت وضع اور طریق کے
مانند بھائیون کے آپس مین ملکر ارادہ جدا ہونے کا نہ کیا ہم سب حیران تھے کہ شب کو کہان
رہین آخر خوش نصیبی سے تمھارے دروازے پر آئے تمنے براہ غریب نوازی ایسا ہمکو آرام دیا
کہ اُسکا شکر ادا نہین کرسکتے بی بی یہ میرا حال ہو زبیدہ نے کہا تیرا قصور مین نے معاف کیا جدھر
تیرا جی چاہے چلا جا اُس قلندر نے کہا مجھکو اجازت ہو کہ یہان ٹھہر کے حال ان دونون اپنے
ہمراہیون اور ان تینون شخصون کا سنون زبیدہ نے اجازت دی وہ آداب بجالاکر ایک کنارے
بیٹھ گیا یہ قصہ پہلے قلندر کا خلیفہ اور سب کو نہایت عجیب وغریب معلوم ہوا پھر دوسرے قلندر کی
باری آئی اُسنے بھی پہلے قلندر کی طرح دست بستہ ادب سے کھڑے ہوکر اپنا حال گذشتہ زبیدہ
کے حضور مین اس طرح بیان کرنا شروع کیا

قصہ دوسرے قلندر کا

بی بی لڑکپن سے میرے باپ نے مجھے ذہین اور شائق علم کا پاکر دُور دُور ملکون سے عالم فاضل اور اُستاد ہر فن کے میری تعلیم کے لیے جمع کیے مین نے تھوڑے دنون مین کلام مجید حفظ کیا پھر علم تفسیر اور حدیث وغیرہ کو اُستادون سے حاصل کیا پھر فن تاریخ اور لغز اور نظم و نثر رنگین مین تکمیل بہم پہونچائی بعدہ علم حکمت علم ہیئات ہندسہ و حساب وغیرہ پڑھ کے یکتاے روزگار ہوا پھر آئین ریاست اور فن سپہ گری کے حاصل کیے اور خوشنویسی مین بھی عدیم المثل ہوا لیکن کاتب تقدیر نے میرا خط قسمت ایسا برا لکھا تھا کہ کچھ کام نہ آیا اور اس نوبت کو پہونچا یا شہرہ میرے کمال کا والد کی تمام قلمرو مین اور دور دور ملکون مین پہونچا سلطان ہند کہ بڑا بادشاہ تھا مشتاق میرے دیکھنے کا ہوا اور ایک ایلچی کو مع تحائف گرانبہا والد کے پاس بھیجکر درخواست میری کی والد خوش ہوے اور سمجھے کہ شہزادون کو سیاحت ملکون کی اور دیکھنا راہ و رسم دربارون سلاطین عالیمقدار کا بھی ضرور ہے اور یہ امر موجب ازدیاد محبت ہمارے اور بادشاہ ہند کے ہوگا غرض باجازت پدر بزرگوار مین تھوڑے خادمون اور اسباب کے ساتھ ہمراہ ایلچی کے روانہ ہوا راہ مین

تصویر شہزادے کو قزاقون کے گھیر لینے کی

پچاس قزاق مسلح نے ہم سب کو گھیر لیا میرے پاس دس گھوڑے محمول اسباب ضروری اور تحائف
کے تھے کہ اپنے باپ کے نام سے واسطے سلطان ہند کے لے چلا تھا اگرچہ ہمارے لوگون نے مقابلہ
اُنکا کیا مگر مغلوب ہوے تب ہمنے اُن ٹھگون سے کہا کہ ہم وکیل بادشاہ ہند کے ہین یا اس غرض سے
کہا کہ شاید ہم سے متعرض نہ ہون قزاقون نے بڑی گستاخی سے جواب دیا ہم سلطان ہند کو کیا چیز
سمجھتے ہین نہ ہم اُسکے نوکر نہ نمکخوار اور نہ اُسکے ملک مین رہتے ہین یہ کہکر اُنھون نے چارون طرف سے
یکبارگی ہمپر حملہ کیا اگرچہ مین نے تابمقدور حفاظت کی آخر زخمی ہوا اور ایلچی اور سب میرے نوکر چاکر
مارے گئے تب مین اپنے زخمی گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور قزاقون سے دور نکل گیا گھوڑا راہ مین
خستگی تن سے گرکر مرگیا اسوقت مین نے بڑا صبر کیا اور اپنے تئین بدحواس نہ ہونے دیا لیکن اُس
وقت کی میری تنہائی اور بیکسی پر بی بی آپ خیال فرماوین ایک تو منزلون کا تھکا ہوا اور دوسرے
مجروح تیسرے تنہا اور اجنبی آخر مین اپنا زخم باندھکر ایک سمت کو روانہ ہوا اور شام کو پہنچے ایک
پہاڑ کے پہونچکر غار مین پڑکر سورہا صبح کو بھوک سے نہایت بیقرار تھا جنگلی میوے جو ملے
کھائے پھر وہان سے آگے روانہ ہوا اور کئی منزلین طے کین آخر بعد ایک مہینے کے بہت بڑے
ایک شہر مین کہ خوب آباد تھا پہونچا کئی دریا گرد اُسکے جاری تھے اس سبب سے وہ ہمیشہ سرسبز
رہتا تھا خوش آب و ہوا دیکھکر مین بہت محظوظ ہوا اور سب مصیبتین بھول گیا حال میرا اُسوقت اے
بی بی یہ تھا کہ کپڑے پھٹے ننگے پاؤن رنگ مارے دھوپ کے سیاہ غرض شہر کے اندر گیا تا دریافت
کرون کہ میرا وطن اس جگہ سے کتنی دور ہے آخر ایک درزی کے پاس گیا اُسنے میری وضع کو دیکھکر اپنے
پاس بٹھالیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو مین نے سب حال ابتدا سے انتہا تک ظاہر کیا
درزی نے مجھکو بہت ڈرایا اور کہا کہ زنہار یہ حال کسی یہان کے باشندے سے نہ کہنا بادشاہ اس
ملک کا تیرے باپ کا دشمن ہے اگر وہ تیرے آنے کا حال سُنے گا بیشک تیرے ساتھ بدسلوکی
سے پیش آئیگا مین درزی کا شکر بجالایا اور کسی وہان کے رہنے والون سے اپنا حال اور نام
اپنے باپ کا نہ بتایا پھر وہ درزی کچھ کھانا لایا اور اپنے گھر کے اندر ایک حجرہ میرے رہنے کو بتایا
مین اُسمین رہنے لگا درزی نے بعد رفع ماندگی سفر کے مجھسے پوچھا کہ تمھین کوئی پیشہ آتا ہے جس سے
تم قوت اپنا پیدا کرو مین نے کہا مین تمامی علوم و فنون مین یکتائے زمانہ ہون یہ درزی بولا کہ علوم

دفنون سے تم قوت اپنا اس شہر مین پیدا نہ کرسکو گے یہان علم وفن کی کچھ قدر نہین اگر میرا کہنا مانو تو ایک جانگھیا نبوا کر پہنو اور جنگل سے لکڑی جلانے کی لا کر اس شہر کے بازار مین بیچا کرو اس صورت مین بخوبی اپنی گذران کرو گے چندے یون بسر کرو آئیندہ شاید خدا کے کرم سے کوئی اور شکل نکل آئے مین ایک کلہاڑی اور رسی تمھین منگوا دونگا بی بی مین نے مصلحتاً اس مرد نیک کو منظور کیا دوسرے دن درزی نے مجھکو کلہاڑی رسی اور گھٹنا پائجامہ مول لے دیا اور اُن لکڑہارون غریب کے سپرد کیا جنکی روزی صرف لکڑی بیچنے پر تھی اور اُن سے کہا اس شخص کو تم اپنے ساتھ جنگل مین لکڑی کاٹنے کے واسطے لیجایا کرو مین اُن کے ساتھ جنگل مین جاتا اور بڑا گٹھا لکڑیون کا جنگل سے کاٹ لاتا اور اُسکو بازار مین لے جا کر ایک ٹکڑے سونے کو کہ چلن اُس شہر کا تھا بیچتا چونکہ لکڑی وہان بہت گران بکتی تھی اسواسطے تھوڑی مدت مین مین نے بہت زر پیدا کیا اور منجملہ اُسکے تھوڑا درزی کو عوض خدمت کے دیا حتیٰ کہ مجھے ایک برس پورا وہان گذر گیا ایک دن مین کچھ اور آگے اُس جنگل کے بڑھ گیا وہ جگہ مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی مین لکڑیان کاٹنے مین مشغول ہوا جب ایک درخت اوپر سے کاٹ کر جڑ اُسکی کاٹنے لگا ناگاہ جڑ کے نیچے مجھے ایک کڑا آہنی جو آہنی دروازے مین لگا ہوا تھا نظر پڑا مین نے جلد وہان کی مٹی سرکا کر اُس دروازے کو کھولا اُس جگہ ایک زینہ چوبی دکھائی دیا اُس زینے سے مع کلہاڑی رسی نیچے اُتر گیا وہان مجھکو ایک بڑا عالیشان محل نہایت شگفتہ اور روشن نظر پڑا پھر مین آگے گیا وہان ایک بنا برآمدہ جسکے پائے سنگ موسیٰ کے اوپر پایۂ اوپر سے نیچے تک سونے کے تھے ملا اُسمین ایک بی بی نہایت حسین باتمکین نظر پڑی مین نے اُسکے حضور مین جا کر باادب مجرا کیا بی بی نے پوچھا تو کون ہے مین نے کہا آدم زاد ہون بی بی نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یہان تو کسطرح آیا مجھے پچیس برس سے زیادہ ہوئے ہین کہ اس جگہ رہتی ہون مگر سوا تیرے کسی آدم زاد کو یہان نہین دیکھا اُس بی بی کے حسن و جمال پر مین ایسا فریفتہ ہوا کہ مجھ مین طاقت گویائی کی نہ رہی آخر مین نے عرض کیا کہ قبل دریافت ہونے حال کے صرف تمھارے دیکھنے ہی سے مین خوش ہوا اور اپنا سب رنج بھول گیا چاہتا ہون کہ تمھین اس حال سے مخلصی دون پھر مین نے اپنا حال تمام و کمال ظاہر کیا اور کہا مین تمکو اس قید مین دیکھ نہین سکتا بی بی نے سانس بھر کر کہا اے شہزادے

تو یہ کہتا ہی مجھے بھی اس جادو کی جگہ مین رہنا خوش نہین آتا تمنے سُنا ہوگا کہ ابو تیمرس نامی بڑا بادشاہ
جزیرہ ابونی کا ہی جہان آبنوس کی لکڑی پیدا ہوتی ہی مین اُسی بادشاہ کی بیٹی ہون میرے باپ نے
مجھکو اپنے بھتیجے کے ساتھ کہ وہ بھی شہزادہ تھا کتخدا کیا اور بہت تکلف سے میری شادی کی قبل
اسکے کہ مین شوہر کے گھر جاؤن ایک جن مجھے وہان سے لیکر اڑا مین اُسی ساعت بیہوش ہوگئی
جب ہوش مین آئی مین نے اپنے تئین اس مکان مین پایا جب سے مین مجبوری اس جن کے پاس
رہتی ہون دسوین دن وہ جن یہان آکر صرف ایک رات میرے پاس رہتا ہی کہ اُسکی اور بھی بی بی ہی
جس کے خوف سے ہمیشہ یہان نہین رہ سکتا اور اس دس روز کے عرصے مین اگر مجھکو کبھی اُس
جن کا بلانا منظور ہوتا ہی تو فقط طلسم کو کہ میری خوابگاہ کے پاس بنا ہوا ہی چھو لیتی ہون فوراً
وہ یہان حاضر ہوتا ہی چار روز ہوئے کہ وہ یہان سے گیا ہی چھ دن کے بعد پھر آئیگا
اگر تم کو میری صحبت مین رہنا منظور ہو تو پانچ دن تک یہان رہو مین تمھاری خاطرداری کرونگی
مین نے یہ بات کمال خوش ہو کر منظور کی وہ مجھکو حمام مین لے گئی اور غسل کر کے جب مین حمام سے
باہر آیا تو ایک بہت اچھی پوشاک پُرزر رکھی ہوئی پائی مین نے اُسکو پہنا پھر ہم دونون ایک عالیشان
دالان مین مسند پر کہ تکیئے اسکے غلاف کمخاب پُرزر سے آراستہ تھے بیٹھے اُسنے میرے آگے طرح طرح کے
کھانے لذیذ رکھے اور میرے ساتھ بیٹھ کے اُنکو کھایا رات کو اپنی خوابگاہ مین مجھے لیجا کر سُلایا دوسرے
دن بعد ضیافت وہ بی بی ایک بوتل شراب کی بہت نفیس لائی اور کئی گلاس مجھکو پلائے پیتے
ہی مجھے نشا ہوا مین نے کہا ای پیاری شہزادی ایک مدت سے گویا زندہ گور مین تمھارا
مقام ہی اب تم میرے ساتھ چلو دنیا کی ہوا کھاؤ اور اس جھوٹی روشنی کو چھوڑ دو بی بی نے کہا اے
شہزادے ایسی باتین واہی نہ کرو مجھے یہین رہنے دو نو دن تم یہان رہا کرو دسوان دن اُس
جن کے واسطے چھوڑ دو مین نے کہا تم جن سے ڈرتی ہو مین اُسکا طلسم توڑ کر نیست و نابود کر دونگا
اُسکو آنے دو دیکھون تو وہ کیسا زورآور اور مہیب شکل ہی ایک ہاتھ میرا اُسکو کافی ہے بی بی کہ
انجام کار سے خوب واقف تھی مجھکو قسمین دیکر کہنے لگی خبردار اس طلسم کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ہم تم دونون جان
سے مارے جاینگے مین نے شراب کے نشے مین اُسکی بات مطلق نہ سنی اور طلسم کو ایک لات مار کر
توڑ ڈالا بمجرد اس عمل کے وہ محل کمال زور سے ہلنے لگا قریب تھا کہ گر کے چور چور ہو جائے اور

ایک آواز ہولناک آئی اور سب طرف تاریکی چھاگئی بجلی کے سے شعلے نکلنے لگے یہ حال مہیب دیکھکر نشہ
میرا جاتا رہا اسوقت مین سوچا کہ تو نے بڑا غضب کیا پھر مین نے اُس بی بی سے پوچھا کہ اب کیا کیا
چاہیے وہ میرے لیے بہت کڑھی اور افسوس کر کے کہنے لگی کہ تم اس آفت کو اپنے سر پر آپ لائے اب یہان
سے بھاگو اور اپنے تئین بچاؤ مین ایسا گھبرا کر بھاگا کہ کلھاڑی اور رسی میری وہین چھوٹ گئی اور گرتا پڑتا
سیڑھی تک پہونچا اور اُسی لمحہ وہ جن بھی غضبناک ہوکر وہان پہونچا اور اُس بی بی سے قہر مین آکر
پوچھا تو نے کیون مجھکو بلایا اُس نے ڈر کر کہا مین نے تھوڑی سی شراب اس بوتل کی جسکو تو دیکھتا
ہے پی تھی نشے مین میرا پانون اس طلسم پر نادانستگی سے پڑا اس سبب سے وہ ٹوٹ گیا اور اُس
سے تجھے خبر ہوئی مین نے عمداً تجھکو نہین بلایا یہ سُنکر جن نے آگ ببولا ہوکر بی بی سے کہا تو
بدکار اور ریکار ہے اس کلھاڑی اور رسی کو یہان کون لایا بی بی نے کہا مین نے دیکھا شاید اُس جلدی
مین کہین سے تمھارے ساتھ لگی ہوئی چلی آئی ہو جن نے بی بی کو خوب مارا جس سے وہ تڑپنے
اور واویلا کرنے لگی آواز اُس کی گریہ وزاری کی مجھ سے سُنی نہین جاتی تھی آخر مین نے وہ کپڑے
کہ بعد حمام کے پہنے تھے اُتارے اور اگلے کپڑے پہنکر اُس سیڑھی سے اوپر چڑھ آیا اور اپنے تئین
بہت لعنت ملامت کرنے لگا کہ افسوس تیری نادانی سے یہ ظلم اس بی بی پر ہو رہا ہے پھر مین نے
اس آہنی دروازے کو بند کر کے مٹی سے چھپا دیا اور بوجھا لکڑیون کا سر پر رکھکر شہر مین آیا مگر اس
اندیشے مین کہ دیکھیے مجھکو کیا صدمہ پہونچتا ہے بدحواس تھا بہرکیف جب مین مکان پر آیا درزی مجھے
دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا تمھارے کل کے نہ آنے سے مجھکو بڑا تردد رہا کہ سوا داکھین حال شہزادگی کا
تمھاری سُنکر یہان کے حاکم نے قید نہ کیا ہو شکر خدا کا کہ صحیح وسلامت پھر آئے مین نے اُسکی بہت شکرگزاری
کی لیکن وہ حال کہ مجھ سے سرزد ہوا تھا اُس سے مطلق نہ کہا اور اپنے حجرے مین جاکر ہزار ون لعنت
ملامت اپنی اس بیوقوفی پر کرتا رہا غرض اسی غم مین تھا کہ درزی نے مجھ سے آکر کہا کہ ایک
بڈھا جسکو مین پہچانتا نہین کلھاڑی اور رسی تمھاری ہاتھ مین لیے ہوئے آیا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے
ان دونون چیزون کو راہ مین پایا ہے کوئی تمھارے ہمراہیون سے کہ جنکے ساتھ تم لکڑیان کاٹنے جایا
کرتے ہو معلوم ہوتا ہے چل کے اپنی چیز کو پہچان کر لے آؤ وہ بے تمھارے نہ دے گا یہ سنتے ہی مین سر
سے پانون تک کانپنے لگا درزی نے سبب خوف کا مجھ سے پوچھا ہنوز مین نے اُنکے جواب مین

کچھ نہین کہا تھا کہ ایکبارگی زمین میرے حجرے کی شق ہوگئی اور وہ بڈھا کلہاڑی اور رسی میری لیے ہوئے وہین حاضر ہوا در حقیقت مین وہ بڈھا وہی جن تھا پھر اُسنے کہا مین جن ہون نواسا ابلیس کا جو بادشاہ سب جنات کا ہو اور اُس کلہاڑی اور رسّی کو دکھلا کر کہا یہ تیری ہی یا نہین یہ کہکر وہ مجھکو حجرے سے باہر کھینچ لایا اور دفعۃً آسمان کی طرف لیکر اس شدت سے اتنی بلندی پر ایک لمحے مین اُڑا لے گیا جتنے چڑھنے مین مہینون گذر جاتے پھر اُسنے زمین پر اُترکر ایک ٹھوکر ماری وہ زمین پھٹ گئی وہ مجھے لیے ہوے اُس مین سما گیا ایک ساعت کے بعد مین نے اپنے تئین اُس جادو کے محل مین روبرو اُسی شہزادی جزیرۂ ابونی کے پایا مگر افسوس کہ اُسکو برہنہ خون آلودہ زمین پر بسمل قریب مرنے کے زار زار روتے دیکھا پھر اُس جن نے مجھکو شہزادی کا حال دکھلا کر کہا اے بے حیا یہی تیرا عاشق ہو اُسنے کہا مین تو اُسکو نہین جانتی جن نے کہا سچ کہتی ہے شہزادی نے کہا تو جاہتا ہو مین دروغ کہون پھر جن نے اپنی تلوار شہزادی

تصویر جن کی شہزادی جزیرۂ ابونی کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کی اور ہمہ فروشکی غشی

پھر دیگر کہا اگر تو نے اُسکو کبھی نہیں دیکھا ہو تو اس تلوار سے اُس کا سر کاٹ ڈال شہزادی نے کہا مجھ مین اتنی طاقت کہان ہو کہ تلوار کو اُٹھا سکون دوسرا اسکے کیونکر ایک بیگناہ کو قتل کرون جن نے کہا تیرے انکار کرنے سے صاف گناہ اور لگاؤ ثابت ہوتا ہو پھر جن نے پھر کے مجھ سے کہا تو اسکو جانتا ہو اور اسکو آگے دیکھا ہو مین نے بھی انکار صاف کیا اُسنے کہا اگر تو سچ کہتا ہو تو اس شمشیر سے اسکا سر کاٹ ڈال بی بی نے میری طرف دیکھکر اشارے سے کہا مین قریب مرگ ہون اپنی جان بچانے کے واسطے مجھکو مار ڈال تجھکو بڑا قلق ہوا پھر مین نے تلوار کو ہاتھ سے پھینک کر جن سے کہا مین اُسکو جسے جانون نہ پہچانون کیونکر قتل کرون خصوصاً ایسی بی بی کو کہ گھڑی ساعت ہو رہی ہو اب جو تیرا جی چاہے وہ میرے ساتھ کر مین تیرے تابع ہون مگر مجھ سے یہ ہرگز نہوگا جن نے کہا تم دونون باعث میرے غصے کے ہوئے یہ کہکر اُس ظالم نے دونون ہاتھ اُس شہزادی کے کاٹ ڈالے چنانچہ اُسیوقت وہ شہزادی جان بحق تسلیم ہوئی یہ حال دیکھکر مجھے غش آگیا پھر جب ہوش مین آیا تو مین نے اُس جن سے کہا اب جلد مجھے بھی قتل کر اُسنے کہا کہ عالم جنات مین یہ دستور ہے کہ جب کبھی کسی عورت پر بدکاری کا شبہہ ہوتا ہو تو اُسے جان سے مار ڈالتے ہین تجھکو مین بسبب شبہہ کے کہ تو اجنبی ہو مار نہین سکتا تیری سزا یہی بہت ہو کہ تجھکو کوئی جانور بنا کر چھوڑ دون اب جس جانور کا قالب تو پسند کرے اُسی قالب مین تجھکو مسخ کر ڈالون مین نے کہا اے بڑے توی جن جیسا کہ تو نے میری جان بخشی کی ہو اُمیدوار ہون کہ مجھکو بصورت انسان کے رہنے دے مجھے کسی جانور کے قالب مین مسخ نہ کر مین ہمیشہ تیرا شکر گزار رہونگا جیسا کہ ایک نیک آدمی نے اپنے ہمسائے کا کہ اُسنے اُسکے ساتھ بہت بُرائی کی تھی قصور معاف کرکے اُسکے ساتھ بڑا سلوک کیا تھا جن نے پوچھا کہ دونون ہمسایون مین کیا معاملہ گزرا تھا مین نے بیان کرنا شروع کیا

قصہ حاسد اور محسود کا

ایک بڑے شہر مین دو شخص رہتے تھے اور دروازہ ایک کے گھر کا دوسرے کے دروازے سے متصل تھا ایک ان مین سے دوسرے پر حسد کیا کرتا محسود نے چاہا کہ اس گھر کو چھوڑ کر دور چلا جاے تاکہ حسد دور ہو جائے باوجودیکہ محسود ہمیشہ حاسد سے سلوک کرتا مگر وہ حسد سے باز نہ آتا یہانتک کہ محسود وہ گھر اور اسباب بیچکر دوسرے شہر مین ایک مکان مول لیکر جا رہا اُس مکان مین ایک

باغ نفیس درانداھا کنوان تھا وہ نیکمرد درویش ہوگیا کئی حجرے اپنے گھر مین نبوائے ان مین فقیرون کو رکھکر ہمیشہ مجلسین و عرس بزرگون کا کیا کرتا یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی پہلے عوام اُسکی صحبت سے فیض یاب ہوئے پھر ہزارہا خلق دُور دُور سے آنے لگی اور اُس سے دعاے خیر واسطے حصول مقصد کے چاہنے لگی حتی کہ خبر اُسکے کرامات کی اُس حاسد کو بھی پہونچی حاسد نے بڑا رنج کیا اور اُسکو اذیت دینے وہان پہونچا اور خانقاہ مین جاکر اُس سے ملاقات کی وہ اپنے ہمسایہ قدیم کو پہچان کر بتواضع پیش آیا حاسد نے براہ مکر محسود سے کہا مجھکو ایک بڑی مہم درپیش ہے اُسکو خلوت مین آپ سے عرض کیا چاہتا ہون درویش باصفا اُسکے ساتھ تنہا گیا جب حاسد نے اُسکو تنہا پایا تو جھوٹی باتین بنا کر اُس سے کہنا شروع کین در باتون مین مشغول کرکے اس کنوئین کے پاس لے گیا اور پہونچتے ہی صوفی کو کنوئین مین ڈھکیل دیا اور وہان سے چھپکر بھاگ گیا اور دل مین نہایت خوش ہوکر کہا اب ہمیشہ کو میری خاطر جمع ہوئی وہ درویش بڑا

تصویر حاسد کی محسود کو کوئین مین گرانے کی اور پریون کے جمع ہونے کی

خوش نصیب تھا پریون نے کہ اُس اندھے کنوئین مین رہتی تھین ہاتھون ہاتھ اُسکو لیکر چاہ کے اندر بٹھادیا درویش سوچا کہ اس کنوئین کے گرنے مین بھی کچھ مصلحت میرے لیئے ہوگی پھر اُس نے چارونطرف نظر کی کوئی دکھائی نہ دیا تھوڑی دیر کے بعد اُسنے ایک آواز سُنی کہ کوئی شخص دوسرے سے کہتا ہی کہ تم اس بزرگ کو جانتے ہو اور دوسری آواز آئی کہ نہین پھر پہلے کہنے والے نے کہا یہ انسان کمال صاحب مروت اور مخیر ہے اپنا شہر چھوڑکر یہان سکونت اختیار کی تھی تا ہمسائے کے شر وفساد سے نجات پائے اس شہر مین خدا نے اُسے بڑا رشد دیا حاسد نے زیادہ حسد کیا اور اس شہر مین آیا اور فریب سے اسکو اس کنوئین مین ڈال دیا اگر ہم مدد نکرتے تو یہ بیشک ہلاک ہوتا کل بادشاہ اس شہر کا اُسکے پاس آکے اپنی بیٹی کے اچھے ہونے کی درخواست کرے گا دوسرے نے پوچھا شہزادی کیا بیمار ہی پہلے نے کہا شہزادی پر میمون جن بیٹا ڈمڈم کا عاشق ہی اس سبب سے وہ ہمیشہ بیمار رہا کرتی ہی اور مجھے طریق اچھا کرنے کا معلوم ہی اور وہ عمل بہت آسان ہے اس درویش کے گھر مین ایک سیاہ بلی ہی جسکی دُم کے سرے پر ایک مقدار درم کے سفید داغ ہی اُس جگہ سے یہ درویش سات بال اُکھیڑکر اپنے پاس رکھے اور بر وقت اُن بالون کو آگ مین جلاکر اُس دھونی شہزادی کی ناک مین دے فوراً وہ اچھی ہو جائیگی اور وہ جن پھر کبھی نہ آئے گا درویش نے اُن سب باتون کو خوب یاد کر لیا جب صبح ہوئی درویش کنوئین کے کھنڈرون مین بآوُن رکھتا ہو باسانی تمام اوپر چڑھ آیا سب فقیر کہ ڈھونڈھتے پھرتے تھے اُسکو دیکھکر کمال خوش ہوئے اُسنے سب سرگذشت بیان کی پھر اپنے حجرے مین گیا تھوڑی دیر مین سیاہ بلی آئی درویش نے اُسکو پکڑکر سات بال سفید داغ سے اُکھیڑے اور اپنے پاس رکھ چھوڑے علی الصباح بادشاہ شہر درویش کے گھر کئی سردارون کے ساتھ آیا درویش اُسکا استقبال کرکے اپنے حجرے مین لیگیا بادشاہ نے کہا ای شیخ از روے کشف کے تکو میرے آنے کا حال معلوم ہوا ہو گا اگر تمھاری دعا سے شہزادی اچھی ہو تو گویا میری زندگی ہو اُسنے کہا اگر آپ شہزادی کو یہان بلوائین تو مین بفضلہ تعالے اُسکو اچھا کردون بادشاہ نے شہزادی کو فی الفور بلوالیا خواصون نے اُسکا منھ اسطرح سے چھپایا تھا کہ نظر نامحرم کی نہ پڑے درویش نے وہ سات سفید بال آگ پر رکھکر اُنکی دھونی شہزادی کو دی بمجرد اس عمل کے میمون بن ڈمڈم چلایا اور بڑا شور وغل کرکے شہزادی کو چھوڑدیا شہزادی بالکل

اچھی ہوکر ہوش مین آئی اور فوراً منھ اپنا چھپالیا اور پوچھنے لگی کہ اس جگھہ پر مجھے کون لایا سلطان نے نہایت خوش ہوکر شہزادی کو گلے لگالیا اور آنکھین چومین پھر درویش کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اپنے سردارون سے پوچھا کہ اس درویش سے کیا سلوک کرون سردارون نے بالاتفاق کہا اب تو یہ ہی کہ حضور شہزادی کی شادی اس بزرگ کے ساتھ کردین بادشاہ نے شادی اسکی درویش کے ساتھ کردی بعد تھوڑے عرصے کے وزیر وہان کا مرگیا بادشاہ نے درویش کو وزیر اول اپنا مقرر کیا پھر بادشاہ بھی مرگیا پس وہ درویش بجاے اُسکے بادشاہ ہوا ایک دن مع اپنے ارکان دولت کے سوار جاتا تھا ناگہان اُسنے اپنے دشمن کو درمیان ازدحام کے دیکھا اپنے وزیر سے کان مین کہا کہ فلانے شخص کو بدلجمعی میرے پاس لے آو وزیر نے فوراً اسکو حاضر کیا بادشاہ نے کہا اے دوست مین تجھکو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر اُسنے ایکہزار اشرفی اور بیس گٹھری پوشاک حاسد کو دین اور ایک پہرا سپاہیون کا اُسکے ہمراہ کیا کہ بحفاظت تمام اسکے گھر پہونچادین اے بی بی جب مین نے اس حکایت کو تمام کیا اپنی مخلصی کے لیے کہا اور اُس جن سے بہت منت اور سماجت کی مگر اُس خبیث نے میرے حال پر ذرا بھی نہ رحم کیا اور مجھکو زور سے پکڑا اور اُس مکان گنبددار سے جو تہخانے کے اندر تھا لیکہ اوپر کو بہت بلند اُڑا

تصویر جن کی شہزادے کو بزور سحر بندر بنانے کی

پھر چوٹی پر ایک پہاڑ کی اُترا اور وہان سے ایک مٹھی خاک لیکر کچھ الفاظ اُسپر پڑھے جنکو مین مطلق نہ سمجھا
پھر اُسکو میرے اوپر ڈال کر کہا صورت انسان کی چھوڑ اور شکل بندر کی بن جا یہ سحر مجھپر کرکے وہ بے
ایمان غائب ہوگیا اور مین بندر بن گیا اور نہایت مضطر ہوا کہ مین کس جگہ ہون اور میرے
باپ کا ملک کس طرف اور کتنی دور ہی اور کہان جاؤن اور کیا کرون بہرکیف پہاڑ سے اُترکر ایک
ملک مین آیا اور ایک مہینے تک اُسمین سفر کیا آخر کنارے سمندر کے پہونچا اور ایک جہاز دیکھکر چاہا
کہ کسی طرح اُسپر پہونچون ایک شاخ کو درخت سے توڑکر گھسیٹتا ہوا کنارے پر لے گیا اور اُسکو دریا
مین ڈال کر اُسپر چڑھ بیٹھا اور دونون ہاتھ سے دو لکڑیان پکڑکر کھینے لگا جب جہاز کے نزدیک
پہونچا اہل جہاز مجھکو اس ہیئت مین دیکھکر نہایت متعجب ہوے مین جہاز کی رسی پکڑکر اوپر چڑھ گیا
چونکہ مجھ مین قوت گویائی کی نہ تھی اس سبب سے اپنا حال کسی سے کہہ نہ سکتا تھا اور کمال یاس سے
ہر ایک کی طرف دیکھتا تھا سب سوداگر جہاز کے اپنا میرا جہاز مین بد مین سمجھتے کہ مبادا دوستی اس
میمون نامیمون کی کوئی صدمہ یا آفت ہمارے جہاز پر لائے بدینوجہ سب متوجہ میرے دفع
کرنے کے ہوے ایک نے کہا ابھی ایک لٹھ مار کے مارے ڈالتا ہون دوسرے نے کہا رہ جاؤ مین سے
تیر سے مارون گا تیسرا بولا مین دریا مین ڈالے دیتا ہون غرض سب درپے میری ہلاکت کے تھے قریب تھا
کہ مجھکو کچھ صدمہ پہونچے مین دوڑکر کپتان جہاز کے پاس گیا اور اُسکے قدمون پر گرکر دامن اُسکی قبا کا پکڑ لیا اور
بزبان حال عرض کیا کہ مجھے بچاؤ اور پناہ دو اور بے اختیار میری آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کپتان
نے ترس کھاکر سب سے تاکیداً کہا کہ خبردار کوئی اس بندر سے نہ بولے پھر اُسنے ایسی محافظت کی کہ مجھکو
ذرا تکلیف نہ پہونچی گوکہ مین قادر بات کہنے پر نہ تھا مگر اشارون سے اُسکی شکرگزاری کیا کرتا اور
وہ میرے اشارے سمجھکر مجھسے بہت خوش رہتا پچاس روز کے بعد جہاز ایک بہت بڑے بندر
تجارت مین پہونچا جو نہایت آباد اور دارالریاست ایک بادشاہ عظیم الشان کا تھا پھر لنگر کرنے
جہاز کے بہت لوگ جو دوست تاجرون کے تھے کشتیون پر سوار ہوکر مبارکباد دینے آئے اور
چارون طرف سے جہاز کو گھیر لیا ہر ایک اپنے دوست سے حالات سفر اور عجائب اور غرائب
دریا اور شہرون کے پوچھتا اسواسطے کہ وہ جہاز بہت دور دور ملکون اور شہرون مین گیا تھا اور
منجملہ اُنکے سردار بادشاہی تاجرونکو بادشاہ کی طرف سے کہتے تھے کہ بادشاہ تمھارے آنے سے

بہت خوش ہوا اور فرماتا ہی کہ جو تم مین کوئی شخص لائق و فائق ہو اس کاغذ پر کہ مسطر کیا ہوا ہمارے
پاس ہی لکھے تا اُسکی عبارت اور خوشخطی کا امتحان کرے اور یہان کا وزیر اعظم جو بہمہ صفت موصوف
تھا مرگیا ہی بادشاہ قدرشناس ہی اُسکے مرنے سے نہایت مغموم رہتا ہی اور قسم کھائی ہی کہ جو شخص
مثل وزیر سابق کے خوشنویس ہاتھ آئیگا وہی خلعت وزارت پائیگا اور ابتک کوئی شخص نہین ملا
اسواسطے اس کاغذ کو تمھارے پاس بھیجا ہی جب سردار اس بات کو کہہ چکا مین نے آگے بڑھکر
اُس کاغذ کو اُسکے ہاتھ سے لے لیا بمجرد اسکے سب اہل جہاز آپس مین شور و غل کرنے کہنے لگے کہ یہ میمون
اس کاغذ کو یا تو پھاڑ ڈالیگا یا دریا مین پھینکدیگا مگر جب اُنھون نے دیکھا کہ مین نے کاغذ کو اچھی طرح
لیکر اشارہ کیا کہ مین اُسپر لکھونگا سب کا خوف تعجب سے بدلگیا اسواسطے کہ اُنھون نے اپنی عمر مین کبھی
کسی بندر کو لکھتے ہوئے نہ دیکھا تھا اور میری لیاقت سے محض ناواقف تھے چاہا کہ کاغذ میرے ہاتھ
سے چھین لین مگر کپتان نے میری حمایت کرکے کہا ٹھہرو اسکا امتحان کرنے دو اگر اسنے کاغذ کو خراب
کیا تو مین اسکو سزا دونگا اور اگر اُسنے خوب لکھا تو مین اسے بجاے اپنے فرزند کے پرورش کرونگا مجکو
قاعدے سے معلوم ہوتا ہی کہ کاغذ کو خراب نہ کریگا بعد اس گفتگو کے مین نے قلم لیکر چار قسم کی چار
رباعی اس خوبی سے لکھین کہ کوئی اسطرح نہ لکھ سکتا تھا جب مین لکھ چکا سردار نے کاغذ بادشاہ کے
حضور مین گذرانا بادشاہ نے اُن سب نوشتون سے کہ بہت اس کاغذ مین بطور نمونے کے لکھے
ہوے تھے میرے خط اور اشعار کو نہایت پسند کرکے اپنے سردارون سے کہا ایک بہت بھاری
خلعت لیجا کر اُس شخص کو جسنے یہ لکھا ہی پہناؤ اور گھوڑے پر سوار کرکے لے آؤ وہ سردار مسکرایا بادشاہ بہت
طیش مین آیا اُسنے عرض کیا خداوندا کاتب اس خط کا میمون ہی بادشاہ نہایت متحیر ہوا اور اُنسے
کہا کہ جلد ایسے عجیب بوزنہ کو میرے حضور مین لاؤ سردار جہاز پر پھر گئے اور حکم بادشاہ سے کپتان کو
آگاہ کیا اُسنے کہا لیجاؤ پھر مجھے ایک قبا کارچوبی کی پہنا کر گھوڑے پر سوار کیا اُدھر بادشاہ اہلکارون
سمیت منتظر میرے آنے کا بیٹھا تھا اور میرے اعزاز کیواسطے سب قسم کے آدمی جمع کیئے شہر کے
چھوٹے بڑے مرد اور عورت میرے دیکھنے کیلیے کوٹھون اور راہون مین جمع ہوے لوگ مجھے دیکھکر ہنستے
اور شور و غل مچاتے غرض جب مین دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ کے حضور مین تین بار تسلیمات و کورنش
بجا لاکر مؤدب استادہ ہوا حاضرین یہ حال دیکھکر متعجب ہوے کہ ہمنے آجتک ایسا بندر نہین دیکھا اور

بادشاہ بھی نہایت حیران ہوا پھر بادشاہ نے سب اہل دربار کو رخصت کرکے اپنے مکان مین جاکر خاصہ طلب فرمایا اور مجھکو اشارے سے واسطے کھانا کھانے کے بُلایا آداب بجا لاکر مین سترخوان پر بڑے ادب سے بیٹھا اور کھانا شروع کیا بعد فراغت مین نے ایک قلمدان اشارے سے منگوایا جب قلمدان آیا مین نے کاغذ لیکر ایک قصیدہ جلد شکرگزاری مین بادشاہ کی لکھا اور گزرانا بادشاہ متحیر آگے سے زیادہ ہوا بعد اسکے دور شراب کا چلا بادشاہ نے ایک گلاس مجھے دیا مین نے اُسے پی کے کچھ اشعار اور تازہ مضمون کے بدیہہ لکھکر گزرانے اور انکی شعار مین مین نے اپنا حال مصائب اور آرام و چین کا جو بدولت اُس بادشاہ قدردان کے مجھے ملا درج کیا بادشاہ نے اُسے پڑھکر کہا مثل اس بوزنہ کے آج کوئی صاحب کمال آدمی دنیا مین نہین پھر بادشاہ نے شطرنج منگوائی اور مجھ سے باشارہ پوچھا کھیلنے کو جی چاہتا ہے مین نے کنایۃً عرض کیا مین کھیلنے کو حاضر ہون غرض پہلی بازی بادشاہ جیتا اور دوسری اور تیسری بازی مین نے جیتی بادشاہ کو دو بازی کے ہارنے سے ملال ہوا مین نے اسکی تسلی کے واسطے شعر اس مضمون کا لکھکر گزرانا (دو پہلوان مسلح قوی بازو دن بھر لڑا کیے شام کو باہم صلح کی اور شب کو اُسی جنگ گاہ مین آرام کیا) بادشاہ یہ سب ماجرا دیکھکر حیران ہوا اور مصاحبون سے کہا مین نے کسی بندر کو ایسا قابل اور حاضر جواب دیکھا نہ سُنا پھر اپنی بیٹی ملکہ حسن کو بلوایا کہ وہ بھی اس تماشے کو دیکھے شہزادی داروغہ محل کے ساتھ بادشاہ کے حضور مین آئی اور مجھے دیکھتے ہی اپنے مُنھ پر نقاب ڈال لی اور بادشاہ سے عرض کیا حضرت آپ مجھکو نامحرمونکے سامنے بلاتے ہین بادشاہ نے فرمایا بیٹی اس جگہ سوا تمھارے خواجہ سرا کے اور کوئی نہین شہزادی نے عرض کیا یہ بندر حقیقت مین آدمی اور بڑے بادشاہ کا بیٹا ہے جادو کے سبب سے بندر ہوگیا ابلیس کے نواسے نے بعد مار ڈالنے شہزادی جزیرۂ ابونی کے کہ بیٹی بادشاہ ابو تیموروس کی تھی اس شہزادے کو جادو سے بوزنہ بنا ڈالا ہے بادشاہ نے متعجب ہوکر مجھ سے پوچھا یہ بات سچ ہے مین نے اشارے سے کہا درست ہے پھر بادشاہ نے شہزادی سے پوچھا بیٹی تو نے کیونکر دریافت کیا شہزادی بولی آپکو یاد ہوگا جب میرا دودھ چھڑایا گیا تھا میری خدمت کے لیے ایک ضعیفہ مقرر کی گئی تھی جادو مین وہ کامل تھی اُسنے مجھکو ستر باب جادو کے تعلیم کیے مجھ مین اتنی طاقت ہے کہ تمھاری دار الامارت کو یہان سے اُٹھا کے سمندر مین ڈال دون مجھکو حال اُن لوگون کا جو مسحور ہین خوب معلوم ہے مین نے ایک ہی مرتبہ دیکھنے سے

اُسنے پہچان لیا کہ یہ شہزادہ ہی بادشاہ نے کہا ای بیٹی تم مین اتنی قدرت ہی کہ اس شہزادے کو بصورت اصلی بنا دو شہزادی نے کہا البتہ مین بنا سکتی ہون بادشاہ نے کہا تم اسکو صورت اصلی مین لا دُ تو مین اسکو اپنا وزیر اعظم کرکے تیرے ساتھ شادی کر دونگا شہزادی ا پنے مکان سے ایک چھڑی لے آئی اُسپر حرف عبرانی کندہ تھے اور کہا بادشاہ اور خواجہ سرا اس بوزنے سمیت ایک مکان محفوظ مین پوشیدہ بیٹھین پھر ہم تینون برآمدے مین کہ چارون طرف اُس مکان کے بنا ہوا تھا جاکر بیٹھے اُس نے درمیان اُس صحن کے ایک بڑا دائرہ زمین پر کھینچا اور پڑھنا عبری اور کچھ زبان کلتیہ امین شروع کیا جب پڑھ چکی دائرے کے اندر جاکر بعض آیات قرآن پڑھنے لگی پڑھتے ہی چارون طرف اندھیرا ہو گیا اور آثار قیامت دکھائی دینے لگے یہ حال دیکھکر ہم سب ڈر گئے یہان تک کہ ہمنے دیکھا جن نواسہ ابلیس کا بشکل ایک بڑے شیر ہیبت ناک کے ظاہر ہوا شہزادی مقابل ہو کر کہنے لگی اے سگ تجھے چاہیئے تھا کہ میری خوشامد کرتا نہ کہ میرے ڈرانے کے واسطے ایسی شکل مہیب بنکر آیا اور تو نے بڑی جراءت کی شیر نے جواب دیا کہ تو نے اس عہد و پیمان کو کہ درمیان آدم زاد اور عالم جنات کے باندھا گیا تھا توڑا اُسپر قسمین شدید دیگئی تھین کہ کوئی ایکدوسرے کو ایذا نہ پہونچائے شہزادی نے کہا ای ملعون عہد شکن تو ہی شیر نے کہا تو نے بڑی جراءت کی کہ مجھے یہان طلب کیا یہ کہکر اُسنے اپنے مُنھ کو پھیلایا اور چاہا کہ شہزادی کو نگل جائے مگر وہ بڑی ہوشیار تھی پیچھے ہٹ گئی اور ایک بال اپنے سر کا اُکھیڑ کر دو چار لفظین اُسپر پڑھین بال تیز تلوار بنگیا شہزادی نے شیر کے دو ٹکڑے کرکے اُس میدان مین ڈالدیا دو ٹکڑے شیر کے غائب ہو گئے اور اُسکا سر بچھو بنگیا شہزادی سانپ بنکر ڈسنے لگی بچھو عقاب بنکر اُڑا پھر سانپ نے بھی عقاب سیاہ بنکر اُسکا تعاقب کیا یہان تک کہ دونون غائب ہو گئے تھوڑی دیر مین زمین ہمارے سامنے کی شق ہو گئی اور اُس مین سے دو بلیان سیاہ و سفید نکلین اور بال دُم کے کھڑے کرکے آپس مین چلانے لگین پھر سیاہ بلی گرگ سیاہ بنکر دوسری بلی کی طرف دوڑی وہ بلی کیڑا بن گئی اور اُس کیڑے نے ایک انار کے اندر کہ اُسیوقت درخت سے کنارے ایک نہر کے گر پڑا تھا اپنے تئین چھپایا انار بڑھتے بڑھتے مانند بڑے کدو کے ہو گیا اور ہوا پر اُڑا اور برابر بلندی برآمدے کے جاکر چند بار اِدھر اُدھر گیا آخر زمین پر گر کر پھٹ گیا اور بہت ٹکڑے اُسکے ہو گئے وہ گرگ خروس بنکر انار کے دانے چگنے لگا اور جلد جلد ایک ایک

دانہ نگلنا شروع کیا جب سب دانے کھا چکا تب وہ پر پھیلا کر ہماری طرف آیا اور بڑے شور و غل سے آواز کی گویا وہ پوچھتا ہے کہ کوئی دانہ انار کا اور تو باقی نہین رہا اور چارون طرف ڈھونڈھتا پھرتا تھا کہ ناگاہ ایک دانہ کنارے نہر کے پڑا ہوا دیکھا دوڑ کر چاہتا تھا کہ اسکو بھی نگلجائے اتنے مین وہ دانہ نہر مین جاکر چھوٹی مچھلی بنگیا مرغ بھی نہر مین گیا مچھلی اور مرغ دو گھڑی تک نہر کے اندر رہے ہمین کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دونون کیا ہوئے پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک آواز مہیب آئی پھر جن اور شہزادی دونون بالکل آگ ہوے اور ہر ایک منھ سے شعلے نکال کر دوسرے کی طرف پھینکتا اور باہم حملہ کرتا تھا یہانتک کہ آگ نے سب کو گھیر لیا ہم لرزنے لگے کہ اس آگ سے یہ سب محل ابھی جل جائیگا اسی اثنا مین جن شہزادی کے مقابلے سے پلٹ کر ہمارے برآمدے کی طرف آیا یہان ہم سب بیٹھے تھے اور شعلے اپنے منھ سے نکالکر ہماری طرف پھینکنے لگا قریب تھا کہ ہم سب جلکر راکھ ہو جائین اتنے مین شہزادی دوڑ کر آئی اور ہمین اُسکے ہاتھ سے بچا کر دور بھگایا تاہم جن کی شعلہ افشانی سے بادشاہ کا منھ جھلس گیا اور دارونہ خواجہ سرا اُونکا جل بھنکر راکھ ہو گیا۔

تصویر شہزادی اور جن کے سحر کی لڑائی کی

اور ایک پارۂ آتش اُڑکر میری آنکھ مین لگا جس سے داہنی آنکھ جاتی رہی ہم دونون نہایت مضطر
تھے کہ آواز فتح کی ہم نے سُنی اور ملکہ حسن اپنی شکل مین ہمارے پاس آئی اور وہ جن جلکر راکھ
ہوگیا پھر شہزادی نے جلدی سے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور اُسپر کچھ پڑھکر تھوڑا پانی مجھپر چھڑکا
اور کہا اگر تو جادو کے سبب سے میمون ہوگیا ہو تو اپنی شکل اصلی مین جیسا کہ آگے تھا ہو جا مین
فوراً انسان بنگیا سوا داہنی آنکھ کے اور کسی عضو مین میرے نقصان نہ تھا مین نے چاہا کہ شہزادی
کی شکرگذاری کرون مگر اُسنے بادشاہ سے کہا مین اگرچہ جن پر غالب آئی مگر میرا کام تمام ہوچکا اُس
آگ نے کہ لڑائی مین افروختہ ہوئی تھی میرے بدن کو جلادیا کوئی دم مین مجھکو جلا کر خاک کردیگی اگر
وہ ایکدانہ انار کا بھی مجھ سے جسوقت کہ مین مُرغ بنی ہوئی تھی نہ چھوٹتا تو پھر کچھ صدمہ نہ مجھکو اور نہ
تمکو پہونچتا شہزادی جب یہ حال کہچکی بادشاہ نے باافسردگی کہا اے بیٹی اپنے باپ کا حال بھی دیکھو کہ
زندہ ہون مگر مُنھ میرا جھلس گیا ہی اور تمھارا خواجہ سرا تو بالکل جلکر تمام ہوگیا اور یہ شہزادہ کہ جسکو تم نے آدمی
بنایا داہنی آنکھ سے کانا ہوگیا ہو یہ کہکر بادشاہ اور ہم رونے لگے یکایک شہزادی پکاری کہ جلی جلی
پھر ایک آن مین جلکر تو وہ خاک ہوگئی اِنّا لِلّٰہ مین کچھ اُسوقت کے غم و الم کا حال بیان نہین کرسکتا
مین نے ملکۂ حسن کو اِس حال مین دیکھکر کہا کاش مین بندر بلکہ سگ تمام عمر بنا رہتا تو بہتر تھا اِس
سے کہ شہزادی میری محسنہ اسطرح سے ہلاک ہوئی اور اُدھر بادشاہ رونے پیٹنے لگا یہان تک
کہ اُسکو غش آگیا مجھے خوف ہوا کہ مبادا اپنی بیٹی کے غم مین کہین ہلاک نہ ہو جائے ماتم سے قیامت
برپا ہوئی سب سردار اور خواجہ سرا دوڑے اور بہت تدبیرون سے اُسے ہوش و حواس مین لائے
اور بادشاہ کو اُٹھاکر اُس کے کمرے مین لیگئے اور سب محلون اور شہر مین یہ خبر مشہور ہوگئی ہر طرف
سے سوا صدائے ماتم کے اور کچھ نہین سُنائی دیتا تھا سات دن تک اُنھون نے شہزادی کا سوگ
اور ماتم کیا پھر جن کی راکھ کا ڈھیر اُنھون نے ہوا پر اُڑادیا اور شہزادی کی راکھ کو ایک قیمتی کپڑے
کی تھیلی مین بھرکر وہین پر دفن کیا اور اُسپر ایک بہت عالیشان مقبرہ بنایا اور بادشاہ شہزادی
کے غم مین ایک مہینے تک بیمار پڑا رہا ہنوز صحت نہ پائی تھی کہ مجھکو بلاکر کہا ای شہزادے میری بیٹی
تیرے ہی سبب سے فوت ہوئی اور اُسکا داروغہ جلکر مرگیا مین مرتے مرتے بچا یہ سب باعث تیری
نحوست کا ہی اب مین کسی طرح تجھکو دیکھ نہین سکتا اور یہان تیرے رہنے کا روادار نہین اسی وقت تو

یہان سے چلا جا حال تیری نحوست کا خوب معلوم ہوا اگر پھر تو میرے قلمرو مین آئے گا تو مین بری طرح سے پیش آونگا غرض مین فی الفور بادشاہ کے حضور سے چلا گیا اور جدھر کو جاتا تھا لوگ قصد میرے مار ڈالنے کا کرتے تھے آخر مین نے مجبور ہوکر چار ابرو کا صفایا کر لباس قلندری مین وہان سے سفر اختیار کیا اور اپنی زیست پر ہزار دن لعنت ملامت کر کے کہتا تھا کہ افسوس تیرے سبب سے ایسی قبول صورت دو شہزادیان ہلاک ہوئین پھر شہر بہ شہر ایک مدت تک پھرا کیا سوچا کہ شہر بغداد مین جاکر اپنے درد دکھ کو حضور مین امیرالمومنین خلیفہ ہارون الرشید کے عرض کرون بادشاہ عالیجاہ مجھپر رحم فرمائے گا اور اس مصیبت سے نجات دے گا آج شام کے وقت مین یہان پہونچا اور پہلے پہل ملاقات اس پہلے قلندر سے ہوئی اور میرے حاضر ہونے کا سبب آپ کے حضور مین پہلے قلندر کی زبانی معلوم ہو چکا ہو اُسکا ذکر کرنا ضرور نہین جب دوسرا قلندر بھی اپنا حال کہہ چکا زبیدہ نے اُس سے فرمایا مین نے تیرا قصور معاف کیا جدھر تیرا جی چاہے چلا جاوے بیدہ سے اجازت لیکر پہلے قلندر کے پاس بیٹھ گیا پھر تیسرے قلندر نے اپنا حال اسطرح کہنا شروع کیا

قصّہ تیسرے قلندر کا

اے محترم بی بی میری آنکھ محض اپنی نادانی سے پھوٹی میرا نام عجیب ہو اور بیٹا بادشاہِ عالیجاہ کسب نام کا ہون جب باپ نے قضا کی مین تخت پر بیٹھا اور اُسی شہر مین جسے باپ نے دار الریاست کیا تھا رہنا اختیار کیا وہ شہر آباد کنارے دریا کے تھا اور اُسکی محافظت کے لیے ڈیڑھ سو جہاز جنگی ہر وقت تیار رہتے تھے اور پچاس جہاز خاص تجارت کے لیے علاوہ اُنکے اور بہت سلف بحری بیس وغیرہ واسطے سوداگری اور سیر و تماشے دریا کے ہر وقت شہر کے کنارے لنگر کیے کھڑی رہا کرتی تھین اور اُس ولایت کے بہت اچھے اچھے شہر اور جزیرے آباد متعلق تھے پہلے مین نے یہ ارادہ کیا کہ سب شہرون اور جزیرون کو جو میری حکومت سے متعلق ہین جاکر دیکھون اور وہان کے باشندون کی تسلی کرون تا تجارت مین کوئی خلل نہ ہو اور اسی عرصہ مین شوق سیکھنے علم جہاز رانی کا پیدا ہوا لہذا مین ایک جہاز پر سوار ہوا اور دس جہاز اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا اکتالیسوین دن ہوا غیر موافق بشدت چلنے لگی اور سب جہاز ہمارے طوفان مین ایسے پڑے کہ ہم سب ناامید اپنی زندگی سے ہوئے

مگر دوسرے روز ہوا کم ہوئی ہمنے باطمینان تمام ایک جزیرے مین اُترکر دو روز تک واسطے لینے
غلہ وغیرہ کے توقف کیا بعد اسکے جہاز پہ سوار ہوئے اور مترصد تھے کہ دس روز کے عرصہ مین
خشکی مین پہونچینگے اور بسبب طوفان کے معلوم نہ تھا کہ جہاز کس طرف جاتے ہین معلم نے ایک
خلاصی کو اوپر مستول کے چڑھایا تا حال سمت کا معلوم کیے وہ داہنے اور بائین پنے بجز دریا اور آسمان
کے کچھ نہ دیکھتا تھا مگر بعد غور داہنی طرف ایک سیاہی بڑی دیکھی رنگ نا خدا کے چہرے کا متغیر ہوگیا
پگڑی اُتار کر پھینکدی سر پیٹنے لگا اور مجھسے کہا کہ خداوند ہم سب ہلاک ہوئے اب کچھ تدبیر بچنے کی
نہین یہ کہکر وہ زار زار رونے لگا سب اہل جہاز سراسیمہ ہوئے مین نے ناخدا سے سبب پوچھا اُسنے
کہا طوفان ہمارے جہازون کو راہ سے برگشتہ کرکے ایسی جگہ لایا ہے کہ کل کے دن دوپہر کو ہمارا
جہاز اس سیاہی کو پہونچیگا اور وہ سیاہی کالا پہاڑ سنگ مقناطیس کا ہے جہاز جب قریب
اُسکے آجائیگا تو اُسکی کشش سے سب کیلین اور تبر لوہے کے اُس پہاڑ سے جا چمٹین گے
اور جہاز غرق ہوجاینگے اسواسطے کہ سنگ مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے پھر اُس
ناخدا نے کہا وہ پہاڑ بہت اونچا اور سر شیب ہے اور اُسکی چوٹی پر ایک گنبد

تصویر پیتل کے گنبد کی مع تصویر اُس پیتل کے آدمی کی جو پیتل کے گھوڑے پر سوار ہے

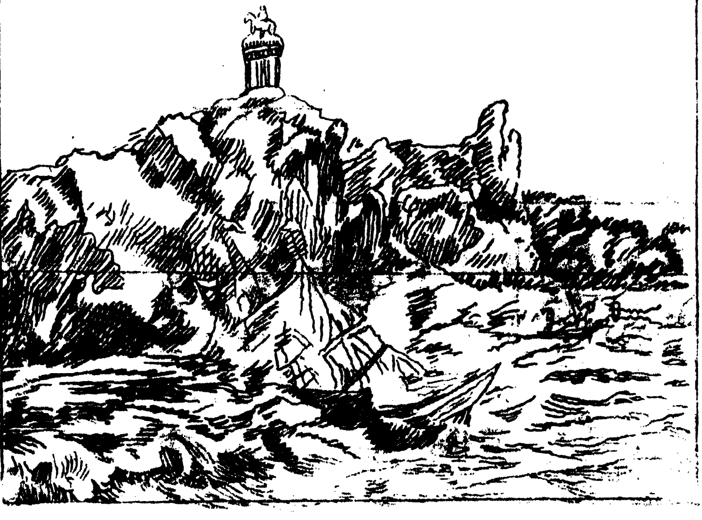

پیتل کے پیلپایون پر استادہ ہو اور اُس گنبد پر ایک گھوڑا تصویر آدمی کی اُسپر سوار اور وہ دونون
بھی پیتل سے بنے ہوئے ہین اور ایک تختی سیسے کی کہ اُسپر کچھ حروف طلسم کندہ ہین اُسکے سینے سے
لگی ہوئی ہے لوگ کہتے ہین کہ وہی تصویر اصل سبب تباہ ہونے جہازون اور آدمیون کی ہے ناخدا
یہ کہکر پھر از سر نو رونے لگا اُسکے رونے سے سب لوگ رونے لگے اور مجھے بھی یقین ہوا کہ میری
عمر اتنی ہی تھی اور اس جگہ قضا لائی ہے اور ہر ایک شخص اپنے بچاؤ کے خیال مین پڑا سب
آپس مین کہتے تھے کہ جو کوئی ہم مین سے جانبر ہو وہ سب کا مختار اور وصی ہے غرضکہ دوسرے
دن فجر کو جہاز ہمارا اُس کالے پہاڑ کے مقابل پہونچا ہم سب واویلا کرنے لگے دوپہر کو جیسا کہ ناخدا
نے کہا تھا ویسا ہی ہوا یعنی پہاڑ نے ایسا زور سے جہاز کو اپنی طرف کھینچا کہ سب کیلین اور
اسباب لوہے کا پہاڑ سے چمٹ گیا اور تختون کے جدا ہونے سے بڑی آواز مہیب ہوئی نفعوذ
گیارھون جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ایسے گہرے پانی مین غرق ہوئے کہ کسی اسباب اور اہل جہاز کا
پتہ نہ لگا مگر خدا کے فضل سے فقط ایک مین زندہ رہا اتفاقاً میرے ہاتھ ایک تختہ جہاز کا لگ گیا
اُسکے سہارے سے پہاڑ کے نیچے خشکی مین ایسی جگہ صحیح و سالم پہونچا جہان قدمون کے نشان
مانند زینے کے بنے ہوئے تھے وہ راہ پہاڑ پر جانے کی تھی مین نے شکر خدا بجا لاکر پہاڑ پر چڑھنا
شروع کیا راستہ نہایت تنگ تھا بہرکیف مین بخیریت اس پہاڑ پر چڑھ گیا اور گنبد کے اندر جاکر
خدا کا شکر بجا لایا رات کو اُس گنبد مین سو رہا وہان خواب مین ایک پیر متبرک کو دیکھا کہ کہتا ہے اے
عجب جب تو بیدار ہو تو کوشش کرکے زمین اپنے قدمون کے نیچے کی کھود اُسمین سے تو ایک
کمان پیتل کی اور تین تیر سیسے کے کہ فلانی ساعت مین واسطے ضرر پہونچانے آدم زاد کے بنائے گئے
ہین پاویگا اُن تین تیرون سے آدمی کی تصویر کو جو گھوڑے پر سوار ہے مار تاکہ وہ تصویر دریا مین
اور گھوڑا تیرے قدمون کے پاس گر پڑے پھر تو اُسے جب گذرا پھر وہ سب جدھر سے آ تیر و کمان
پاویگا گاڑ دیجیو جب تو یہ کام کر چکیگا تو دریا لہرا اُٹھیگا درخت کے نیچے اترا اور وہان گے کے اسپونچے گا
اور جب دریا اس مرتبے بڑھیگا تو ایک چھوٹی سی کشتی کنارے دریا کے نزدیک تیرے آ لگیگی
اور اُس کشتی مین ایک ملاح پیتل کا بیٹھا ہوا کشتی کو تیرے پاس لائیگا تو جلد اُس کشتی مین بیٹھ جائیو
وہ تجھے دس دن کے عرصے مین اس دریا سے اور دریا مین پہونچا دیگا وہان سے

اپنے ملک کا پہونچنا تجھکو بہت آسان ہوگا مگر خبردار اس سفر مین خدا کا نام نہ لینا جب وہ پیرمرد ان باتون کو کہہ چکا میری آنکھ کھل گئی اور مین اس خواب کی تعبیر سے نہایت خوش ہوا مین نے بموجب کہنے اس بزرگ کے زمین کو کھودا وہان سے تین تیر اور کمان پائی اور ان تیرون سے اس تصویر کو مارا تیسرے تیر کے لگنے سے وہ سوار تصویر کا دریا مین گرا اور گھوڑا میرے قدمون کے پاس آ پڑا اسکو مین نے اُس جگہ جہان سے کمان و تیر پائے تھا دفن کیا پھر وہ دریا بڑھتے بڑھتے نیچے اس گنبد کے آلگا اور ایک کشتی زور سے میری طرف آئی اور اُس پر ایک آدمی پیتل کا بیٹھا تھا مین نے جناب باری کا شکر کیا کہ میرا خواب سچا ہوا جب کشتی

تصویر کشتی عجیب کی مع ملاح مہیب صورت اور سوار ہونے شہزادے کی

کنارے آ پہونچی [illegible] لینے کے خدا کا نام نہ لیا پھر وہ پیتل کا آدمی تھوڑے دنون کے عرصہ مین بلا توقف اس کشتی کو بہت دور لے گیا مین بہت جزیرے اپنے دہنے بائین دیکھکر خوش ہوا اور تصور کیا کہ اب جلد اس مصیبت سے نجات پاؤنگا اس خوشی سے خدا کا شکر بجا لایا بجرد نام لینے خدا کے وہ کشتی اُس آدمی سمیت غرق ہو گئی اور مین پانی کی سطح پر پیرنے لگا

باقی روز تک ایک جزیرے کی طرف جو بہت نزدیک معلوم ہوتا تھا گیا رات کے اندھیرے مین معلوم نہ ہوتا تھا کہ کدھر جاتا ہون بہتا پیرتا اسی طرف جاتا تھا آخر تھک گیا طاقت نہ رہی اور اپنی زندگی سے ناامید ہوا اسی حالت مین یکایک ایک تیز ہوا چلی وہ دریا شدت سے موج مارنے لگا چنانچہ ایک بڑی موج نے میرے تئین اٹھا کر پایاب مین ڈال دیا مین جلد نکل آیا دریا سے نکلتے ہی مین نے کپڑے نچوڑ کر سکھائے پھر انکو پہنکر ادھر ادھر چلنا شروع کیا بہت درخت میوہ دار وہان نظر آئے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جزیرہ ویران ہے پھر ریت اور بالو جب دور تک دیکھی تو مین نے جانا آگے یہ جزیرہ سمندر تھا اب خشک ہوگیا یہ خیال کرکے مین سب خوشی بھول گیا اور اپنے تئین خدا کی رضا مین چھوڑا تھوڑی دیر مین ایک چھوٹا جہاز دیکھا کہ سب بادبانون کو اڑائے ہوئے اسی جزیرے کی طرف چلا آتا ہے مجھے یقین ہوا کہ وہ لنگر اسی جزیرے مین کریگا مگر معلوم نہین کہ اس مین لوگ دوست ہین یا دشمن سوچا کہ اپنے تئین انکو دکھانا مناسب نہین سواسطے ایک درخت پر کہ بہت بڑا اور گنجان تھا چڑھ گیا اور ارادہ کیا کہ وہان سے چھپکر ان آدمیون کو جو اس جہاز مین سوار ہین دیکھون اسی خیال مین تھا کہ اس جہاز نے ایک کول مین آکر لنگر کیا اور دس غلام پھاوڑے وغیرہ آلات ہاتھون مین لیکر جہاز سے اترے اور وسط مین اس جزیرے کے جا کر ٹھہرے اور ایک جا پر زمین کھودنے لگے یہانتک کہ انھون نے ایک دروازہ پایا وہ جہاز مین سے جا کر طرح طرح کا اسباب کھانے پینے اور فرش فروش وغیرہ کا بوجھ باندھ باندھ سر پر اٹھا لائے اور وہان سے جہان کھودا تھا نیچے لے گئے مین نے قیاس سے جانا کہ نیچے اسکے بڑا تہخانہ بنا ہوا ہے پھر اس جہاز مین سب غلام جا کر ایک مرد پیر اور ایک امرد لڑکے کو کہ خوبصورت اور چودہ پندرہ برس کی عمر کا معلوم ہوتا تھا اپنے ساتھ لے آئے اور اس تہخانے مین وہ سب کے سب اتر گئے اور وہان سے پھر کر دروازہ بند کیا اور اسپر مٹی ڈالکر زمین کو برابر کر دیا اور وہ سب وہان سے اپنے جہاز پر پھر گئے مگر وہ جوان لڑکا تہخانے سے نہ پھرا مجھکو بڑا تعجب گذرا پھر وہ سب جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے گئے جب وہ جہاز بہت دور نکل گیا مین جلد اس درخت کے نیچے اترا اور وہان گیا جہان انھون نے زمین کھودی تھی اور مٹی اس جگہ کی سرکائی اسکے منھ پر ایک پتھر دو ہاتھ کے مربع مین رکھا ہوا تھا جب مین نے اسکو اٹھایا وہان ایک سیڑھی چھپی ہوئی دکھائی دی مین اس زینہ سے نیچے

اُتر گیا وہان جا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑا مکان ہی اُسمین فرش قالین کا بچھا ہوا اور دالان مین اُسکے
تکیے نفیس زردوزی غلاف کے چڑھے ہوے رکھے ہین اور اُسمین وہ لڑکا بیٹھا ہوا پنکھا اپنے تئین
جھل رہا ہی اور وہ شمعین موم کی وہان روشن اور کھانے پینے کی چیزین سب طرح کی موجود اور گلدستے
پھولون کے رکھے ہوئے وہ جوان مجھے دیکھ کر ڈر گیا مین نے اُسکی تسلی کے واسطے کہا کہ صاحب
تم خوف ایسے شخص سے کہ جو بادشاہ اور بادشاہ کا بیٹا ہو نہ کرو مین کچھ اذیت و ضرر تمکو نہ پہونچاؤنگا
اور تم بڑے صاحب نصیب ہو کہ تمھاری مخلصی کے واسطے اس قبر سے کہ تمکو زندہ دفن کر گئے
ہین آیا ہون مگر پہلے تم مجھسے سبب اپنے دفن ہونے کا اس زمین مین ظاہر کرو اس جوان نے
مجھکو بیٹھنے کو کہا مین جب اُسکے پاس بیٹھ گیا اُسنے کہنا شروع کیا اے سلطان میرا حال نہایت
عجیب و غریب ہی میرا باپ جوہری ہی اُسنے اپنی محنت اور ہنرمندی سے بہت دولت پیدا کی
اُسکے سیکڑون غلام اور کوٹھیان ہین اُسنے خاص جہازون مین سوار ہو کر دُور دُور کی سیر کی اور
ملکون ملکون پھرا ہی اور جا بجا اُسکے گماشتے ہین لیکن اولاد نہین رکھتا تھا ایک رات اس نے
خواب مین دیکھا کہ اسکے گھر بیٹا پیدا ہوگا لیکن عمر اُسکی بہت کم ہوگی اس خواب سے بیدار ہو کر نہایت
غمگین ہوا پھر کئی دن کے بعد میری ماں نے اسے خبر دی کہ مین حمل سے ہون خواب تمھارا سچا
ہوا غرض نو مہینے کے بعد مین پیدا ہوا سب اقربا اور عزیزون نے بڑی خوشی کی سوا والد کے کہ بسبب
اُس خواب کے نہایت رنج مین تھا آخر اُسنے نجومیون سے میرا حال پوچھا اُنھون نے کہا اِس
لڑکے کو چودھوین برس خطرہ جان کا ہی اگر اس برس مین وہ خطرے سے بچ گیا تو پھر بہت برس تک
جیے گا پھر اُنھون نے کہا کہ ہمکو گردش کواکب سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بسبب عجیب بادشاہ کے
کہ بیٹا کسیب بادشاہ کا ہی ایک پیتل کا سوار جو مقناطیس کے پہاڑ پر رکھا ہے دریا مین گریگا اور بعد
پچاس دن کے یہ لڑکا عجیب بادشاہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا میرے باپ کا نجومیون کی اس بات سے
سو حصہ رنج زیادہ ہوا میری حفاظت کے لیے دن رات مصروف رہا کرتا جب چودھوان برس مجھکو
شروع ہوا اُسکے دوسرے دن نجومیون نے آکر عرض کیا دس دن گذرے ہین کہ سلطان عجیب نے
اُس پیتل کے سوار کو جسکا ذکر ہمنے کیا تھا اُس پہاڑ کی چوٹی سے دریا مین ڈال دیا باپ میرا نہایت
غمگین ہوا چاہتا تھا کہ کسی طرح مجھے اس خطرے سے بچائے اور اُسنے پہلے سے میری حفاظت کے ۴۰

لیے اس خالی جزیرے مین زمین کے نیچے اس گھر کو بنوا رکھا تھا کہ بعد گرانے اس تصویر کے پچاس دن
تک مجھے اس مکان مین چھپا کر رکھے جب سُنا کہ دس روز گذر گئے چالیس دن کے لیے یہان
لا کر مجھکو رکھا بعد چالیس دن کے وہ آکر مجھکو یہان سے لے جائے گا میرے آنے کا سبب اس
تہخانے مین یہ ہی جب جوہری بچہ اپنا حال بیان کر چکا مین دل مین نجومیون کے غیب کی خبر دینے پر
ہنسا اور کہا مین اس بچے بے قصور کو کیون مارنے لگا پھر مین نے اس سے کہا تم کچھ خوف نہ کرو
اور خدا پر خیال رکھو تمھین کوئی صدمہ نہ پہونچے گا خدا مجھے تمھاری خدمت اور حفاظت کے لیے
یہان لایا ہے اب مین تمکو اس چلے تک اکیلا نہ چھوڑونگا اور ہر طرح نگہبانی اور خدمت تمھاری
کرونگا اور جب بعد گذرنے چالیس دن کے تمھارا باپ تمکو لینے آئیگا مین بھی اُسکے ساتھ تمھارے
شہر مین جا کر اپنے ملک کو روانہ ہونگا مین یہ احسان تمھارا کبھی نہ بھولونگا ایسی ایسی باتین کر کے
اُسکی وحشت کو دور کیا اور اُسے اپنا اور اپنے باپ کا نام نہ بتایا کہ مبادا اُسے خوف پیدا ہو کہ مین ہی
اُسکا قاتل ہون اور ہر ایک طرح کی باتین اور حکایتین کہکر اُسکا جی بہلاتا رہا اور مجھے وہ لڑکا بہت
ذی شعور اور فہمیدہ معلوم ہوا غرض انتالیس دن تک نہایت چین اور خوشی سے ہم دونون اُس
تہخانے مین رہے چالیسوین دن وہ لڑکا فجر کو بیدار ہوتے ہی کہنے لگا اے سلطان آج چالیسوان
دن ہے خدا کی عنایت اور تمھاری شفقت سے مین زندہ ہون میرا باپ تمھارے سلوک کا حال
سُنکر نہایت ممنون ہوگا اور تمکو تمھارے وطن مین بخیر و خوبی پہونچا دیگا تم تھوڑا پانی گرم کرو تا مین
نہاؤن اور کپڑے بدل کر تیار ہو رہون آج میرا باپ مجھکو لینے آئے گا مین نے پانی گرم کیا اور
اُسکو خوب مل دلکر نہلایا بعد نہانے کے وہ بچھونے پر جا لیٹا مین نے لحاف اُڑھا دیا بعد قیلولہ
مجھسے کہا اے سلطان میرا جی اسوقت خربزہ کھانے کو چاہتا ہے تم ایک خربزہ اور قند لے آؤ
تو مین کھاؤن مین نے ایک خربزہ بہت سے خربزون سے کہ وہان رکھے ہوئے تھے چُنا اور چینی
کی رکابی مین رکھکر اُسکے پاس لے گیا اور خربزہ تراشنے کے لیے چھری کو پوچھا کہ کہان ہے اسنے
کہا میرے سرھانے والے طاق پر ہے مین اُسکے لینے کو اُچکا اور چاہتا تھا کہ نیچے آؤن مگر
قضا را میرا پاؤن قالین پر پھسلا اور مین اُس جوہری بچے پر بے اختیار اس طرح گرا کہ چھری
اُسکے سینے پر لگی اور فی الفور وہ مر گیا مین نے واویلا کرنا اور منھ اور چھاتی پیٹنا اور کپڑے

پچھاڑین زمین پر اپنے تئین دیدے مارنا شروع کیا اور کہا افسوس کئی گھڑی باقی رہی تھین کہ یہ دن اُسپر سے ٹل جاتا فقط اتنے ہی واسطے اس بیچارے نے یہان آکر پناہ لی تھی اور درحقیقت مین ہی کمبخت اُسکا قاتل ہوا نجومیون نے سچ کہا تھا پھر مین نے دونون ہاتھ اُٹھا کر کہا خداوندا تو دانا بینا ہے مین نے اسے قصداً نہین مارا غرض دیر تک اُسکی لاش پر روتا رہا جب دن تھوڑا باقی رہا مین سمجھا کہ اب اسکا باپ لینے کو آتا ہوگا آج چالیس دن پورے گذر گئے مین کس منہ سے اس سے ملاقات کرون افسوس سب میری محنت اور خدمت رائگان گئی بلکہ نیکی برباد گنہ لازم ہوا اب یہان رہنا مناسب نہین اُسکی لاش کو یونہین چھوڑکر مین تہخانے مین سے نکل آیا اور دروازہ بند کردیا اور دریا کی طرف نظر کی دیکھتا کیا ہون کہ وہی جہاز جوہری بچے کے لینے کو آتا ہے تہخانے کے اوپر ایک بہت بڑا درخت گنجان تھا اُسکے اوپر چڑھکر مین نے اپنے تئین چھپایا جہاز نے اُسی کول مین آکر لنگر کیا اور وہ مرد پیر غلامون سمیت جہاز سے اُترکر اس تہخانے کے نزدیک نہایت خوشی آیا اور لڑکے کو پکارا کچھ جواب نہ پایا پھر تہخانے مین جاکر پلنگ پر اُسے

تصویر عجیب کے ہاتھ سے چھُری گرنے اور جوہری بچے کے سینے مین کھُبکر مرنے کی

مقتول پایا اسطرح سے کہ چھری اُسکے جگر مین گھسی ہوئی ہی آخرش سب رونے پیٹنے لگے مین بھی رونے لگا آخر اُس مرد پیر کو کہ فرزند کی لاش دیکھنے سے غش آگیا تھا بازو پکڑ کر ہوا کھانے کے واسطے اُس تہخانہ سے باہر نکالا اور اُسی درخت کے نیچے جسپر مین چھپا ہوا بیٹھا تھا بٹھایا وہ بدقسمت باپ پھر بھی ماتم مین اپنے بیٹے کے مبتلا ہوا جب ہوش مین آیا غلامون نے اُس مقتول کی لاش کو تہخانے سے نکال کر غسل دیا اور کپڑون مین کفنا کر مدفون کیا پھر اُسکے باپ کو کہ زار زار روتا تھا قبر پر لائے اُسنے پہلے سب کے تین بار قبر مین مٹی دی بعد اُسکے غلامون نے قبر کو مٹی سے توپ کر برابر کر دیا پھر تہخانے سے اسباب و طعام باقی ماندہ نکال کر جہاز پر لے گئے اور اُسپر سوار ہو کر اپنے شہر کو روانہ ہوئے جب جہاز میری نظر سے غائب ہوا مین درخت سے نیچے اُترا اور بسبب تنہائی کے رات کو اُسی تہخانے مین سورہتا اور فجر کو جزیرے مین واسطے ڈھونڈھنے راہ کے اِدھر اُدھر پھرا کرتا اور پھل پھلاری کھا کے جیتا غرض ایک مہینے تک مین اُسیطرح اُس جزیرے مین رہا یہانتک کہ دریا پایاب ہو گیا پانی میری پنڈلیون تک رہ گیا مین بڑی دشواری سے اُس پار پہونچا اور بہت دور تک چلا گیا یہانتک کہ دور سے ایک شئی مثل آگ جلتی ہوئی کے نظر پڑی مین خوش ہو کر نزدیک گیا معلوم ہوا کہ سُرخ تانبے کا قلعہ ہی آفتاب کی شعاع پڑنے سے آگ کی طرح دور سے نظر آتا ہی مین اُس قلعہ کے نزدیک جا کر بیٹھ گیا اور چاہا کہ حال اُس قلعہ عالیشان کا دریافت کرون اتنے مین دس جوان حسین اُس قلعے سے نکلے مین انھین دیکھکر نہایت متعجب ہوا اسواسطے کہ دسون جوان داہنی آنکھ سے کانے تھے اور ایک بڈھا دراز قامت جسکی صورت نہایت بزرگ تھی ہمراہ اُن جوانون کے تھا مین ہنوز اسی تعجب مین تھا کہ یہ سب ایک آنکھ سے کانے کیونکر ہوئے اور ایک جگہ کس لیے ہین کہ وہ ناگہان میری طرف آئے اور مجھ سے سلام علیک کر کے پوچھا تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا مین نے اول سے آخر تک سب حال اپنا بیان کیا وہ سب سُنکر نہایت متحیر ہوئے پھر وہ سب جوان مجھے اپنے ساتھ اُس قلعے کے اندر لے گئے اُسکے اندر مین نے دالان در دالان بہت بڑے لمبے چوڑے دیکھے اور سوا دالانونکے بارہ دری خلوتخانے وغیرہ اسباب اور سامان سے سجے ہوئے تھے ایک طرف قلعے کے ایک مکان بہت بڑا عالیشان مُدور دیکھا جسکے دور مین دس مکان نیلگون بطور حجرون کے الگ الگ چھوٹے چھوٹے

واسطے شب باشی اور اُنکی نشست کے ایسے بنے ہوئے تھے کہ ایک آدمی اُس مین بخوبی رہے بیچ مین اُس دائرے کے ایک دالان سیاہ کہ بہ نسبت ان دس حجرون کے قدرے بلند تھا اُس مین وہ مرد پیر جسکا ذکر مین نے آگے کیا جاکر بیٹھا اور اُن دس حجرون مین کہ گرد اُس کے تھے وہ دسون جوان علیحدہ علیحدہ بیٹھے ایک جوان نے مجھ سے کہا اے دوست تو بھی قالین پر بیچ مین اُس مکان کے بچھا ہوا ہے جاکر بیٹھ مگر کسی امر کو جو ہم کرین پوچھیو نہین اور نہ اس امر کو پوچھیو کیونکر ہماری داہنی آنکھ گئی ہر ایک امر کو دیکھکر چپ ہو رہیو پھر وہ بڈھا اُٹھا اور اُن

تصویر بڈھے متبرک اور اُن جوانون کی جو داہنی آنکھون سے کانے تھے

دسون جوان کے لیئے کھانا لایا اور ہر ایک کو حصہ جُدا جُدا دیا اور ایک حصہ مجھے بھی دیا مین نے لیا اور کھایا جب ہم سب کھا چکے اُس بڈھے نے ایک ایک گلاس شراب کا ہم سبکو دیا پھر اُن سب نے میرے قصے کو دوہرانے کے واسطے کہا مین نے دوبارہ اُنکو سُنایا پھر دیر تک اِدھر اُدھر کی باتین آپس مین کرتے رہے جب رات بہت گذری ایک جوان نے بڈھے سے کہا اب وقت ہمارے آرام کرنے کا پہونچا تم اب تک وہ چیز نہین لائے اس بات کو سُنکر وہ اُٹھا اور ایک حجرے سے

دس طشت نیلے خوان پوشون سے ڈھکے ہوئے لایا اور ایک ایک طشت مع ایک ایک شمع کے ہر ایک جوان کے آگے رکھا اُنھون نے اُن تھالیون کو کھولا ہر ایک تھالی مین راکھ اور کوئلے کی سیاہی اور سیاہ چراغ تھا اُنھون نے اُس راکھ اور سیاہی کو ملاکر اپنے چہرون پر ملا اُن کی شکلین عجب طرح کی بھیانک معلوم ہونے لگین پھر وہ سب چلا کر روے اور منھ چھاتی اپنی پیٹ کر کہنے لگے دیکھو نتیجہ ہماری بیوقوفی اور بوالفضولی کا اور اسی طرح بڑی رات تک روتے اور پیٹتے رہے جب خاموش ہوے وہی بڈھا ہر ایک کے پاس سیلابچی آفتابہ لایا ہر ایک نے اپنا منھ اور ہاتھ دھویا اور کپڑے بدلکر اپنے اپنے مکانون مین جاکر سو رہے یہ حال دیکھکر مجھکو عجب طرح کا اضطراب ہوا چنانچہ کئی بار چاہا کہ اپنے عہد کو توڑکر احوال پوچھون مگر ضبط کیا اور فجر تک اسی اندیشے مین مجھے نیند نہ آئی دوسرے دن صبح کے وقت جب ہم سب اُس قلعہ سے ہوا کھانے کو نکلے مین نے اُنسے کہا صاحبو تم سب مجھکو ذی شعور اور عقلمند دکھائی دیتے ہو مگر رات کو جو مین نے تمھارا حال دیکھا تو بہت تعجب کیا اور مین سخت تردد مین پڑا ہون اگر تم سے سبب پوچھتا ہون تو خلاف اپنے قول کے ہوتا ہے اور اگر نہین پوچھتا تو مجھ سے رہا نہین جاتا اب تاب ضبط کی نہین اسواسطے پوچھتا ہون کہ تم نے کیون اپنے چہرون کو کالا کیا اور داہنی آنکھ سے تم سب کسواسطے کانے ہو اُنھون نے کہا ہم اسکا سبب کہہ نہین سکتے اگر تجھکو ہمارے ساتھ رہنا منظور ہے تو ان باتون کے خیال مین نہ پڑ پھر جب رات ہوئی ہم سب نے کھانا جُدا جُدا کھایا اور اُس بڈھے نے اسی طرح سے تھالیون کو اُنکے آگے رکھا اور وہ منھ اپنا سیاہ کر بدستور شب گذشتہ سب امرون کو عمل مین لائے مین اس حال کو مکرر دیکھکر نہایت بے قرار ہوا اور اُن سے کہا صاحبو یا تو تم مجھے اس امر سے آگاہ کر دیا مجھے میری ولایت کو پہونچاؤ مجھے اتنا صبر نہین کہ مین ساتھ رہ کر تمھین اس حالت مین دیکھا کرون ایک جوان نے مجھے جواب دیا کہ تو ہمارے اس حال کو دیکھکر اتنا نہ گھبرا ہم بسبب تیری دوستی اور بھلائی کے اسکو ظاہر نہین کرتے کہ مبادا تیرا حال بھی ہمارا سا ہو جائے اگر تو چاہتا ہے کہ ہماری اس بدقسمتی سے آگاہ ہو تو یہ ہے کہ اسکی تدبیر کرین مین نے کہا ہان بہت مشتاق ہون اُس جوان نے کہا پھر تجھکو ہم سمجھاتے ہین کہ ہماری نصیحت پر عمل کر مین نے نہ مانا پھر اس جوان نے کہا کہ اگر کسی صورت سے تمھاری داہنی آنکھ کانی ہو جائیگی اور ہمارے پاس اہوگے تو ہم تم کو اپنے ساتھ

ہرگز نہ رہنے دینگے اسواسطے کہ یہان اب گیارھوین کی گنجایش نہین مین نے کہا مجھے قبول ہے ہرچہ
باداباد تب اُنھون نے ایک بھیڑ کو حلال کرکے اسکا پوست نکالا اور چھری مجھے دیکر کہا اسکو
احتیاط سے اپنے پاس رکھ تیرے کام آئیگی اب ہم تجھے اس کھال مین بند کرکے میدان مین رکھکر چلے
آئینگے ایک بہت بڑی چڑیا جسکو رُخ کہتے ہین دیکر تجھے اپنا شکار سمجھکر جھپٹا مارکے اوپر کو لے اُڑے گی
اور پھر تجھے ایک پہاڑ کی چوٹی پر رکھکر ارادہ تیرے کھانے کا کرے گی جسوقت تو اپنے تیئن زمین پر پائیو
فی الفور چھری سے کھال چیر کر جلد باہر نکل آئیو وہ تجھے دیکھکر ڈرے گا اور اُڑ جائیگا پھر تو بلا تامل آگے
جائیو تھوڑی دور پر تجھے ایک قلعہ نہایت عجیب وغریب ملے گا اُس قلعہ کے نیچے سے اوپر تک سے تیر
سونے کے لگے ہین اور جا بجا اُسپر زمرد ہیرے وغیرہ جواہرات قیمتی جڑے ہین پھر تو دروازے
سے کہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے ہوکر اندر قلعے کے بے خطر چلا جائیو ہم سب بھی اس قلعہ مین باری باری
سے گئے تھے مگر جو کچھ واردات ہم سبھون پر وہان گذری وہ قابل بیان نہین تجھے خود معلوم ہوجائیگا
مگر یاد رکھنا کہ ہماری طرح تو بھی داہنی آنکھ سے کانا ہوجائے گا جب اُس جوان نے یہ کلام تمام کیا
مین نے چھری اپنے ہاتھ مین لیکر بھیڑ کی کھال کو اپنے اوپر لپیٹا اور اُنھون نے اسے چارون
طرف سے سیا اور میدان مین لاکر رکھ دیا تھوڑی دیر مین رُخ جانور آیا اور مجھکو بھیڑ سمجھکر اپنے پنجون
مین پکڑ کر اُس پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا جب مین نے دیکھا کہ اُسنے مجھے زمین پر رکھا فی الفور مین
چھری سے کھال کاٹکر باہر نکل آیا رُخ مجھے دیکھتے ہی اُڑ گیا مین دو پہر کے بعد اس قلعہ مین پہونچا
اور قلعہ کو بہت خوبصورت اور اچھا پایا پھر مین اُسکے اندر گیا ایک مکان مربع بہت وسیع
دیکھا جس مین ایک سو دروازہ سونے کا اور ننانوے دروازے صندل اور آبنوس کے تھے اور
بیشمار زینے نظر پڑے جن مین سے چڑھکر اُن مکانون پر جاتے تھے وہ سو دروازے خزانون
اور باغون کے تھے اُن مین بیشمار دولت بھری ہوئی تھی پھر ایک دروازہ بارہ دری کا نظر پڑا
اُسکے اندر مین نے جاکر دیکھا چالیس جوان بیبیان نہایت خوبصورت لباس فاخرہ پہنے
ہوئے بیٹھی تھین مجھے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئین اور نہایت خوشی سے بولین آؤ صاحب
خیر و عافیت سے ہو ہم سب بڑی دیر سے منتظر تمھارے تشریف لانے کے تھے الحمدللہ
کہ تم مین سب صفات اور خوبیان ہمارے دلخواہ پائی جاتی ہین پھر اُنھون نے مجھکو باصرار تمام

صدر مکان مین کہ اور مکانون سے بلند تھا ٹھہلایا پھر اُن سب نے کہا اسوقت سے تم ہمارے سب کے خاوند اور مالک ہو ہم تمھارے فرمانبردار ہین اُسوقت کی خوشی کا حال مین کچھ بیان نہین کر سکتا پھر ایک گرم پانی میرے پانون دھونے کیواسطے لائی اور دوسری خوشبو کا پانی میرے ہاتھون پر ڈالنے لگی اور کسی نے پوشاک لاکر پہنائی اور کسی نے کھانے طرح طرح کے لاکر میرے آگے چنے اور کوئی صراحی اور گلاس شراب نفیس کا ہاتھ مین لیکر کھڑی ہوئی غرض ان سب خدمتون کو باخلاص تمام کرتی تھین مین ایسا فریفتہ ہوا کہ سب رنج بھول گیا اور اپنے تئین بادشاہ ہفت اقلیم سمجھنے لگا پھر مین نے اُن سب کے ساتھ خاصہ کھایا اور شراب پی پھر ان سب نے گرد بیٹھکر مجھسے حال سفر پوچھا مین نے ان سے سب حال اپنا بیان کیا یہانتک کہ رات ہوگئی پھر انھون نے اس مکان

تصویر خوبصورت بیبیون اور شہزادے کی

مین روشنی اس مرتبہ مین کی کہ دن معلوم ہونے لگا اور قابین کھانے کی اُٹھاکر میوے اور شیرینی وغیرہ لاکر میز پر رکھی اور طرح طرح کی شرابین اور افشردے شیشون اور کنٹرون مین لاکر چن دیے جب سب چیزین چنی گئین مجھے اُسپر ٹھہلایا اور کئی بیبیان میرے ساتھ بیٹھین اور کئی گانے بجانے لگین پھر شراب دیر تک پیتے رہے بعضی سازونکو ملاکر گانے لگین اور بعضی ناچنے آدھی رات کی لطف

مین گذری اور قبل اسکے کہ گانا بجانا موقوف ہوا ایک بی بی نے مجھ سے کہا آج تم بہت دور سے
آئے اور ماندے ہو اب آرام کرو آپ کی خوابگاہ تیار ہے مگر ہم مین سے ایک کو پسند کرو تاوہ
آپکے کمرے مین جاکر سوئے مین نے کہا یہ غیر ممکن ہے کہ مین ایک کو تم مین سے کہ سب حسن مین
یکسان ہو ترجیح دون یہ امر موجب میری گستاخی اور باعث رنجیدگی اورون کا ہوگا اس بی بی نے
کہا کہ ہم سب مین حسد نہین تم شوق سے ایک کو ہم چالیس بیبیون سے ہاتھ پکڑکے جاؤ کوئی برا
نہ مانیگی ہم سب باری باری شرف اندوز آپ کی ہمبستری سے ہونگے کوئی آج کوئی کل بعد چالیس دن کے
ہم سب ایک ایک شب کو تمھاری خدمت مین رہینگے پھر از سر نو دورہ ہوگا مین تردد نہ کرو جلد ایک
کو پسند کرو مین نے مجبور ہو کر ہاتھ اس بی بی کی طرف دراز کیا جو مجھ سے ہمکلام تھی اسنے فی الفور اپنا ہاتھ
مجھے دیا پھر سب نے مجھے ایک بہت اچھی خوابگاہ مین لیجاکر اس بی بی کے ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے کمرے
مین جاکر آرام کیا دوسرے دن فجر کو مین نے خواب سے بیدار ہو کر رنگ برنگ کے لباس اور
جواہرات کہ کشتی مین پہلے سے تیار تھے پہنے بعد اسکے ان انتالیس بیبیون نے آکر مجھے سلام
کیا اور میری خیر و عافیت پوچھی اور مجھے حمام مین لیجا کر نہلایا اور پوشاک اس سے زیادہ تکلفی پہنائی
اور کھانا کھلایا بعد اسکے سیر و تماشون مین آدھی رات مانند پہلی رات کے گذر گئی جب وقت آرام کرنیکا
آیا انھون نے مجھ سے کہا جسے آپ پسند کرین وہ آپکے ساتھ سو رہے مین نے ایک کا ہاتھ ان مین
سے پکڑ لیا اور خوابگاہ مین جاکر سو رہا پھر فجر کو وہی رنگ ہوا قصہ مختصر اسی وضع سے بکمال عیش و
عشرت مین ایک سال کامل قلعے مین رہا جب ایک دن اس برس کا باقی رہا وہ سب بیبیان یا تو
ہر روز فجر کو آکر مجھے سلام کرتین اور میری خیر و عافیت پوچھتین اس دن وہ سب روتی ہوئی آئین
اور مجھ سے گلے لگ کر کہنے لگین اے شہزادے اب ہم سب تم سے رخصت ہوتے ہین تمھارا خدا حافظ
انکے رونے سے مجھے کمال رقت ہوئی مین نے کہا برائے خدا مجھے آگاہ کرو مین کچھ تمھاری مدد کر سکتا
ہون یا نہین انھون نے کہا مرضی خدا کی یون ہی ہے کہ پھر ہم تمکو کبھی نہ دیکھین ورنہ تم ہمین دیکھو
اسواسطے کہ بہت آدمی مثل تمھارے یہان آئے اور رہے آخر ہم سے اور ان سے جدائی ہوئی
اب ہمکو خبر نہین کہ وہ زندہ ہین یا نہین یہ کہکر پھر وہ سب رونے لگین مین نے کہا تم کیون نہین
حال بیان کرتی ہو انھون نے کہا سوا اس امر کے تجھ سے اور ہم کیا کہین کہ یہ وقت

ہماری اور تمھاری مفارقت کا ہے اور پھر ہمین امید نہین کہ تمکو دیکھین لیکن اگر تم چاہو تو البتہ ہم کو پھر امید ہے
کہ آکر تمکو دیکھین اور یہی صحبت ہمارے اور تمھارے درمیان مین رہے مین نے کہا خدا کے واسطے
صاف صاف کہو تب ایک نے کہا کہ ہم چالیسون بیٹیان بادشاہون کی ہین سال بھر ہم اس
مکان مین واسطے تفریح طبع کے رہتے ہین بعد ایک برس کے ہم چالیس دن کے واسطے بعض امور
ضروری کے لیے یہان سے جاتے ہین اور بعد چالیس روز کے پھر اس مکان مین آتے ہین کل کے دن
یہ برس پورا ہوا آج کے دن ہم سب تم سے رخصت ہوتے ہین یہ سبب ہمارے رونے کا ہے اور
قبل اسکے کہ ہم جاوین سب اسباب اور مکانون کی کنجیان خصوصاً ان سو دروازون کی تمھین سپرد
کرینگے تاکہ تم بعد ہمارے جانے کے ہر ایک مکان کی سیر کرکے دل اپنا بہلانا مگر ہم تمھین تمھاری ہی
قسم دیتے ہین کہ اس سونے کے دروازے کو نہ کھولنا اگر تم اسے کھولوگے تو پھر ہم تم کو ہرگز نہ
دیکھ سکینگے تم سے صبر نہ ہو سکیگا اور خواہ مخواہ اس دروازے کو بھی تم کھولوگے یہی
امر سبب ہماری اور تمھاری مفارقت کا ہے اسواسطے ہم تمھاری جدائی کے لیے روتے ہین اگر تمھین
خدا توفیق دے بعد ہمارے جانے کے اسے نہ کھولو تو کچھ جاے اندیشہ نہین سوا اسکے جہان چاہے
دیکھو خبردار اس سونے کے دروازے کو زنہار نہ کھولنا اس سونے کے دروازے کی کنجی کو آپ
اپنے پاس رکھیے انکی یہ باتین سنکر مجھے نہایت رنج ہوا مین نے کہا تمھاری مفارقت مین مجھے کمال
رنج ہوگا اور تمھاری اس نصیحت سے ممنون اور شاکر ہوا مین مقرر بموجب تمھارے کہنے کے عمل
کرونگا اور ہرگز سونے کے دروازے کو کبھی نہ کھولونگا آخر ایک ایک کے گلے لگ کر ان سب
بیبیون کو رخصت کیا پھر وہ سب اس قلعے سے چلی گئین اور مین اکیلا رہ گیا ایک برس تو ایسے جلسے مین
رہا اب تنہائی سے مجھے کمال ملال ہوا چالیس روز کی جدائی تھی مگر مجھکو ایک ایک گھڑی ایک برس تھی
آخر تنہائی مین سوچا کہ بموجب انکی نصیحت کے فقط دروازہ سونے کا نہ کھول اور دروازے کھولنے کی
اجازت ہی کھول انکی سیر کر اور اپنے جی کو بہلا پھر مین نے کنجیان لیکر پہلا دروازہ کھولا اسکے اندر
میوون کا باغ دیکھا کہ مثل اسکے کوئی باغ دنیا مین نہ ہوگا ہزارون درخت موزون جابجا ترینے
سے لگے ہوے اور طرح طرح کے میوے خوش رنگ وخوش مزہ ان مین لٹک رہے تھے اور
ان درختون مین پانی عجب طرح سے پہونچتا تھا چھوٹی چھوٹی نہرین پختہ چارون طرف سے

بڑی نہر سے کاٹکر اس کاریگری سے لائے تھے کہ خود بخود ہر ایک درخت کی جڑ مین پانی بقدر
حاجت کے پہونچتا دیر تک اس باغ کی مین نے سیر کی اور ہر ایک امر کو اُسکے کہ نہایت عجیب
غریب تھا دیکھکر متحیر ہوتا رہا آخر اُس دروازے کو بند کر کے دوسرا دروازہ کھولا اُس مین صرف پھولون کا
چمن تھا اور پانی نہایت صنعت سے پہونچتا اور کوئی قسم کا پھول دُنیا مین نہوگا کہ اس باغ مین
نہ تھا اور اُنکی خوشبوون سے وہان کی ہوا معطر ہو رہی تھی پھر وہ دروازہ بند کر کے تیسرا کھولا اُس
مین ایک چڑیا خانہ تھا جس مین فرش سنگ مرمر کا اور پنجرے صندل و آبنوس کے لٹکے
تھے بلبل اور طوطی وغیرہ خوش الحان ایسے کہ خوش آوازی اور چہچہانے سے بے اختیار دل کو
فرحت اور سرور حاصل ہوتا اور اُن طائرون کے دانے پانی کی کلھیان زبرجد وغیرہ سنگ قیمتی
کی تھین وہ چڑیا خانہ اتنا بڑا تھا کہ سو آدمیون سے اسکی خبر گیری نہ ہوسکتی مگر اُن باغون مین ایک
آدمی بھی دکھائی نہین دیتا تھا اور ایک تنکا بھی بیکار وہان نظر نہ آیا پھر جب آفتاب قریب غروب کے
ہوا تب وہ چڑیان واسطے بسیرا لینے کے اپنے اپنے نشیمن مین جا بیٹھین اور مین اپنے مکان مین آکر سو رہا
دوسرے دن پھر فجر کو واسطے کھولنے اور دروازون کے جاکر ایک دروازہ کھولا اُسمین ایک بڑی
عمارت پائی جسکے گرد بڑے بڑے مکان وسیع بنے ہوئے تھے اور اُس مین چالیس دروازے لگے
دیکھے مگر وہ سب دروازے کھلے ہوئے تھے اور ہر ایک دروازے سے راہ خزانون مین جانے کی
تھی چنانچہ ایک کوٹھا صرف موتیون سے بھرا ہوا تھا ایک ڈھیر مین بڑے بڑے موتی مانند بیضے
کبوتر کے تھے دوسرے ڈھیر مین موتی چھوٹے اور اسیطرح کے کئی ڈھیر اور ہر ایک قسم کے موتی جُدا جُدا
اور دوسرے کوٹھے مین ہیرے اور لعل شبچراغ وغیرہ اور تیسرے مین زمرد چوتھے مین سونے کی اینٹین پانچوین
مین اشرفیان چھٹے مین چاندی کی اینٹین ساتوین مین روپئے اور باقیون مین بلور اسٹنیا اور طرح
طرح کے جواہرات اور معدنیات غرض ان اشیاے قیمتی سے تمام مکان بھرے ہوے تھے اس
دولت بے انتہا کو دیکھکر مین متحیر ہوا اور سوچا کہ مین کتنا خوش قسمت ہون کہ اسقدر خزانے
اور چالیس شہزادیان حور تمثال اپنے تصرف مین رکھتا ہون بی بی عجائبات وہان کے کیا بیان
کرون زبان میری قاصر ہی غرض جب اس سیر و تماشے مین اُنتالیس دن گذر گئے اور اسس
عرصے مین مین نے نناوے دروازے کھولے اور ہر ایک شے کو دیکھکر نہایت تعجب کیا اب فقط

ایک دروازہ رہگیا کہ جسکے کھولنے کے لیے مجھے منع کیا تھا چالیسوین دن کہ دوسرے دن اُسکے
سب شہزادیان اُس قلعے مین آتین اور مجھ سے ملاقات فرماتین فجر کو اُٹھتے ہی مجھے شیطان نے بہکایا
کہ اس سونے کے دروازے کو بھی کھول اس مین یقیناً سب سے اچھی کوئی شے اعجوبہ ہوگی آخر
یہانتک بہکایا کہ مین نے اُس دروازے کو کھولا بمجرد کھولنے کے ایسی اچھی خوشبو اُسکے اندر سے
آئی کہ مجھے غش آگیا پھر اپنے ہوش مین آکر مین نے کہا کہ ذرا اسکے اندر جاکر دیکھ بھال کر جلد بند
کر دونگا آخر اسکے اندر گیا اور تھوڑی دیر توقف کیا کہ وہ تیزی خوشبو کی کم ہوجائے اتنے مین اس
دروازے کے اندر ایک مکان بہت بڑا گنبد وار دیکھا کہ اُسکی زمین پر زعفران بچھا ہوا تھا اور
اُسکے اندر شمعین عنبر اور اگر کی سونے کی تپائیون پر روشن تھین علاوہ اسکے بہت چاندی کے چراغ خوشبودار
تیل کے روشن دیکھے اور منجملہ اُن عجائبات کے ایک مشکی گھوڑا بہت خوبصورت بندھا ہوا تھا مین
نزدیک جاکر اُسے دیکھنے لگا زین اور لگام مین تیر سونے کے لگے ہوئے آگے اُسکے بہت صاف جو اور
تل ایک ظرف مین رکھے ہوے اور ایک ظرف مین گلاب واسطے پینے کے مین اُسے باہر چاندنی
مین نکال لایا تاکہ اچھی طرح دیکھون پھر مین نے اُسپر سوار ہوکر چاہا کہ وہ چلے مگر وہ اپنی جگہ
سے نہ ہلا آخر مین نے اُسکو ایک چابک مارا وہ بڑی خوفناک آواز سے ہنہنایا اور اپنے پرون کو
کہ مین نے پہلے نہین دیکھے تھے کھولکر آسمان کی طرف اتنا بلند اُڑا کہ زمین دکھائی دینے سے رہ
گئی مین خوف سے گرنے کے اُسکی گردن مین لپٹ گیا پھر اُس نے زمین کی طرف اُترنا شروع کیا آخر کو
چھت پر پیتل کے قلعہ کی اُترا اور اتنی فرصت مجھے لینے ندی کہ مین اُسکے اوپر سے اُترون اپنی پیٹھ کو
اس قدر جنبش دی کہ مین چت گرا اور دم کو میری داہنی آنکھ مین مارا کہ وہ پھوٹ گئی یہ سبب
میرے کانے ہونے کا ہوا اور اسوقت مجھے کہنا اُن دس جوانون کا یاد آیا پھر وہ گھوڑا اُڑا
اور میری نظر سے غائب ہوگیا میں اس مصیبت میں اُٹھا اور تمام چھت اُس قلعے کی سے کی
درد چشم سے نہایت بے قرار تھا پھر مین نے چھت کے نیچے اُترکر بارہ دری مین جاکر اُن دس مجرون
کو کہ گرد اس مکان کے تھے اور اسکے بیچ والے کو کہ دسون سے بلند تھا دیکھکر پہچانا کہ یہ وہی قلعہ ہی
جس مین سے رُخ مجھے پہاڑ پر اُٹھا لیگیا تھا وہ دسون جوان بھی تھوڑی دیر مین اُس پیر مرد کے
ساتھ آئے اُنھون نے مطلق میری طرف توجہ نہ کی اور نہ میری آنکھ پھوٹنے کا افسوس

کیا اور کہا ہم تمھیں اس حال پر سہارا کیا دنہیں دے سکتے اور ہم باعث تمھاری اس مصیبت کے
نہیں ہوئے میں نے کہا سچ فرماتے ہو جو کچھ مجھپر گذرا صرف اپنے ہاتھوں سے پھر اُنھوں نے کہا
اس مصیبت کے علاج سے بھی ہم معذور ہیں کیونکہ ہمیں ہم سب بھی مبتلا ہیں ایک ایک برس
تک ہم سب بھی کمال عیش و عشرت سے اُس قلعہ میں رہے اگر سونے کا دروازہ نہ کھولتے تو
ہماری یہ حالت نہ ہوتی اور ہمیشہ اُسی عیش و عشرت میں رہتے تم ہم سب سے زیادہ ہوشیار
تھے لیکن اُسی سزا میں مبتلا ہوئے اُس جگہ اب گنجایش دوسرے شخص کی نہیں تمھارے حق میں یہی بہتر ہی
کہ یہاں سے تم بغداد کو جاؤ وہاں پر ایسے شخص سے ملاقات ہوگی کہ جو تمھاری اس مصیبت کو دور کرے گا
اور اُسکے سبب سے تمھارا یہ سب ادبار بدل بعیش ہو جائیگا میں نے راہ بغداد کی لی اور اثنار راہ
میں چار ابرو کا صفایا کر لباس قلندری پہنا بعد مدت دراز کے سفر کرتے کرتے آج شام کو اس شہر میں پہونچا
دروازے پر شہر پناہ کے ان دونوں قلندروں سے ملاقات ہوئی پھر ہم تینوں واسطے تلاش
کرنے مکان کے نکلے خوش نصیبی سے تمھارے دروازے پر آئے تم نے از راہ غریب نوازی
ہمیں اپنے گھر میں جگہ دی اور سب طرح سے سرفراز کیا کہ جس کا شکر ہم ادا نہیں کر سکتے جب تیسرے
قلندر نے بھی اپنا قصہ تمام کیا زبیدہ نے کہا کہ تم تینوں کا قصور میں نے معاف کیا اب تم یہاں سے
چلے جاؤ تب اُن میں سے ایک نے کہا ہم اُمیدوار ہیں کہ یہاں ٹھہر کر ان تینوں شخصوں کا حال
بھی سن لیں زبیدہ نے خلیفہ و جعفر و مسرور سے کہ اُنکے رتبوں سے واقف نہ تھی کہا اب
تم تینوں بھی اپنا اپنا حال کہو وزیر جعفر نے عرض کیا کہ بی بی ہم اپنا حال وقت داخل ہونے
اس مکان کے مفصل عرض کر چکے ہیں ہم تینوں شخص سوداگر موصل کے ہیں واسطے بیچنے اپنے
اسباب کے بغداد میں آئے تھے اور ایک کاروانسرا میں اُترے آج کی رات ایک سوداگر نے
اس شہر کے ہماری دعوت کی تھی ہم سب کو اپنے گھر بلا کر بہت اچھے کھانے کھلائے اور نفیس
شراب پلائی بعد اسکے دیر تک گانا اور ناچ محفل میں ہوا کیا یہاں تک کہ گانے بجانے کی آواز سنکر روندکے
لوگ دوڑے اور بہت سے آدمی محفل کے گرفتار کر لیے ہم اپنی خوش نصیبی سے بھاگ کر نکل آئے
مگر دروازہ سرا کا بند ہو گیا تھا ہم حیران تھے کہ کدھر جائیں ناگہاں اس کوچے میں پہونچے اور
تمھارے گھر کا دروازہ کھلوایا اور تمھاری اجازت سے اسکے اندر داخل ہوئے زبیدہ

نے کہا مین نے تمھارا قصور بھی معاف کیا اب تم سب یہان سے چلے جاؤ اور اصطلاح للکار کر یہ حکم دیا کہ خلیفہ جعفر وزیر مسرور تینون قلندر اور حمال ساتون آدمی جلد اس گھر سے نکل گئے اسواسطے کہ ساتون حبشی تلوارین ننگی لیے ہوے ہاتھون مین کھڑے تھے اُن کے نکلتے ہی دروازہ اُس گھر کا بند ہوگیا اور خلیفہ نے بے اسکے کہ اپنے حال کو ظاہر کرے قلندرون سے کہا تم اجنبی ہو اس شہر کی راہ سے واقف نہین کدھر جاؤ گے اُنھون نے کہا ہم اسی تردد مین ہین خلیفہ نے کہا ہمارے پیچھے چلے آؤ ہم تمھاری اعانت کرینگے اور وزیر سے خفیہ کہا تو ان تینون قلندرون کو اپنے گھر لیجا کر رکھ کل فجر کو وقت دربار کے اُنکو میرے حضور مین حاضر کیجیو وزیر جعفر تینون قلندرون کو اپنے ساتھ لیگیا اور حمال اپنے گھر گیا خلیفہ مسرور کے ساتھ اپنے محل مین آیا اور جا کر پلنگ پر لیٹا مگر فجر تک اُسے نیند نہ آئی اور اُنھین باتون کو کہ اُس نے دیکھی اور سُنی تھین یاد کر کے متحیر ہوتا تھا اور چاہتا تھا کہ اس حال کو دریافت کرون کہ زبیدہ کون ہے اور ان دونون کتیون کو اس قدر کیون مارا اور اپنے کے بدن مین سیاہ داغ کسواسطے ہین پھر وہ فجر کو اُٹھکر دربار مین گیا اور تخت پر بیٹھا وزیر جعفر بھی حاضر ہوا اور بموافق معمول کے آداب بجالایا خلیفہ نے وزیر سے فرمایا جب تک اُن تینون بیبیون اور اُن کالی کتیون کا حال مین دریافت نہ کر لُون گا مجھے چین نہ پڑے گا جا اور جلد اُن تینون بیبیون اور تینون قلندرون کو میرے حضور مین لا کر حاضر کر وزیر اُن تینون بیبیون کے گھر گیا اور باسانی حکم خلیفہ کا ظاہر کیا وہ تینون بیبیان نقاب اپنے چہرون پر ڈال کر ہمراہ وزیر کے ہوئین اور اُن تینون قلندرون کو بھی اپنے ساتھ لے کر بادشاہ کے حضور مین حاضر کیا بادشاہ خوش ہوا اور اُن تینون بیبیون کو آڑ مین پیچھے اپنے کھڑے ہونے کو کہا تاکہ اُن کی عزت اُسکے خادمان محل پر ثابت ہو اور اُن تینون قلندرون کو موافق اُن کے رتبے کے نزدیک اپنے جگہ دی جب، تینون بیبیان بیٹھین خلیفہ نے کہا آج کی رات مین نے سوداگر کے بھیس مین تم سے ملاقات کی تھی اور ہمارے سبب سے تمھین کچھ ملال پہونچا تھا چنانچہ اس سبب سے تم بے ادبی سے پیش آئین اب جو مین نے تمکو بلایا ہے تو تم یہ نہ سمجھنا کہ اُس امر کے سوا عذر کے لیے تم بہر صورت خاطر جمع رکھو مین نے اس امر کو فراموش کر ڈالا اور تمھارے آنے سے نہایت خوش ہوا کا تمکے یہ تمیز جو خدا نے تمھین دی ہے سب بیبیون بغداد

مین اہوتی اور تمھاری بردباری مجھے کبھی نہ بھولے گی باوجودیکہ ہم سے تمکو کمال رنج حاصل ہوا اور ہمنے بڑا قصور تمھارا کیا مگر تم نے درگذر کیا کل رات کو مین سوداگر موصل کا تھا اسوقت مین ہارون رشید ساتوان خلیفہ خاندان عالیشان عباس کا اور جانشین اپنے بڑے نبی کا ہون اب یہ بیان کرو کہ تم کون ہو اور تم مین سے ایک بی بی نے کس واسطے ان دونون کتیون کو بشدت مارا پھر گلے سے لگایا اور روئی اور کیون سینہ ایک بی بی کا تم مین سے بسبب داغون کے سیاہ ہو رہا ہو اگرچہ خلیفہ نے اس مطلب کو بخوبی اُن سے بیان کیا تھا اور اُنھون نے بھی اچھی طرح سے سمجھا مگر وزیر جعفر نے موافق اپنے دستور کے پھر اُس سوال کو مکرر اُن سے بیان کیا زبیدہ نے پہلے سب کے اپنا حال اس طرح کہنا شروع کیا

قصہ زبیدہ کا

اے امیرالمومنین میرا حال عجیب و غریب ہے یہ دونون کالی کتیان اور مین تین بہنین ایک مان باپ سے ہین اب یہ دونون کتیان بنگئین اور یہ دو بیبیان اب جو میرے ساتھ رہتی ہین میری سوتیلی بہنین ہین اُس بی بی کا نام جسکے سینے پر داغ سیاہ ہین امینہ ہی اور دوسری کا نام صافی ہے میرا نام زبیدہ بعد مرجانے باپ کے ہم پانچون بہنون نے اُسکا ترکہ آپس مین برابر بانٹ لیا یہ دونون سوتیلی بہنین اپنا حصہ لیکر اپنی مان کے پاس جاکر رہین اور ہم تینون حقیقی بہنین اپنی والدہ کے ساتھ رہنے لگین جب مان نے قضا کی ایک ایک ہزار ریال ہم تینون بہنون کو اُسکے ترکہ سے ملے میری دونون بہنون نے کہ مجھ سے بڑی تھین بعد پانے اپنے حصون کے شادی کی اور اپنے شوہرون کے گھر جاکر رہین مین تنہا رہنے لگی بعد تھوڑی مدت کے میری بڑی بہن کے شوہر نے اپنا سب اسباب بیچکر اور جو میری بہن کے پاس تھا سب کو جمع کر کے دونون میان بی بی افریقہ کی طرف گئے اور وہان میری بہن کے شوہر نے اپنی سب دولت بلکہ میری بہن کا بھی زر و زیور کھا پی ڈالا جب نہایت مفلس ہوگیا کسی بہانے سے میری بہن کو طلاق دے کر گھر سے نکال دیا وہ خراب خستہ اتنے بڑے سفر کو بہت مصیبت سے طے کر کے بغداد مین پہونچی نہایت پریشان میرے گھر آئی مین نے خاطرداری سے اپنے گھر مین رکھا اور حال پوچھا اُسنے روکر اپنے شوہر کی بدسلوکی بیان کی مجھے سنکر بڑا رنج ہوا اور مین بہت روئی پھر اُسکو نہلا دھلا کر اپنے توشے خانے

سے پوشاک نکال کر پہنائی پھر مین نے کہا بی بی تم میری بڑی بہن ہو مین تمکو بجاے اپنی مان کے سمجھتی ہون اور بعد تمھارے جانے کے خدا نے میرے حال پر کرم کیا ریشم کے کپڑون سے مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا اب جو کچھ میرے پاس ہی وہ سب تمھارا ہی تم بھی یہی کاروبار کرو اُسوقت سے مین اور وہ ایک ہی گھر مین بہت آرام سے رہنے لگین اور اکثر ہم دونون اپنی دوسری بہن کا ذکر کیا کرتے تھے کہ مدت سے کچھ اُسکا حال نہ معلوم ہوا کہ کہان اور کس حال مین ہی تھوڑے دنون کے بعد وہ بہن بھی خراب خستہ میرے گھر آئی اُسکے خاوند نے بھی سب مال و دولت اُسکی صرف کر کے اُسے نکال دیا تھا غرض اُسکو بھی مین نے اپنے ساتھ رکھا اور بہت اُسکی دلجوئی کی بعد چند مدت کے دونون بہنون نے بہانہ اس امر کا کیا کہ ہمارے رہنے سے زیر باری تمھاری ہی اسواسطے دوسری شادی کے ارادے مین ہین مین نے اُن سے کہا اگر میری زیرباری کے خیال سے تم یہ امر کرتی ہو تو بیفائدہ ہی خدا کے فضل و کرم سے مجھے اسقدر کاروبار مین حاصل ہوتا ہی کہ بخوبی ہم تینون بہنون کی اوقات عمر بھر گذر جائے گی اور تمھین کسی طرح سے تکلیف نہ ہونے پائے گی

تصویر زبیدہ کا اپنی دونون بہنون کو حالت فقیری مین دیکھنا

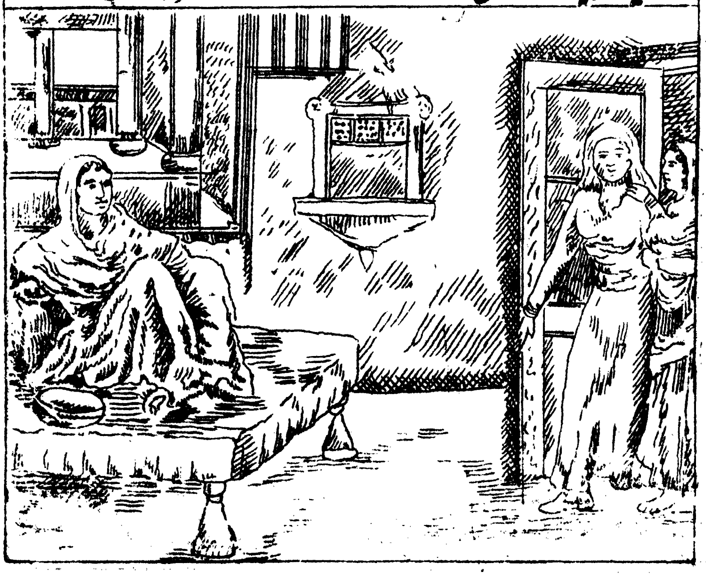

اور اگر درحقیقت تمھارا ارادہ شادی کرنے کا ہی تو مین نہایت تعجب کرتی ہون کہ باوجود اس تکلیف
اور مصیبت کے جو تم نے شوہرون کے ہاتھ سے پائی پھر بھی خواہش شادی کی رکھتی ہو اس خیال
سے درگذر و اور بے شوہر عزت اور حرمت سے گذران کرو مین نے اُنھین بہت کچھ سمجھایا مگر
اُنھون نے اُسپر عمل نہ کیا شادی کرنے پر مصر ہوکر مجھ سے کہا تو ہماری چھوٹی بہن اور ہم سے زیادہ
عقیل ہی لیکن اب ہم تیرے مشورہ نہین سکتے اسلیے کہ تو ہمکو لونڈیون کے موافق سمجھتی ہو گی
مین نے کہا بہن یہ کیا کہتی ہو مین تمکو اپنا بزرگ جانتی ہون جو کچھ میرے پاس ہی وہ سب تمھارا
ہو پھر اُنکو اپنے گلے سے لگا کر اُنکی تسلی کی اور بدستور پھر آپس مین ملکر رہنے لگے یہانتک کہ بعد ایک برس
کے اسقدر خدا نے میرے روزگار مین برکت دی کہ مین نے ارادہ تجارت دریا کا کیا کہ یہان سے کچھ
اسباب کو جہاز پر لادکر کسی شہر مین لیجانا چاہیے چنانچہ دونون بہنون سمیت بغداد سے بصرہ کو آئی اور وہان
ایک چھوٹا جہاز مول لیکر اسباب تجارت اُسپر بار کیا اور موافقت ہوا سے ہوا نے مین دریا سے پار ہن
کے پہونچی اور وہان سے راہ ہندوستان کی لی بعد بیس روز کے ہم ایک جزیرے مین جو نیچے کوہ بلند کے
تھا پہونچے اور اُس جزیرے مین ایک بڑا شہر عظیم الشان اور نہایت خوبصورت تھا اُسکے کنارے
پر ہمارے جہاز کا لنگر ہوا مین تنہا پنسولی پر سوار ہوکر خشکی مین اُتری شہر کے دروازے پر جاکر دیکھا کہ
بہت سپاہی واسطے نگہبانی دروازے کے بیٹھے ہین اور بعضے کھڑے اور سب کے ہاتھون مین
سونٹے مگر شکلین نہایت وہشت ناک وے اُنکے اعضا مین مطلق حرکت نہ تھی جب مین نزدیک
اُنکے پہونچی تو اُن سب کو سر سے پا تک پتھر کا بنا ہوا پایا مین شہر کے اندر گئی اور چارون طرف
سیر کی خلق کو بھی بالکل پتھر کا بنا ہوا پایا چوک کی دکانین بند دیکھین پھر شہر کے اسی طرف ایک بڑا
میدان دیکھا کہ اسکے وسط مین ایک بڑا پھاٹک تھا کہ جس مین سونے کے پتر لگے تھے اور اُس دروازے
کے باہر ایک پردہ ریشمی پڑا اور ایک ہانڈی واسطے روشنی کے لٹکی ہی اُس کی عظمت و شان سے
دریافت ہوا کہ یہ دروازہ بادشاہ کے محل کا ہی مین نے کسی آدمی کو وہان نہ دیکھکر تعجب
کیا اور جب پردے کو اُٹھا کر آگے قدم رکھا تو محل کی ڈیوڑھی مین بہت چوبدارون کو دیکھا کہ کچھ
کھڑے اور کچھ بیٹھے پتھر کے بنے ہوے پھر دیوان خاص اور عام مین جا کر یہی حال دیکھا کہ سب
چھوٹے بڑے پتھر بنے ہوے ہین تیسرے مکان کو بھی انسان سے خالی پایا چوتھے مکان

مین ایک عمارت عالیشان اور خوبصورت دیکھی جسکے دروازے اور زنجیرین سونے کی تھین مین نے قیاس سے دریافت کیا کہ یہ محل ملکہ کے رہنے کا ہے اندر جاکر دیکھا ایک بڑے دالان مین بہت حبشی خواجہ سرا پتھر کے بنے ہوئے ہین اور آگے دالان کے ایک مکان اسباب قیمتی سے سجا ہے اُس مین ایک بی بی بیٹھی تھی پتھر کی بنی ہوئی تاج جواہرات کا سر پر رکھے معلوم ہوا کہ ملکہ یہی ہے اور اُسکے گلے مین مالاے مروارید کہ ہر ایک دانہ اُسکا برابر سپاری کے تھا اور بہت شفاف اور نہایت گول اور باہم غلطان ایسے جواہرات اور مکان عالیشان سے مجھکو کمال حیرت ہوئی فرش قالین کا سند تکیے کمخاب کے منقش پھر اور مکانون مین کہ بہت عالیشان تھے گئی ایک سب سے بڑا وسیع مکان جس مین سونے کا تخت بچھا ہوا تھا اور گرد اسکے فرش کے جھالر موتیون کی لٹکتی تھی اور عجیب تر یہ امر تھا کہ ایک چمک اُس فرش سے نکلتی تھی مین نے چاہا کہ دریافت کرون کہ کس چیز سے نکلتی ہے پھر مین نے اس تخت پر چڑھکر دیکھا کہ چھوٹی سی تپائی پر ایک عدد الماس کا بہت بڑا بیضہ شتر مرغ کے برابر رکھا ہے اس سے آنکھین چوندھیا تی تھین ہر طرف اس فرش کے تکیے رکھے ہوئے اور ایک شمع روشن معلوم ہوا کہ یہان کوئی زندہ بھی ہے اسلیے کہ شمعین خود بخود نہین جلتین اور بہت چیزون کو اُس مکان مین دیکھکر مجھے تعجب ہوا مگر وہ ہیرا عجیب تر تھا اور دروازے اُن مکانون کے بعض کھلے تھے اور بعض بھڑے مین ہر ایک مکان مین جاتی اور اُس کے اسباب کو دیکھتی یہانتک کہ توشے خانون اور دفتر خانون مین گئی جس مین بے نہایت دولت اور اسباب رکھا ہوا تھا اُن سب کو دیکھکر مین اپنے تئین بھول گئی نہ تو خیال جہاز کا اور نہ اپنی دونون بہنون کا رہا اسی امر کے درپے ہوئی کہ کسی طرح یہان کا حال معلوم ہو اتنے مین رات ہوگئی گھبراکر چاہتی تھی کہ جس راہ سے آئی ہون اُسی سے پھر جاؤن مگر بسبب تاریکی کے نہ جا سکی پھر اُسی مکان مین جس مین تخت اور الماس تھا اور شمع روشن تھی آئی اور ارادہ کیا کہ شب کو یہین سو رہون فرش پر لیٹ رہی مگر بسبب تنہائی کے نیند نہ آئی آدھی رات کو مین نے ایک آواز سُنی کہ کوئی شخص قرأت اور خوش الحانی سے قرآن پڑھتا ہے مین بہت خوش ہوئی اور ایک شمع ہاتھ مین لیکر اُسکے قریب گئی ایک مختصر مسجد بنی ہوئی دیکھی دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی پڑھی دہان دو بڑی بڑی شمعین مومی روشن تھین اور نزدیک اُنکے جانماز قالین پر ایک جوان حسین بیٹھا ہوا

بخضوع وخشوع کلام اللہ پڑھ رہا تھا مین خوش ہوکر متعجب ہوئی اور سمجھی کہ اس مین کچھ بھید ہی پھر
مین نے محراب مین جاکر جناب الٰہی مین با آواز بلند مناجات کی کہ شکر اُس خدا کو جس نے یہ سفر ہمارا
مبارک کیا اور بخیر وخوبی ہمین یہانتک پہونچایا اور اُسکے کرم سے امید ہو کہ پھر سلامت مجھے اپنے شہر مین
پہونچائے اُس جوان نے میری طرف دیکھکر کہا کہ بی بی تو کون ہی اور کیون ایسے مغضوب شہر مین آئی
مین نے اُس سے اپنا حال مفصل بیان کرکے کہا اب آپ اپنے حال سے مطلع کیجئے جوان نے
قرآن کو جزدان مین گردان کر طاق پر رکھا مین اُسکے حسن وجمال پر عاشق ہوگئی پھر اُس نے
مجھکو اپنے نزدیک بٹھلاکر کہا بی بی تم خدا پرست معلوم ہوتی ہو اس شہر کا بادشاہ میرا باپ تھا اور
اُسکی سلطنت بہت بڑی تھی مگر وہ اور سب باشندے یہان کے آتش پرست تھے اور نار دین کی
جوکہ اگلے زمانے مین بادشاہ دیو وُن کا تھا پوجا کیا کرتے تھے مگر مین مسلمان ہون بچپن سے میری
دائی نے مجھے حفظ قرآن کی تعلیم کی اور سمجھایا کہ خدا قابل پرستش کے ایک ہی اور مجھکو زبان عربی
سکھائی اور علم تفسیر کا پڑھایا غرض اُس دائی نے سب سے پوشیدہ مجھکو سب ضروریات دین سے

تصویر زبیدہ کا مسجد مین پہونچنا اور ایک جوان حسین کو ہمین قرآن پڑھتے ہوئے دیکھنا

مطلع کیا مین بعد اُسکے قصد کرنے کے طریق اسلام پر مستقل و ہمیشہ آتش پرستون سے ناراض رہا پہلے تین برس تک متواتر روزمرہ اس شہر مین یہ آواز مانند رعد کے غیب سے سنائی دیتی تھی اے رہنے والو اس شہر کے عبادت نار دین کی اور پرستش آتش کی چھوڑ کر بندگی خدا کی کہ رحیم و کریم ہے اختیار کرو مگر کسی نے عمل نہ کیا بعد تین برس کے بہروز جر پڑھے سب لوگ یہان کے مبتلا قہر خدا کے ہوئے اور جو جس جگہ اور جس وضع مین تھا وہین رہ کر پتھر بن گیا اور میرا باپ بھی سنگ سیاہ جیسے شاید تم نے محل مین دیکھا ہوگا ہوگیا اور میری مان کا بھی یہی حال ہوا فقط مین عذاب الٰہی سے بچا ہون اور اُسکی بندگی مین بدل مشغول ہون اور خدا نے میری تسلی کے واسطے تجھے اسے نیکبخت اس جگہ بھیجا ہے اس عنایت کا کہانتک شکر بجا لاؤن یہ سُنکر مجھے زیادہ محبت ہوئی اور مین نے بے تامل اس سے کہا سچ ہے میرا جہاز حاضر ہے اور رہنے والی بغداد کی ہون جتنا مال اپنے ساتھ لائی ہون اُسی قدر اپنے گھر چھوڑ آئی ہون تمکو بہت اچھی طرح رکھون گی امیر المؤمنین خلیفہ ہارون رشید نائب ہمارے پیغمبر کا جو بغداد مین رہتا ہے اور اسکے حال سے تم بھی مطلع ہوگے تمھارا اعزاز موافق تمھارے رتبے کے کرے گا مین پہونچتے ہی اُسکو آگاہ کرونگی آپ میرے جہاز پر سوار ہوکر تشریف لے چلیے جوان نے بخوشی اس امر کو قبول کیا دوسرے دن فجر کو مین اُس محل سے کنارے دریا کے گئی دونون بہنون کو کمال متردد پایا مین نے اُن سے سبب اپنے نہ آنے کا بیان کیا پھر خلاصیون نے میرے کہنے سے جہاز کو میرے اسباب سے خالی کیا اور زر و جواہر وغیرہ جس قدر مین نے محل بادشاہی سے پایا اُس پر بار کیا اور اُس شہزادے کو جہاز پر بٹھا کر لنگر اُٹھایا اور بغداد کی طرف روانہ ہوئی اثنائے راہ مین میری بہنین اُس جوان کو خوبصورت اور خوش سیرت دیکھکر دل مین حسد کرنے لگین ایک دن بڑی فریب مجھ سے پوچھا کہ بہن بعد پہونچنے بغداد کے اس جوان کو کہان رکھو گی مین نے ہنسی سے کہا کہ وہان پہونچکر مین اپنی شادی اسکے ساتھ کرونگی پھر اس شہزادے سے مین نے کہا کہ بعد وارد ہونے بغداد کے میرا قصد یہ ہے کہ مین اپنے تئین تمھاری کنیزی مین دون شہزادے نے خوش طبعی سے کہا جو تمھارا جی چاہے کہو مین تمھاری بہنون کے روبرو اقرار کرتا ہون کہ مین راضی ہون مین تمھین بجائے اپنی زوجہ کے سمجھون گا ان باتون کو سنکر رنگ چہرے کا میری

دونون بہنون کا متغیر ہوگیا اور اُسوقت سے مجھے بنظر عداوت دیکھنے لگین یہان تک کہ جہاز ہمارا دریا
بارس کے موہانے پر پہونچا اور بندر بوشہر ہم سے اتنا نزدیک ہوگیا تھا کہ موافقت ہوا سے
دوسرے دن ہم وہان پہونچتے القصہ مین وہان ایک رات غافل سوتی تھی میری بہنون نے
مجھے سمندر مین ڈال دیا اور شہزادے سے بھی یہی سلوک کیا افسوس کہ شہزادہ تو ڈوب گیا اور
مین پیرتے پیرتے خشکی مین آئی اور فجر کو مین نے اپنے تئین ایک ٹاپو ویران مین پایا جہان سے
بندر بوشہر دس کوس تھا جلد مین نے اپنے کپڑے سکھا کر پہن لیے اور ادھر اُدھر طرح طرح کے میوے نظر
پڑے وہ مین نے کھائے اور ایک چشمے سے کہ نہایت شفاف تھا پانی پیا پھر مین ایک درخت سایہ دار
کے نیچے بیٹھ رہی ناگاہ ایک بہت لمبا سانپ پہلے میری داہنی طرف آیا پھر بائین طرف اور زبان منھ
سے نکالکر میری طرف دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ اذیت اُسکو پہونچی ہے مین چارون طرف دیکھنے لگی پھر
دوسرا ایک سانپ دیکھا کہ اس سے بڑا پیچھے اُسکے آتا ہے اور دُم پہلے سانپ کی پکڑ کر چاہتا ہے
کہ نگل جائے مجھے پہلے سانپ پر رحم آیا بے ڈر ہوکر ایک بڑا پتھر اُٹھا کر اس زور سے دوسرے
سانپ کے سر پر مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہوگیا پہلا سانپ اپنے دشمن سے نجات پاکر فی الفور
پر کھول کر اڑ گیا مین متعجب ہوکر پھر دوسری جا پر سو گئی جب بیدار ہوئی ایک عورت سبز رنگ
خوبصورت کو دیکھا کہ دو کالی کتیون کو پکڑے ہوئے میرے سرھانے بیٹھی ہے یہ دیکھتے ہی مین کھڑی ہوئی
اور اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا مین وہی سانپ ہون کہ جسکو تم نے دشمن کے ہاتھ سے
بچایا تھا اب مین نے چاہا کہ عوض اس نیکی کے جو تم نے میرے ساتھ کی احسان کرون اسواسطے
مین اپنی قوم پریون کو ہمراہ لیکر تمھارے جہاز کی طرف گئی اور تمھاری ان دونون بہنون کو سیاہ کتیان
بنا ڈالا اور جس قدر مال و اسباب جہاز مین تھا اُٹھا کر تمھارے توشے خانے مین کہ بغداد مین ہے
رکھ آئی ہون اور جہاز دریا مین ڈبو دیا یہ کہکر اس پری نے مجھے اور دونون کتیون کو اُٹھا کر
طرفۃ العین مین میری گھر پر پہونچا دیا مین نے اپنے گھر مین سب زر و جواہر و اسباب جو جہاز پر تھا
بجنسہ پایا اُس پری نے قبل رخصت ہونے کے مجھسے کہا مین تجھے خدا کے حکم سے آگاہ کرتی ہون
کہ یہ سزا تیری بہنون کے حق مین کافی نہین بلکہ ہر رات کو انکو ایک ایک سو چابک مارا کرنا خبردار
اس حکم کے خلاف نہ کرنا اور ہم سب پریان تمھارے تابع ہین جب یاد کروگی حاضر ہوکر تمھاری

تمھاری

مدد کرینگے خداوند اُس دن سے مین ہر شب ان دونون کتیون کو کہ میری سگی بہنین ہین مارتی ہون پھر خون کے جوش سے اُنکو گلے لگاکر روتی ہون اور پیار کرکے اُنکے آنسو پونچھتی ہون ان دونون کتیون کے مارنے اور پیار کرنے کا یہ سبب ہی اب باقی حال میری بہن امینہ حضور مین عرض کریگی خلیفہ نے زبیدہ سے اس عجیب وغریب قصہ کو سُنکر وزیر سے کہا کہ اب امینہ سے پوچھ کہ تیرے سینے پر داغ سیاہ کیسے ہین اس نے اپنی سرگذشت کو اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

قصہ امینہ کا

میری مان ایک گھر مین مجھکو لیکر آئی تا اپنا رنڈاپا کاٹے اور میری شادی ایک بڑے آدمی کے بیٹے سے کہ رہنے والا اُس شہر کا تھا کردی ایک برس پورا نہ گذرا تھا کہ میرے شوہر نے قضا کی اور مین رانڈ ہوگئی مگر سب مال واسباب اسکا میرے ہاتھ لگا چنانچہ قریب نوے ہزار ریال کے نقد میرے پاس تھے اُسکے منافع سے مین اپنی گذران بفراغت تمام کیا کرتی تھی جب چھ مہینے گذرے مین نے دس جوڑے پوشاک کے بہت عمدہ ایک ایک ہزار ریال کی تیاری کے اپنے لیے سلوائے اور بعد ایک سال کے مین نے اُن جوڑون کو پہننا شروع کیا ایک دن مین تنہا اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ میرے ایک نوکر نے آکر کہا ایک بی بی کچھ آپ سے کہنے کو آئی ہی اگر حکم ہو تو اندر آئے مین نے کہا آنے دو اُس بی بی نے کہ بڑی عمر کی تھی آکر مجھے سلام کیا اور سودب کھڑی ہوکر کہنے لگی کہ مین نے آپ کی تعریف بہت سنی ہی میرے پاس ایک لڑکی بے مان باپ کی ہی اور آج کی رات اسکی کتخدائی ہوگی مین اجنبی محض ہون اور جسکے ساتھ اس لڑکی کی شادی ہوگی وہ بڑے آدمی کا بیٹا ہی اُسکے کنبے کے بہت لوگ ہین اور سب آسودہ مین نے سُنا ہی کہ نوشہ کے ساتھ بہت بیبیان بھاری زیور اور پوشاکین پہنکر آئینگی اگر آپ تشریف لے جائین جب میری تئی سرفرازی کا سدھیانے کے لوگون مین ہوگا میرا اس شہر مین کوئی مربی بجز تمھارے نہین یہ کہکر وہ رونے لگی اُسکے رونے پر مجھے ترس آیا مین نے کہا اے مادر مہربان مین ضرور تیرے گھر چلونگی بتا اپنے مکان کا مجھے بتادے مین سرشام وہان چلی آؤنگی ضعیفہ دعائین دینے لگی اور کہنے لگی بی بی خدا تمکو ہمیشہ خوش رکھے مین آج شام کو پھر حاضر ہونگی میرے ساتھ تشریف لے چلنا یہ کہکر وہ چلی گئی مین نے بہت اچھا جوڑا پہنا اور بڑے بڑے زیور سے آراستہ ہوئی شام کو وہ مجھے

لینے آئی مین اسکے ہمراہ ہوئی اور پیچھے میرے بہت سی خواصین اور لونڈیاں بن ٹھنکر چلین یہانتک کہ ایک کشادہ گلی مین پہونچے پھر اُس بڑی بی نے ہمکو ایک بڑے دروازے پر لیجاکر کھڑا کیا اس دروازے کے اوپر ایک تختے مین چوب قلم سے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی مین نے چراغ کی روشنی سے پڑھا یہ گھر ہمیشہ خوشی اور سرور کا ہی پھر اُس ضعیفہ کے دستک دینے سے دروازہ کھل گیا وہ مجھے اندر ایک بڑے دالان مے کہ عمارت عالیشان مین واقع تھا لیگئی وہان مین نے ایک جوان بی بی نہایت حسین کو دیکھا اس نے میرا استقبال کیا اور مجھکو گلے سے لگایا اور بڑی عزت سے لیجاکر ایک حجرے مین بٹھلایا وہان ایک تخت جواہر نگار اور اُسپر جھجر مرصع نظر پڑا پھر اُس جوان بی بی نے مجھ سے کنایۃً پوچھا کیا تم واسطے اہتمام برات کے آئی ہو مین جانتی ہون کہ یہ شادی تمھاری رضا پر موقوف ہی پھر اُس بی بی نے میری نہایت خاطرداری کی اور کہا بی بی حقیقت اس شادی کی یہ ہی کہ میرا ایک بھائی ہی جوان نہایت حسین تمھارے حسن وجمال کی تعریف سُنکر غائبانہ عاشق ہوا اور تمھارے ساتھ شادی کرنے کی نہایت آرزو رکھتا ہے اگر تم اس سے انکار کروگی تو موجب اسکے ملال اور دل شکنی کا ہوگا اور بخدا وہ جوان خوبصورت قابل تمھاری صحبت کے ہی اور بہت ہی درخوش مزاج ہی اگر فرماؤ تو مین اس خوشخبری کو جاکر اس سے کہون میرا بعد وفات اپنے شوہر کے ہرچند ارادہ دوسری شادی کرنے کا نہ تھا لیکن ایسے شخص سے انکار کرنا مناسب نہ جانا مین سُنکر چپ ہورہی اُس جوان بی بی کے دستک دیتے ہی ایک جوان شکیل خوبصورت باشوکت دوسرے کمرے سے نکل آیا مین اسکو دیکھکر بہت خوش ہوئی پھر وہ میرے پاس آکر بیٹھا اور میرے اسکے باہم گفتگو ہونے لگی مین نے اُسکو بہت دانشمند اور بااخلاق پایا پھر قاضی نے آکر ہم دونون کا نکاح پڑھا اور نکاح نامہ لکھکر چار شخصون کی اُسپر گواہی لکھوائی پھر اُس شوہر نے مجھ سے اس امر مین قسم لی کہ نہ تو مین کسی اجنبی کی طرف دیکھون اور نہ کسی سے بات چیت کرون اور اس نے بھی مجھ سے عہد کیا کہ کبھی بیوفائی مجھ سے نہ کرے گا غرض بعد نکاح مین شاہانہ اپنے شوہر کے گھر رہنے لگی ایک مہینے کے بعد مین نے واسطے خرید کرنے کچھ تھان ریشمی کے اپنے شوہر سے اجازت چوک جانے کی مانگی کیونکہ سب بیبیان امیرون کی اسوقت آپ بازار مین جاکر خرید وفروخت کیا کرتی تھین اور یہ امر معیوب

نہ تھا اُسنے فوراً اجازت دی مین دو کنیز اور اُس بڑی بی کو جو مجھے بہانے سے اُس گھر مین لیگئی تھی اور میرے ہی پاس رہتی تھی اپنے ہمراہ لے کر چوک مین بغداد کے گئی جب مین اُس کوچے کیطرف جہان دوکانین بڑے بڑے تاجرون کی تھین پہونچی بڑی بی نے مجھ سے کہا بی بی یہان ایک جوان سوداگر کی دوکان ہے جسکو مین جانتی ہون اُسکی دوکان مین سب قسم کے تھان قیمتی رہتے ہین جیسا چاہوگی ملیگا مین اُسکے ہمراہ اُسی کی دوکان پر کہ جوان خوشرو تھا گئی اُس سوداگر نے بڑی بی سے میری خواہش کا حال دریافت کرکے طرح طرح کے تھان ریشمی نکال کر دکھلائے مین نے ایک پسند کیا اور بواسطہ بڑی بی کے اسکی قیمت پوچھی اُسنے کہا عوض مین اس تھان کے ایک بوسہ اس بی بی سے چاہتا ہون مین نے بڑی بی سے ناخوش ہوکر کہا یہ سوداگر بڑا گستاخ ہے بڑھیا نے جواب دیا بی بی کچھ بُری بات نہین ہے تم سے کچھ گفتگو کرنے کی کہ تمھارے شوہر نے منع کیا ہے نہین درخواست کی وہ تو فقط ایک بوسہ تمھارے رخسار کا چاہتا ہے بیوقوفی سے مین نے بڑی بی کی بات پر عمل کیا پھر وہ بڑھیا اور لونڈیان میرے سامنے کھڑی ہوگئین تا کوئی راہ گیر اس حرکت کو نہ دیکھے مین نے اپنے گال کو برقع سے نکال کر سوداگر کی طرف کیا اُسنے رخسارہ ایسا کاٹا کہ لہولہان ہوگیا اور مین تلملا گئی اور بشدت درد سے مجھے غش آگیا دیر تک مین بیہوش پڑی رہی سوداگر دوکان بند کرکے وہان سے چلدیا جب مین حواس مین آئی رخسارے کو لہولہان پایا مگر اُس بڑھیا اور میری لونڈیون نے جلد میرے گال کو برقع سے ڈھانک دیا تا وہ لوگ کہ دوکان پر جمع ہوگئے تھے اس حال کو نہ دیکھین اُنھون نے جانا صرف ناتوانی سے مجھے غش آگیا میرے ساتھ کی عورتین یہ حال دیکھکر نہایت گھبرائین اور میری تسلی کرنے لگین خصوصاً بڑی بی نے کہا بی بی میرا قصور معاف کرو کہ اس اذیت کا تمھاری باعث مین کمبخت ہوئی اور تم اس نامعقول سوداگر کی دوکان پر میرے ہی سبب سے آئی تھین اب جلد گھر چلو مین تمھارے زخم پر ایسی ایک دوا لگا دونگی کہ تین دن مین بالکل اچھا ہوجائیگا اور ذرا نشان نرہیگا مین بڑی دشواری سے گھر تک پہونچی اور اپنے حجرے مین جاکر درد سے پھر بیہوش ہوگئی مگر بڑی بی کی تدبیر سے مین ہوش مین آکر جلد اپنے پلنگ پر لیٹ رہی شب کو میرا شوہر آیا مجھے سر لپیٹے ہوے دیکھکر سبب پوچھا مین نے اُسکے بہلانے کے لیے کہا میرے سر مین بہت درد ہے اُسنے میرے رخسار کو

زخمی دیکھکر جھنجھلا کر پوچھا کہ یہ زخم کیونکر لگا مین نے ایک بہانہ کر کے کہا مین تھان ریشمی لینے بازار گئی تھی ناگہان ایک مزدور گٹھا لکڑیون کا لیے ہوئے میرے پاس سے نکلا گلی تنگ تھی کھونچا لکڑی کا میرے رخسارے پر لگ گیا شوہر نے برہم ہوکر کہا یہ بات سچ ہی تو مین کل سب لکڑہارون کو پھانسی دلوا دونگا مین نے یہ سنکر افسوس کیا کہ ناحق اسقدر بے قصور قتل کیے جاینگے مین نے کہا ایسا ظلم نہ کرنا شوہر نے کہا سچ بتا تیرا رخسارہ کیونکر زخمی ہوا مین نے کہا ایک کمھار اپنے گدھے کو برتنون سے لادے ہوئے لیے جاتا تھا دھکا گدھے کا مجھے ایسا لگا کہ مین زمین پر گر پڑی اور ایک ٹکڑا شیشے کا میرے گال مین چبھ گیا شوہر بولا اگر یہ کلام سچ ہو تو کل وزیر جعفر سے سب کمھارون کو قتل کراؤنگا مین نے یہ سنکر کہا للہ ایسا کام نہ کیجیو وہ سب بے قصور ہین اُس نے کہا پھر تو سچ کہہ تیرے گال کے زخمی ہونے کا کیا سبب ہی مین نے کہا یہ مین مجھکو ایسی گھومنی آئی کہ مین زمین پر گر پڑی اور رخسارہ میرا چھل گیا پھر اُسنے غضب مین آکر کہا تو بڑی جھوٹی ہی کہانتک تیرا جھوٹ سنون یہ کہکر اُسنے دستک دی تین غلام کمرے کے اندر سے چلے آئے اُسنے اُن غلامونکو حکم کیا کہ ایک میرا سر پکڑے اور ایک پاؤن تیسرا تلوار لیکر حاضر ہو جب تینون غلام حکم بجا لائے میرے شوہر نے اس غلام سے جسکے ہاتھ مین ننگی تلوار تھی کہا اسکو دو ٹکڑے کر ڈال اور لاش اسکی ندی مین لیجا کر ڈال دے

تصویر ضعیفہ کی اپنا سر جوان کے قدمون پر ڈالکر اسکی زوجہ کے حق مین سفارش کرنی

یہ سزا اُس شخص کی ہی جو میرا معشوق ہو کر مجھ سے ایسی خیانت کرے پھر اُس سے بتاکید کہا غلام نے
کہا بی بی یہ آخری تمھارا دم ہی جسکو یاد کرنا ہو یاد کر لو اور جو کچھ کہنا سننا ہو کہہ سن لو مین نے
کہا ایک لمحہ کی فرصت ملے مین خاوند سے کچھ کہا چاہتی ہون لیکن بسبب رونے کے آواز مُنھ سے
نہ نکل سکی شوہر نے ذرا بھی میرے حال پر رحم نہ کیا بلکہ اسطرح ملامت کی کہ اُسکا جواب مین کچھ نہ دیسکی
پھر مین نے چاہا کہ نماز پڑھکر جناب باری مین توبہ کرلون مگر اُسنے فرصت ندی اور غلام کو فرمایا جلد
اسکی گردن مار غلام چاہتا تھا کہ تلوار مجھے مارے اتنے مین وہی بڑی بی جس نے میرے شوہر کو
دودھ پلایا تھا آئی اور اپنے تئین اُسکے قدمون پر ڈال کر چاہا کہ غصہ اُسکا ٹھنڈا کرے میرے شوہر
سے اپنے دودھ پلانے کا واسطہ دیکر کہا تو اسکا قصور معاف کر اور دیر تک اُسکو ایسے نشیب و فراز
سمجھائے کہ اُسکا غصہ کم ہوا چنانچہ اُس نے کہا تیرے کہنے سے مین نے اسکی جان بخشی کی مگر کچھ تنبیہ
کرنا اسکو ضرور ہی تا عمر بھر یاد رہے یہ کہکر غلام کو حکم کیا کہ اُسنے چوب بید سے میرے سینے اور بازو و پر اتنا
مارا کہ مین بیہوش ہو گئی اور وہان کا گوشت اُڑ گیا پھر وہ غلام مجھے ایک حویلی مین لیجا کر چھوڑ آیا چار مہینے
تک مین اُس مین زخمی پڑی رہی اُسی ضعیفہ نے میری مرہم پٹی کی یہانتک کہ مین اچھی ہوئی مگر داغ
اسکے جیسے کل رات آپ نے ملاحظہ فرمائے تھے رہ گئے پھر جب مجھ مین طاقت آئی تو مین نے چاہا
کہ اپنے پہلے شوہر کے گھر مین کہ وہ میرے قبضہ مین تھا جا کر رہون وہان گئی تو اُس گھر کا نشان نہ پایا
اسلیے کہ میرے دوسرے شوہر نے غصے مین اُس کوچے کو جس مین وہ گھر تھا کھدوا کر برابر کروا ڈالا تھا
مین صبر و شکر کر کے اپنی پیاری بہن زبیدہ کے گھر آئی اور اپنی مصیبت کو ظاہر کیا اُسنے میری تسلی کی اور
اپنے ساتھ رکھا اور سمجھایا کہ صبر کر کے میرے پاس بیٹھ رہ اور شوہر کرنے کا خیال نہ کر جب سے مین
اپنی بہن زبیدہ کے پاس رہتی ہون پھر زبیدہ نے حال اُس شہزادے کا جو بسبب حسد اُسکی
دو بہنون کے سمندر مین ڈوب گیا تھا مجھسے بیان کیا اور سبب اُن دونون کے کتیا ہو جانے کا
بھی کہا اور بعد مرنے میری مان کے میری چھوٹی بہن کو بھی کہ اُسکا نام صافی ہے اپنے ساتھ
رکھا چنانچہ وہ اور ہم اب تک اُسی کی خدمت مین رہتے اور پرورش پاتے ہین اور خدا کا شکر
بجالاتے ہین اور اب ہم بدولت اُسکے بکمال آرام سے بسر کرتے ہین اور اپنے گھر کا کام ہم سب
بہنین ملکر آپ کر لیتے ہین کبھی اپنی خوشی سے مین بازار جا کر سودا سلف کر لاتی ہون اور کبھی

صافی جاتی ہی چنانچہ کل مین بازار سے سب اسباب خرید کرکے ایک حمال کے سر پر کہ ظریف
اور حاضر جواب تھا رکھکر لائی تھی اور اُسکو رات بھر اپنے گھر مین رہنے دیا تاکہ وہ اپنی خوش طبعی
سے ہمین خوش کرے شام کے وقت ان تینون قلندرون نے دروازے پر آکر ہم سے مکان کی
درخواست کی ہم نے ترس کھاکر اُنھین بھی اندر بلایا اور شریک طعام و شراب کا کیا اُنکے
سامنے ہم نے گایا بجایا اور وہ ہمارے روبرو گاتے بجاتے رہے اس مابین مین تین سوداگر
موصل کے کہ نہایت معزز اور مکرم معلوم ہوتے تھے ہمارے دروازے پر آئے اور ہم سے
مانند قلندرون کے درخواست شب کے رہنے کی کی ہم نے اُنکی درخواست کو بھی منظور
کرکے اپنے گھر مین جگہ دی اور شریک اپنی محفل کا کیا اگر کوئی شخص اُن مین سے اپنے قول پر
قائم نرہا اور ہمین ناراض کیا اگرچہ ہم قادر تھے کہ اُن سب کو جسطرح سزا چاہتے دیتے لیکن ہم نے
اسی پر اکتفا کیا کہ ہر شخص اپنا حال ہم سے کہے چنانچہ حال ہر ایک کا سُنکر ہم نے اُن سبکو چھوڑ دیا خلیفہ
ہارون رشید یہ حال سُنکر بہت خوش ہوا اور عجائب و غرائب حال سے بہت تعجب کیا اور چاہا کہ
ان تینون قلندرون سے کہ درحقیقت شہزادے تھے سلوک کرے زبیدہ سے پوچھا کہ بی بی تمھین
حال اُس پری کا معلوم ہی جو پہلے تمھین بصورت سانپ پردار کے نظر پڑی تھی کہ وہ کہان رہتی ہی
اور یہ بھی کچھ کہتی تھی کہ کب تک یہ تمھاری بہنین کتیون کے قالب مین رہینگی زبیدہ نے کہا حضور
اُس پری نے مجھے وقت رخصت تھوڑے بال دیکر کہا تھا کہ جسوقت تم ایک بال آگ مین
جلاؤگی مین اگر کوہ قاف کے اُسطرف ہونگی تو بھی تمھارے پاس پہونچونگی خلیفہ نے کہا وہ بال
کہان ہین زبیدہ نے صندوقچہ کھولکر پڑیا اُن بالونکی نکالی اور خلیفہ کے ملاحظہ مین لائی خلیفہ نے کہا
چاہتا ہون کہ اُس پری کو مین بھی دیکھون زبیدہ نے اُس پڑیا کو آگ مین ڈالدیا بمجرد جلنے بالون کے
دفعۃً محل جنبش کرنے لگا اور فوراً وہ پری پوشاک بہت عمدہ پہنے ہوئے خلیفہ کے روبرو حاضر ہوئی
اور خلیفہ سے کہا مین حاضر ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن زبیدہ نے میرے ساتھ بڑا سلوک کیا ہے
مین اُسکی بہت ممنون ہون اور مین نے اُسکی بہنونکو کہ اُسکے ساتھ برائی کی تھی کتیا بنا ڈالا اگر آپ کی
مرضی ہو تو مین اب انکو پھر بشکل اصلی بنا دون خلیفہ نے کہا اگر انکو بصورت اصلی بنا دے تو
مین تیرا کمال ممنون ہونگا اور ایک امر کی اور درخواست تجھسے رکھتا ہون ایک شخص نے

اپنی زوجہ پر بڑا ظلم کیا اور اسقدر مارا کہ اُسکا سینہ اور بازو مارے داغون کے سیاہ ہو رہے
ہین اور اُسکا گھر کہ اُس نے اپنے پہلے شوہر سے میراث پایا تھا کھدوا کر زمین کے برابر کر دیا اور
سب اثاث البیت اُس بی بی کا ضبط کر لیا مجھے بڑا افسوس ہے کہ میری حکومت مین ایسا کون بدذات
ہے کہ باعث ایسے ظلم کا ہوا یقین ہے کہ تم اُس شخص کو جانتی ہو پری نے کہا مین ابھی دونون
کتیون کو بصورت اصلی بنا کے دیتی ہون اور اُس بی بی کے داغون کو بھی سطرح اچھا کر دون گی کہ
پھر ذرا اثر زخمون کا معلوم نہ ہوگا اور اُس شخص کا نام جسنے اس بی بی کو مارا ہے آپکو بتا دون گی پھر خلیفہ
نے جلدی سے اُن دونون کتیون کو زبیدہ کے گھر سے بلا لیا پری نے ایک پیالہ پانی کا منگوا کر
اُسپر کچھ الفاظ کہ مطلق نہین سمجھائی دیتے تھے پڑھے اور تھوڑا سا پانی اوپر امینہ اور ان دونون
کتیون کے چھڑکا وہ کتیان فی الفور اپنی اصلی صورتون مین کہ نہایت خوبصورت تھین آگئین اور
داغ امینہ کے بدن سے بالکل جاتے رہے پھر اُس پری نے کہا اے امیر المومنین اب مین
نام شوہر کا اس بی بی کے بتاتی ہون وہ شہزادہ امین چھوٹا بیٹا آپ کا ہے اس بی بی کے

تصویر دربار خلیفہ مین پری کے آنے کی اور کتیون کو بصورت اصلی بنانے کی

حسن و جمال کو سنکر غائبانہ عاشق ہوا تھا اور اُسکو بہانے سے اپنے گھر بلا کر اُس کے ساتھ شادی کی اور بعد شادی لغزش اُسکے سخن مین دیکھکر سزا دینے کے لیے مارا اور وہ محض مقصور تھی یہ کہکر وہ پری غائب ہوگئی خلیفہ یہ باتین سنکر نہایت متعجب ہوا اور اپنے بیٹے امین کو کہلا بھیجا کہ محبوب حال شادی کرنے کا امینہ کے ساتھ اور سبب اُسکے رخسارے کے زخم کا معلوم ہوا شہزادہ امین یہ سنکر شرم سے خلیفہ کے حضور مین حاضر ہو سکا مگر خلیفہ نے کہلا بھیجا کہ اُس بی بی کو کہ نہایت پاکدامن ہے لیجا کر اپنے محل مین بصد عزت و حرمت رکھ چنانچہ شہزادہ امین امینہ کو بڑے اعزاز و اکرام سے لیگیا اور ہمیشہ پیار و اُلفت سے دونون نے اوقات بسر کی اور خلیفہ زبیدہ کو کہ اُسپر فریفتہ تھا اپنے عقد مین لایا اور صافی اور دونون بہنین سگی زبیدہ کی شادی ان تینون قلندرونکے ساتھ کردی اور ہرایک کے لیے محل عالیشان بغداد مین بنوا دیے اور اُنکو مشیر اور مدار المہام سلطنت کا کیا چنانچہ وہ تینون قلندر بدولت اُس بادشاہ رحم دل قدرشناس کے بقیۃ العمر کمال آرام سے بسر کرکے اُسکی شکرگزاری اور ثنا خوانی مین رہے

قصہ سندباد جہازی کا

ملکہ شہرزاد نے شہریار کو قصہ تین قلندر اور زبیدہ کا تمام سنا کر شہریار سے کہا کہ عہد سلطنت خلیفہ ہارون رشید مین جسکا ذکر قصہ سابق مین ہو چکا ایک غریب مزدور ہندباد نام بغداد مین رہتا تھا ایکدن گرمی کے موسم مین بھاری بوجھ سر پر اُٹھائے ایک جانب سے شہر کی دوسری جانب کو لیے جاتا تھا مسافت بعیدہ سے اثنائے راہ مین تھک کر سستانے کے لیے اپنا بوجھ ایک کوچہ مین کہ اُسکا فرش گلاب سے چھڑکا ہوا تھا اور ٹھنڈی ہوا اُس مین آتی تھی اُتارا اور متصل ایک بڑے عالیشان مکان کے کہ وہان ہوائے سرد اور خوشبو اقسام عطریات کی آتی تھی بیٹھ گیا اور ایک طرف سے اس محل کے راگون کی خوش آوازاور سازون کی صدائے دلکش آتی دوسری طرف سے نغمے بلبلان ہزار داستان اور جانوران خوش الحان کے سنائی دیتے اور خوشبو اقسام طعام اور رنگ برنگ کھانون لذیذ اور نفیس کی بھی اُسکے مشام مین پہونچتی تھی ان سب امور سے اُسکو معلوم ہوا کہ شاید اس مکان مین سامان بڑی ضیافت کا ہو رہا ہے اُس نے مشتاق ہو کر چاہا کہ سب حال دریافت کرے کہ یہ محل کسکا ہے اور اسمین کون بڑا امیر رہتا ہے اور اُس مزدور کا گذر ٦

سوا اُسدن کے اُس جا پر نہین ہوا تھا آخر اُسنے خادمان محل سے کہ پوشاکین نفیس پہنے ہوئے دروازے پر کھڑے تھے پوچھا کہ مالک اس گھر کا کون ہے اُنھون نے کہا تعجب ہے کہ تو بغداد کا رہنے والا اتنا نہین جانتا کہ یہ گھر سندباد جہازی کا ہے اُس نے تمام دریاؤن جہان کا سفر کیا اسی سبب سے وہ جہازی مشہور ہوا اُسکو خدا نے لاکھون کرورون کا مقدور دیا ہے مزدور نے یہ حال سنکر نہایت تعجب کیا اور آسمان کی طرف دیکھکر باآواز بلند کہا اے قادر مطلق کیا فرق ہے سندباد مین اور مجھ مین کہ ہندباد ہون اور تمام دن بڑی محنت اور مشقت سے روٹی جو کی اپنے اہل و عیال کے لیے پیدا کرتا ہون اور سندباد اس عیش و عشرت سے بسر کرتا ہے اُسنے کیا ایسا کام کیا کہ اُسکا نصیب ایسا بڑھا یا اور مین نے کیا ایسا قصور کیا کہ موجب میری بدنصیبی کا ہوا پھر اُسنے جھنجھلا کر ایک ٹھوکر زمین پر ماری اور اپنی بدقسمتی پر افسوس کرنے لگا اتنے مین ایک خدمتگار اُس محل کا آیا اور بازو اُسکا پکڑکر کہا میرے ساتھ چل سندباد ہمارے آقا نے تجھے بلایا ہے ہندباد ڈر گیا کہ شاید سندباد میری تقریر سنکر خفا ہوا اب مجھے سزا دینے کے واسطے بلاتا ہے عذر کرنے لگا کہ میرا بوجھا یہان پڑا ہے کیونکر اُسے چھوڑکر جاؤن خدمتگار نے کہا تو ڈر نہین ہم بوجھے کی حفاظت کرین گے آخر سندباد مجبور ہوکر اُسکے ہمراہ ہوا خدمتگار اُسے ایک بڑے وسیع دالان مین لیگیا اس مین گرد دسترخوان کے بہت آدمی بیٹھے تھے اُس دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے دیکھے اور صدر مین اُس حلقہ کے ایک امیر کبیر متبرک صورت کہ سفید ڈاڑھی اُسکی چھاتی تک لٹکتی تھی بیٹھا تھا اور اُسکی پشت کی طرف ایک گروہ خدمتگار ونکا دست بستہ کھڑا تھا مزدور اسقدر سامان دیکھکر ڈر گیا اور جھک کر سندباد کو سلام کیا سندباد نے جواب سلام کا دیکر اسے اپنے پاس اپنی داہنی طرف بٹھایا اور اچھے اچھے کھانے اپنے ہاتھ سے اُٹھاکر اُسکے آگے رکھے اور بہت نفیس شراب اُسے پلائی سندباد نے بعد فراغت تمام ہندباد سے موافق دستور عرب کے پوچھا بھائی تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا ہندباد سندباد نے کہا مین اور یہ سب اہل محفل تمکو دیکھکر کمال خوش ہوئے اب مین چاہتا ہون کہ تمھارے منہ سے اُس بات کو جو تم نے گلی مین بیٹھکر کہی تھی سنون اور وجہ یہ تھی کہ اُسنے دروازے سے اُن باتون کو ہندباد سے سنا تھا اور اسی لیے اُس کو بلوا بھیجا تھا ہندباد نے شرماکر

کہا اُسوقت مین بسبب خستگی کے اپنے ہوش مین نہ تھا شاید کچھ کلام نا مناسب میری زبان سے نکلے ہون اب اعادہ کرنا اُسکا محض بے ادبی ہوا اُمیدوار ہون کہ گستاخی میری معاف ہو سندباد نے کہا یہ مین بے انصاف نہین کہ اُن باتون کا مواخذہ کرون بلکہ مجھے تیرے حال پر رحم آیا اور تیری صورت دیکھکر اور شکایت سُنکر مجھکو بڑی رقت ہوئی مگر بھائی تو نے غلط سمجھکر شکایتین کین تو جانتا ہوگا کہ مجھے بے مشقت یہ دولت حاصل ہوئی سو بخبر ہے مین نے بہت بڑی بڑی مصیبتین اور آفتین دریا اور خشکی کی اُٹھائین تب خدا نے مجھے اس رتبے کو پہونچایا پھر سندباد نے خطاب اُن سب جماعت کی طرف کرکے کہا صاحبو مجھ پر ایسے عجیب و غریب حوادث سالہا سال گذرے ہین کہ جسکو سُنکر نہایت متحیر ہو گے سات سفر دریا کے مین نے واسطے حصول اس دولت کے کیے اور ہر ایک سفر مین بڑی بڑی بلاؤن مین مبتلا ہوا اگر اجازت ہو تو مین اُسکو تمھارے روبرو بیان کرون پھر سندباد نے اپنے نوکرون سے کہا کہ ہندباد کے بوجھ کو جہان کہین وہ کہے پہونچا دو اُنھون نے فوراً وہ بوجھ اُسکے مالک کے گھر پہونچا دیا سندباد نے اپنے پہلے سفر کا حال اس طرح بیان کرنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے پہلے سفر کا

اے دوستو مین نے جو دولت و املاک اپنے باپ کے ترکے سے پائی تھی عالم شباب مین عیاشی کرکے سب خرچ کر ڈالی بعد اُسکے اپنی بیوقوفی پر کمال نادم ہوا اور بہت افسوس کیا کہ محتاجی سے گور مین جانا بہتر ہے آخر بقیہ میراث سب بیچ ڈالی اور تجار دریاؤن کے پاس جاکر مشورہ کیا اُنھون نے مجھے صلاح نیک دی مین جلد اسباب تجارت سول لیکر ہمراہ اُن تاجرون کے بندر بانسرہ کو گیا اور وہان سے جہاز کرایہ کرکے سوار ہوا اور جہاز کا وہان سے لنگر اُٹھا دریا ے پارس سے کہ داہنی طرف عرب کے اور بائین طرف ملک پارس کے ہے ہند کی طرف جانب مشرق چلے اُس دریا کا تخمیناً ستر میل عرض اور دو ہزار پانسو میل طرف جزیرے وتواق کے طول تھا اور ایک جانب مشرق ملحق دریاے شور سے اور دوسری جانب دریاے ابا سین سے ملی ہوئی ہین اوائل مین کتنے دنون تک مبتلا امراض دریا

کار رہا پھر بالکل اچھا ہوگیا اثنا ے راہ مین گذر کئی جزیرون مین پڑا اور ہم نے اپنے اسباب کو جا بجا بیچا اور بتدیل کیا ایک دن ہمارا جہاز سب پالون پر جاتا تھا ناگہان ایک جزیرہ پانی پر سرسبز اور بہت خوبصورت نظر آیا کپتان نے خلاصیون کو حکم دیا کہ سب پالین جہاز کی اُتار ڈالو اور ہم سب کو اجازت دی کہ جسکے جی مین آئے اُس جزیرے مین جائے چنانچہ کئی تاجر اور مین مشتاق ہوکر اپنا اپنا کھانا لیکر اس مین گئے اس جزیرے نے کئی بار جنبش کی جہاز کے آدمیون نے ہمین بلایا کہ جلد جہاز پر چڑھ آؤ ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اسواسطے کہ جسے جزیرہ تصور کیا تھا وہ پیٹھ بڑی مچھلی سمندر کی ہی ہم سب مضطر ہوئے جو ہم مین چالاک تھے وہ جلد ہنسوئیون پر کود کر سوار ہوئے اور کتنے پیر کر جہاز پر چڑھ گئے مگر مین تنہا پیٹھ پر اُس مچھلی کے رہ گیا یہان تک کہ وہ غوطہ مار کر دریا مین چلی گئی مین اُس لکڑی کو جسے جلانے کے لیے لایا تھا ہاتھ مین لیے ہوئے سطح پانی پر رہ گیا تھوڑی دیر کے بعد کپتان وہان سے لنگر جہاز کا اُٹھاکر روانہ ہوا مین تمام دن اور رات پانی مین بہا کیا دوسرے دن مین بے طاقتی سے قریب تھا کہ ڈوب جاؤن ناگہان ایک لہر نے مجھے کنارے پر ڈالدیا بڑی مشکل سے مین خشکی مین پہونچا اور بیدم ہوکر مردے کی طرح گرا یہانتک کہ دن ہوا مین بھوک کی بیتابی سے گھٹنیون چلکر ایک چشمہ خوشگوار پر پہونچا میوے جو درختون سے ٹوٹ کر گرد چشمے کے پڑے تھے خوب پیٹ بھر کر کھائے اور چشمہ سے پانی پیا تھوڑی دیر مین طاقت چلنے پھرنے کی آئی اُس جزیرے مین ادھر اُدھر پھرنے لگا ایک میدان مین جاکر دور سے ایک گھوڑا چرتے دیکھا مین اُدھر کو روانہ ہوا اچھائی بُرائی وہان کی کچھ معلوم نہ تھی بہرکیف وہان پہونچکر گھوڑے کو میخ سے بندھا ہوا دیکھکر اُسکی خوبصورتی دیکھ رہا تھا کہ پہلے آواز آدمی کی زمین کے اندر سے آئی پھر وہ آدمی جلد باہر نکل آیا اور پوچھا تو کون ہے مین نے اپنی تباہی کا حال ظاہر کیا وہ مجھے تہ خانہ مین جہان اور بہت آدمی تھے لے گیا وہ سب مجھے دیکھکر متعجب ہوئے جیسا مین اُنکو دیکھکر متحیر ہوا پھر مین نے کھانا کہ اُنھون نے دیا تھا کھایا اور اُن سے پوچھا کہ تم سب اس ویرانے مین کیون آئے ہو اُنھون نے کہا ہم سائیس ہین مہاراج کے جو اس جزیرے کا حاکم ہی ہر سال انھین دنون ہم گھوڑیان مہاراج

کی لیکر واسطے لینے تخم گھوڑون دریائی کے یہان آتے ہین اور گھوڑیون کو کنارے دریا کے باندھ
دیتے ہین جب دریائی گھوڑا دریا سے نکل کر گھوڑی کے ساتھ جفتی کرکے چاہتا ہے کہ اُسکو ہلاک
کرڈالے تب ہم تہخانے سے نکل کر شور و غل کرتے ہین وہ گھوڑا سمندر مین بھاگ جاتا ہے
اور جب گھوڑی گابھن ہو جاتی ہے ہم اُسکو لے کر شہر مین جاتے ہین اُسکے بچے کو بچھیرا
دریائی ہر شخص کہتا ہے وہ بچہ خاص سواری مین مہاراج کی رہتا ہے کل کے دن ہم سب
یہان سے جاوینگے مین نے کہا مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا وہ لوگ مجھسے بات چیت کر رہے
تھے کہ گھوڑا دریا سے نکلا اور گھوڑی کے ساتھ جفتی کرکے چاہتا تھا کہ اُسے ہلاک کرے دفعۃً
اُنھون نے شور و غل ایسا مچایا کہ وہ بھاگ کر دریا مین ہو رہا دوسرے دن وہ سب گھوڑیون
کو لیکر شہر مین آئے مین بھی انکے ساتھ گیا جب وہ لوگ مجھے مہاراج کے روبرو لے گئے
اُسنے میرا حال سنکر بہت افسوس کیا اور اہلکارون سے فرمایا اس شخص کو اچھی طرح
سے رکھو اونھون نے مجھے بہت آرام سے رکھا مین تجارت پیشہ تھا ہی اکثر صحبت
سوداگرون سے رکھتا تھا اور ہر ایک تازہ وارد سے جو اس بندر مین آتا حال بغداد کا
پوچھا کرتا کہ کسی ایسے سے ملاقات ہو کہ اُسکے ساتھ بغداد کو جاؤن شہر مہاراج کا وسیع اور
بہت خوبصورت تھا ہر روز جہاز ملکون کے وہان آیا کرتے تھے اور مین اکثر ہند کے
لوگون سے ملاقات کرتا اس ضمن مین حاکمون اور سرداروں اور ملکون سے کہ خراج گذار
مہاراج کے تھے اور اکثر وہان آتے جاتے ملاقات میری ہوئی وہ سب ہمارے ملک کا
روبرو پوچھا کرتے اور مین وہان کے ملکون کے حال اور عجائب و غرائب اُن سے پوچھتا
چنانچہ مہاراج کی قلمرو مین ایک جزیرہ کسیل نام تھا مین نے سنا کہ وہان تمام رات آواز
نقارے کی آیا کرتی ہے اہل جہاز سے معلوم ہوا کہ اُس جزیرے مین دجال کر آخر زمانہ مین خروج
کریگا رہتا ہے مین اُس جزیرے کا مشتاق ہو کر دیکھنے گیا سفر مین مین نے سو سو اور دو سو
ہاتھ کی مچھلی دیکھی جنکے دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا لیکن وہ ایسی وحشی تھین کہ فقط تختے
کی آواز سے بھاگ جاتین اور ایک قسم کی مچھلی اور دیکھی کہ اُسکا منھ مانند اُلو کے تھا
اور طول مین ایک ہاتھ ایک دن مین لنگر گاہ مین اس شہر کے کھڑا تھا کہ

ایک جہاز کا وہان لنگر ہوا اور سب تاجر اپنے اسباب کی گٹھریان جہاز سے اُتار کر شہر مین واسطے بیچنے کے لانے لگے ناگہان میری نظر ایک گٹھری پر پڑی کہ اُسپر میرا نام لکھا تھا مین نے اُسے پہچانا کہ یہ وہی گٹھریان ہین جنکو مین نے بانسرہ مین جہاز پر لادا تھا پھر مین کپتان کے پاس کہ مجھکو ڈوبا جانتا تھا گیا اور اُس سے پوچھا کہ وہ گٹھریان کس سوداگر کی ہین اس نے کہا کہ ہمارے ساتھ ایک سوداگر بغدادی سندباد نام بانسرہ سے سوار ہوا تھا پھر اُس نے اس جزیرے مین اُترنے کی کہ حقیقت مین وہ مچھلی تھی اور میرے ڈوب جانے کی کیفیت سب بیان کی اور حسرت سے کہا کہ وہ ڈوب گیا یہ گٹھریان اُسکی ہین اب انکو اس جزیرے مین بیچونگا اصل اور نفع اسکا بعد پہونچنے بغداد کے اُسکے وارثون کو دونگا مین نے کپتان سے کہا وہ سندباد مین ہون اور گٹھریان میری ہین کپتان نے کہا سبحان اللہ کیونکر مین اعتبار کرون کہ تو سندباد ہے مین نے بچشم خود دیکھا تھا کہ وہ دریا مین ڈوب گیا اور بہت آدمی گواہ ہین اب تو نے اپنے تئین جعلی سندباد قرار دیا تب مین نے سب اپنا حال اول سے آخر تک بیان کیا کپتان نے پہلے تو تعجب کیا پھر بغور مجھے دیکھکر پہچانا اور دوسرے تاجرون نے بھی مجھے پہچان کر گواہی دی کہ سندباد یہی ہے پھر مجھے سب مبارکباد دینے لگے اور کپتان نے مجھے گلے لگا کر کہا الحمد للہ کہ تو نے بڑے صدمے سے نجات پائی تجھے زندہ پاکر مین نہایت خوش ہوا فی الحقیقت یہ تیرا مال ہے اپنی گٹھریون کو گن لے تجھے ان کے بیچنے اور بدلنے کا اختیار ہے مین نے کپتان کی دیانت اور امانت کی بہت تعریف کرکے کہا اس مال سے تھوڑا سا تم بھی لو مگر اسنے نہ لیا سب میرے حوالے کیا پھر مین نے اُن گٹھریون سے بہت اچھی اور قیمتی چیزین انتخاب کرکے مہاراج کی خدمت مین گذرانین مہاراج نے پوچھا تو نے اس اسباب کو کہان سے پایا مین نے اُس سے حال اپنی گٹھریون کے پانے کا مفصل عرض کیا وہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور میرے اسباب کو قبول کیا اور اسکے عوض مجھے بہت کچھ عطا کیا پھر مین رخصت ہوکر اپنے قدیم جہاز پر سوار ہوا اور باقی جنس اپنی اُس ملک کی اجناس سے کہ صندل کافور آبنوس جائپھل لونگ مرچ سیاہ پیپل وغیرہ کرانہ تھا تبدیل کیا اور وہان سے روانہ ہوکر اور جزیرون مین گیا آخر کار

بندر بصرہ مین پہونچکر جہاز پر سے اُترا پھر خشکی کے راستے یہان آیا اس سفر مین مجھے ایک لاکھ ریال نفع مین پیدا ہوئے اپنے اقربا اور دوستون سے ملاقات کرکے خوش ہوا بہت لونڈی غلام اور بڑی حویلی وغیرہ اشیا عمارت اور ریاست کے مول لیکر بکمال عیش و آرام رہنے لگا یہان تک کہ وہ شدائد سفر بھول گیا سندباد نے اپنا حال یہانتک بیان کرکے قوالون اور مطربون کو گانے بجانے کے واسطے حکم کیا اُنھون نے گایا بجایا پھر باہم کھانے پینے کا جلسہ رہا جب رات کو وقت برخاست آیا سندباد نے ایک تھیلی سو ریال کی منگواکر ہندباد مزدور کو دیکر کہا اب تم اپنے گھر جاؤ دوسرے دن اسی وقت میرا حال سُننے کے واسطے پھر یہان آنا ہندباد سندباد کی محبت اور ایک سو ریال سے کہ کبھی آنکھ سے نہین دیکھے تھے نہایت خوش ہو کر اسکی شکرگزاری کرکے اپنے گھر آیا اور سب حال اپنی بی بی اور بچون سے ظاہر کیا وہ سب شکر خدا بجا لائے دوسرے دن ہندباد اچھی پوشاک پہنکر پھر سندباد کے گھر آیا وہ بہت خوش ہوا اور مسکراکر خیر و عافیت پوچھی پھر سب رفیق اور مہمان سندباد کے جمع ہوئے دسترخوان کھانون کا موافق معمول کے چنا گیا سب کھانا کھانے بیٹھے پھر بعد فراغت سندباد نے اپنے دوسرے سفر کا حال اس طرح کہنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے دوسرے سفر کا

صاحبو ایسی مصیبت پہلے سفر مین مجھپر پڑی کہ مین نے اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ پھر کبھی نام سفر کا نہ لون اور آرام سے بغداد مین بسر کرون مگر بسبب بیکاری کے آخر اُکتا گیا چاہا کہ پھر سفر کرکے نئے شہرون کی سیر کرون اور سفر دریا مین عجائب و غرائب زمانے کے دیکھون یہ ارادہ کرکے مین نے اجناس تجارت مناسب مول لین اور اُن تاجرون کے ساتھ جنکی دیانت اور امانت پر اعتماد تھا ہمراہ ہو کر ایک اچھے جہاز پر سوار ہوا اور ہم سب نے خدا پر توکل کرکے جہاز کا لنگر اُٹھایا اثنائے راہ مین جزیرون کی سیر کرتے اور اسباب تجارت کو بیچتے بدلتے جاتے تھے ایک دن ہم ایک جزیرے مین کہ سرسبز درختون اور میوہ دار سے بھرا تھا جہاز سے اُتر گئے مگر وہ جگہ بالکل ویران تھی کوئی آدم زاد اس مین دکھائی نہ دیا میرے ساتھی سب میوون کو توڑ کر جمع کرتے تھے اور مین چھوٹے سے چشمہ پر کہ سایہ مین درختون کے جاری تھا بیٹھ گیا

اور کھانا کہ ساتھ تھا کھانے لگا اور بعد کھانے کے شراب پیکر اُس چشمہ پر سو رہا آخر جب بیدار ہوا کہ جہاز وہان سے بہت دور نکل گیا تھا ہمراہیون سے کسی کو نہ پایا اسوقت کے اضطراب کا حال مین بیان نہین کر سکتا قریب تھا کہ فرط تنہائی و غم سے میری جان فنا ہو جاتی ہائے ہائے کرکے رونے لگا اور اپنا سر پیٹ کر زمین پر گرا اور ہزارون لعنت ملامت اپنے تئین کرتا رہا کہ مصیبتین پہلے سفر کی کیا کم تھین کہ دوسرا سفر تو نے کیا آخر خدا کو یاد کرکے اُٹھا لیکن سخت تحیر کہ کیا کرون اور کہان جاؤن کیونکہ سوا پانی اور آسمان کے ہر چہار طرف کچھ اور دکھائی نہین دیتا تھا بعد دیر کے خشکی مین ایک چیز بہت بلند و سفید دور سے مجھے دکھائی دی مین اُس شے کی طرف روانہ ہوا نزدیک پہونچکر دیکھا کہ وہ بطور گنبد کے گول در بڑی ایک شے ہے اور چھونے سے بہت چکنی اور پھسلونی معلوم ہوئی پھر مین گرد اُس گنبد کے پھرا کہ شاید دروازہ نظر پڑے مگر وہ چارون طرف سے بند تھا اور دور اُسکا قریب پچاس قدم کے تھا اتنے مین آفتاب قریب غروب کے ہوا ہر چہار طرف تاریکی معلوم ہونے لگی مین سخت حیران ہوا اور ایک چڑیا کو کہ بہت بڑی تھی دیکھکر زیادہ مجھے حیرت ہوئی وہ میری جانب کو اڑتی آتی تھی اسوقت مجھے جہازیون کا کہنا یاد پڑا کہ ایک چڑیا رُخ نامے بہت بڑی ہوتی ہو ہندی مین اُسے گرور کہتے ہین مین نے قیاس کیا یہ گول سفید شے گنبد نا اُسکا انڈا ہے آخر سوچنا میرا صحیح ہوا وہ چڑیا انڈا سینے کے واسطے وہان آئی تھی اور وہ گنبد اُسکا انڈا تھا ایک پنجہ اُس کا میرے پاس آکر پڑا ہر ناخن اُسکا مانند بہت بڑے درخت کی جڑ کے تھا مین نے اپنے تئین اُسکے ناخن مین پگڑی سے خوب مضبوط باندھا اور خیال کیا کہ کل جسوقت یہ رُخ یہان سے اُڑے گا مجھے کسی طرف لیجائیگا غرض دوسرے دن وہ وہان سے اُڑکر اسقدر بلند ہوا کہ زمین مطلقًا مجھے دکھائی نہ دیتی تھی پھر وہ ایک ہی لحمہ مین کسی صحرا کی طرف جاکر اترا مین جلد اُسکے پانون سے الگ ہوا وہ ایک بڑے اژدہے پر جا گرا اور اپنی چونچ مین داب کر لے اڑا وہ جگہ جس مین رُخ نے مجھے چھوڑا بہت گہرا درہ کوہ کا تھا اور چار دن طرف اُسکے بہت بڑے بڑے پہاڑ تھے کسی بشر کا مقدور نہ تھا کہ اُسپر چڑھ سکے یہ جگہ اول سے زیادہ مہالک تھی مین نے وہان چارون طرف الماس کے ٹکڑے دیکھے بعضے اتنے بڑے

کہ مین حیران ہوا اور بڑے بڑے ٹکڑے الماس کے جمع کر کپڑون مین مین نے باندھے مگر
اژدہے وہان بکثرت تھے اور اسقدر بڑے کہ چھوٹا اُنکا بہت بڑے ہاتھی کو بے تکلف نگل جاتا
مین اُس خوشی کو جو ہیرون کے ملنے سے مجھے ہوئی تھی بھول گیا دن بھر سب سانپ رُخ کے
خوف سے غارون مین پہاڑون کے چھپے رہتے رات کو نکل کر پھرتے مین دن بھر جنگل مین پھرا
کیا اور جہان اچھی جگہ پاتا بیٹھ کر سستاتا جب آفتاب غروب ہوا تب مین ایک چھوٹے
سے غار مین جا کر چھپا اور منھ کو اُسکے پتھرون سے مضبوط بند کیا فقط روشنی کے لیے ذرا سا
سوراخ رہنے دیا اور کھانا نکال کر کھانے لگا اتنے مین سانپون نے نکلنا اور
بولنا شروع کیا ان کی خوفناک آوازین سنکر رات بھر مجھے نیند نہ آئی.

تصویر اس پہاڑ کی جس مین ہیرے کی کان تھی اور بڑے اژدہون کی

یہانتک کہ دن ہوا سب سانپ غارون مین گھس گئے مین باہر نکلا اور تھوڑا سا کھانا کھا کر لیٹ رہا پھر ذرا آنکھ لگنے کے ایک چیز میرے نزدیک آ پڑی مین جاگ اُٹھا جب بغور دیکھا تو ایک بڑا لوتھڑا تازے گوشت کا نظر آیا پھر تو چارون طرف پہاڑون کے اوپر سے بڑے بڑے ٹکڑے گوشت کے اُس جگہ گرنے لگے مین حیران ہوا تھوڑی دیر کے بعد مجھے زبانی جہازیون کے سُنی ہوئی یہ بات یاد آئی کہ ایک جا پر ہیرے کی کھان ہے اور سوداگر پہاڑون پر جا کر اُس حیلے سے ہیرون کو لاتے ہین مجھکو اُس وقت یقین ہوا وہ حیلہ یہ ہے کہ سوداگران پہاڑون پر اُس موسم مین جاتے ہین جن دنون گدھ اور کرگس انڈے بچے دیتے ہین اور بڑے بڑے ٹکڑے گوشت کے نیچے کو پھینکتے ہین اور اُن ٹکڑون مین بسبب نرم ہونے کے پارہاے الماس چمٹ جاتے ہین پھر بڑے بڑے گدھ وہ ٹکڑے پہاڑ کی چوٹی پر اپنے آشیانون مین لیجا کر بچون کو کھلاتے ہین اور سوداگران کے آشیانون سے وہ ٹکڑے لے لیا کرتے ہین اس حیلے سے ریزہاے الماس اوس درہ پہاڑ سے ہاتھ لگتے ہین اور وہ درہ کوہ کا ایسا عمیق اور بید صف تھا کہ ہرچند مین نے فکر کی مگر کہین راہ نکلنے کی نہ پائی وہ لوتھڑا گوشت کا دیکھکر مجھے تسلی ہوئی پھر مین نے اپنے چمڑے کے توشہ دان مین بڑے بڑے ٹکڑے الماس کے چنکر بھرے اور ایک بڑا ٹکڑا گوشت کا اپنے تمام بدن پر لپیٹ کر دستار سے مضبوط باندھا اور توشہ دان کو بحفاظت کمر سے باندھکر اپنے تئین زمین پر ڈال دیا تھوڑی دیر مین گدون نے پہاڑ پر سے اُس جگہ اُترنا شروع کیا اور ایک بہت بڑا گدھ اس پارہ گوشت کو جسے مین نے اپنے جسم پر لپٹا تھا اپنے پنجون مین پکڑ کر اُڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر سے جا کر اپنے آشیانے مین رکھا سوداگر نے غل مچایا گدھ اُڑ گیا ایک تاجر آیا اور مجھے دیکھکر مجھ سے قضیہ کرنے لگا مین نے کہا تم جمعی رکھو جس قدر ہیرے پاس میرے ہین وہ سب اپنے سمجھو مین اُن کو درہ سے انتخاب کر لایا ہون اس چمڑے کی تھیلی مین موجود ہین دیکھ لو یہ کہکر وہ تھیلی اُنھین دکھائی اتنے مین تمام تاجر گرد میرے جمع ہو گئے اُن سے بھی مین نے یہی حال ظاہر کیا اور وہ حیلہ جس سے مین وہان پہونچا تھا کہہ سُنایا اُنھون نے بہت تعجب کیا پھر مجھے اپنے ہمراہ وہان لے گئے جہان وہ سب رہتے تھے اور میرے ہیرے دیکھکر متعجب ہو کر

کہنے لگے کہ اتنے بڑے ہیرے آجتک ہم نے کہین نہین دیکھے آخر مین نے اُس تاجر سے جسکے
مکان مین آیا تھا کہا اس مین سے جس قدر چاہو لے لو اُسنے کہا مین نہ لونگا مگر جب مین نے
بہت مبالغہ کیا اُسنے ایک بڑا ہیرا اور کئی چھوٹے چھوٹے لے لیئے اور کہا یہ میری تمام عمر کو
کافی ہین وہان معمول تھا کہ ہر ایک سوداگر ایک ایک دو دو آشیا نے گدون کے
اپنے واسطے ہیرے تلاش کرنے کو مقرر کرلیتا تھا دوسرے کے آشیا سے لینے سے سروکار نہ رکھتا
تھا پھر اُس رات کو مین اُن سب تاجرون کے ساتھ سو رہا اور اپنے حال کو دوبارہ ظاہر
کیا اور ایسی آفتون سے بچ کر بے حد خوش ہوا دوسرے دن سب تاجرون کے ہمراہ
جزیرہ ٔ روحا مین آیا اثنائے راہ مین اژدہون سے کچھ ہمین ضرر نہین پہونچا جزیرہ روحا
مین ایک درخت سے کافور نکلتا ہے اُسکی ایک شاخ چھری سے شگافت
کر دیتے ہین اُس مین سے عرق بہکر ایک ظرف مین جمع ہو کر جم جاتا ہے وہی کافور کہلاتا ہے
پھر وہ شاخ مرجھا کر خشک ہو جاتی ہے اور وہ درخت اتنا بڑا ہے کہ سو آدمی اُسکے سایے
مین بخوبی بیٹھ رہین اور اُس جزیرے مین گینڈا ہاتھی سے چھوٹا اور بھینسے سے بڑا پیدا
ہوتا ہے اُسکی ناک پر ایک سینگ ایک ہاتھ کے برابر اندر سے ٹھوس ہوتا ہے اور اُس سینگ
کے اوپر سفید خط مشابہ تصویر انسان کے دکھائی دیتے ہین وہ گینڈا اکثر ہاتھی کے شکم مین
سینگ چبھوکر اُسکو سر پر اُٹھا لیتا ہے مگر بسبب لہو اور چربی کے کہ ہاتھی کے شکم سے بہکر
اُسکی آنکھون پر پڑتی ہے اندھا ہو جاتا ہے پھر اسی حالت مین رُخ آکر اُس گینڈے کو
ہاتھی سمیت پنجون مین پکڑے جاتا ہے اور اپنے بچون کو کھلاتا ہے پھر مین جزیرہ روحا سے اور
بہت جزیرون مین گیا اور اپنے ہیرون سے اسباب تجارت کا بہت قیمتی جو پیدا اُن ملکون
مین تھا بدلا اور اسی طرح بہت سے شہر اور بنادر مین ہو کر بانسرہ مین اور وہان سے
بغداد کو پہونچا اور فقیرون محتاجون بغداد کو بہت دولت خیرات مین دی جب سند باد
اپنے دوسرے سفر کا حال بیان کرچکا اس نے ایک سو ریال ہند باد کو دے کر رخصت
کیا اور کہا کل پھر اسی وقت آکر میرے تیسرے سفر کا حال سننا چنانچہ ہند باد
اور سب مہمان رخصت ہو کر اپنے گھر گئے اور دوسرے دن پھر سب وقت معین پر حاضر

ہوئے اور سند باد بھی پہونچا بہمون نے سند باد کے ساتھ کھانا کھایا اور بعد فراغت سند باد نے اپنے تیسرے سفر کا حال اسطرح کہنا شروع کیا

بیان سند باد جہازی کے تیسرے سفر کا

مین ان سب سختیون کو جو دونون سفرمین اُٹھائی تھین بسبب عیش و عشرت کے بھولگیا یہانتک کہ پھر تیاری سفر کر بغداد سے روانہ ہوا اور مال تجارت بانسرہ کو لیگیا وہان اور تاجرون کے ساتھ جہاز پر سوار ہوکر ایک بڑا سفر کیا اور کئی جزیرون مین اسباب بیچ کر بہت فائدہ اُٹھایا ایک دن جہاز ہمارا طوفان مین پڑا راہ مقصود گم ہوئی بعد کتنے دنون کے ایک جزیرے مین پہونچے وہان پر جہاز کو لنگر کیا کپتان چارون طرف دیکھنے لگا اور روکر کہا نزدیک اس جزیرے کے جزیرہ جنگلی آدمیون کے ہین جن کے بدن پر سُرخ بال ہین اور وہ جہازون کے لیے وبال ہین جماعت انکی بہت ہی اگر ہم ایک کو ان مین سے مار ڈالین تو وہ چارون طرف سے جمع ہوکر سب کو ہلاک کرین ہم سب اہل جہاز بہت ڈرے اور گھبرائے تھوڑی دیر کے بعد بہت سے بن مانس جنکا بدن سُرخ بالون سے چھپا ہوا اور قد سوا گز کا تھا ہماری طرف دوڑے اور دریا مین پیرنے لگے یہانتک کہ جہاز کو چارون طرف سے گھیر لیا اور کچھ بولے مگر ہم نہ سمجھے پھر وہ جہاز کی رسیون پر چڑھ آئے اُس وقت کی بیقراری الامان الامان آخر اُنھون نے بالون کو باندھ دیا اور لنگر کے رستے کاٹ کر جہاز کو کنارے پر کھینچ لائے اور ہم سب کو جہاز سے اُتار کر اپنے جزیرے مین لیگئے مگر ہم سب بدقسمتی سے اُنکے ہاتھ مین گرفتار ہوئے ہم نے وہان میوے اور بقولات بکثرت پائے اُنھین ہم کھاتے اور جانتے تھے کہ سب آخر کو ذبح کیے جاینگے پھر وہ جنگلی ہم کو گھیر کر ایک بڑے مکان بلند مین لے گئے وہان ہم نے ایک بڑا ڈھیر آدمیون کی ہڈیون کا اور کئی بڑے بڑے سیخچے آہنی کباب بھوننے کے دیکھے ہم سب بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے یہان تک کہ رات ہوئی ہم واویلا کرنے لگے یکایک دروازہ کمرے کا اس زور سے کھلا کہ ہم سب ڈر گئے بعد ایک لمحہ کے اندر سے ایک آدمی کالا مہیب شکل ٹھگنا مونہہ سا

مانند درخت ناجیل کے بنا باہر نکلا جسکی ایک آنکھ انگارے کی طرح سرخ اور دہکتا رہی تھی اور آگے کے دانت تیز اور منھ سے باہر نکلے ہوے اور نیچے کا ہونٹھ سینے پر لٹکتا تھا کان مانند کان ہاتھی کے چوڑے اور ناخن گول اور ٹیڑھے جیسے شکاری چڑیون کے ہم سب اُس دیو کو دیکھکر پھر غش مین آئے اور دیر تک مانند مردون کے پڑے رہے جب ہوش مین آئے تو دیکھا کہ ڈیوڑھی مین آکر کھڑا ہوا کچھ تجویز تا ہے پھر آگے آیا اور ہر ایک کو ہم سے اُٹھا اور گھما کر دیکھنے لگا جیسے بز قصاب بکریون کا سر پکڑ کر فربہی اور لاغری اُنکی دیکھتا ہے پہلے سب کے مجھے دیکھا مگر مجھ مین فقط پوست و استخوان پایا اسواسطے چھوڑ دیا اور اسی طرح ہر ایک کو دیکھا اور ٹٹولتا رہا پھر نوبت کپتان کی آئی کہ وہ سب سے فربہ تھا بہت سی آگ جلا کر اُسے کباب کیا اور کھایا اور ڈیوڑھی مین جاکر سو رہا اس زور سے خراٹے لیتا تھا جیسے بادل گرجتا ہو صبح تک سوتا رہا ہم سب رات بھر حالت جانکنی مین رہے پھر وہ جاگا اور باہر گیا اور ہمین ویہین چھوڑ دیا جب وہ بہت دور نکل گیا ہم سب نے پھر بدستور

تصویر دیو مہیب کی آدمی کو بھون کر کھا جانیکی

رونا اور واویلا کرنا شروع کیا مکان ہمارے رونے سے بھر گیا ہم سب بہت تھے اور وہ دیو تنہا مگر کوئی تدبیر نہیں جاتی تھی کہ اپنے تئین بچائیں آخر کو ہم سب مشیت ایزدی پر راضی ہو کر دن کو اُس جزیرے مین میوے اور گھانس پات توڑ کر کھاتے رہے رات کو اُسی منحوس محل مین آکر بیٹھ رہے وہ دیو پھر آیا اور ہمارے ہمراہیون سے ایک شخص فربہ کو کباب کر کے کھا گیا اور دہلیز مین سو رہا دوسرے دن جب وہ بیدار ہو کر باہر آیا میرے ساتھیون نے ارادہ کیا کہ دریا مین جا کر ڈوب مرین مگر ایک مسلمان نے کہا اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک نہ کیا چاہیے کچھ ایسی تدبیر کرو کہ اس بلا سے نجات ملے اُسکے کہنے سے سب اپنے اپنے دلمین فکر کرنے لگے یہانتک کہ مین نے کہا صاحبو کنارے پر دریا کے شور کے بہت لکڑیان اور تختے اور رسیان پڑی ہین ہم سب پانچ چار کشتیان چھوٹی بنا کر کسی جگہ مخفی مین بند رکھین فرصت کے وقت اُنپر سوار ہو کر اُس جگہ سے نکل چلین میری اس تدبیر کو سب نے پسند کیا اور ہم سب نے ملکر جلد چار چند کشتیان اتنی بڑی بنائین کہ جس مین تین تین آدمیون کی گنجائش ہو پھر شام کو ہم سب اُسی محل مین گئے اور اُس دیو نے آکر ہم مین سے ایک کو پکڑ کر حسب معمول نوش کیا اور سو رہا جب ہم نے اُس کے خراٹون کی آواز سنی تو نو آدمیون نے ہم مین سے جو دلیر تھے اور دسوین مین نے ایک ایک سیخ لوہے کی اُٹھا کر آگ پر رکھی جب سیخین سرخ ہو گئین تو متواتر اس دیو کی آنکھ پر رکھدین یہان تک کہ اسکو اندھا کر ڈالا دیو درد سے بہت چلایا اور شور و غل مچا کر دہنے بائین ہاتھون کو پھیلاتا مگر ہم سب دور دور بھاگتے پھرتے تھے آخر دروازہ سے نکل کر بیل کی طرح چلانے لگا ہم سب کنارے دریا کے بھاگ آئے اور اُن کشتیون پر جنھین آگے سے تیار کر رکھا تھا سوار ہوئے اور منتظر تھے کہ دن ہو تو کشتیون کو دریا مین لے جا کر کھیوین صبح ہوتے اُس دیو کو دو آدمی کہ اُسی کی جنس کے تھے ہاتھ پکڑ کر دریا کے کنارے لائے اور کئی دیو اُسکے آگے دوڑتے چلے آتے تھے ہم سب کشتیون کو دریا مین ڈال کر زور سے کھینے لگے دیوون نے بڑے بڑے پتھر کشتیون کی طرف پھینکنا شروع کیے یہان تک کہ سب کشتیان ڈبو دین فقط ایک کشتی جس پر مین اور دو اور میرے ہمراہی

سوار تھے بچ رہی ہم اُسے زور سے کھیے کراتنی دور نکل گئے جہان اُنکے پتھر نہ پہونچ سکے پھر
جب ہماری کشتی دریا مین پہونچی شدت ہوا اور تلاطم سے موجون کے زیروزبر ہونے
لگی ایک دن اور ایک رات ہم اُسی حالت مین رہے دوسرے دن ایک اور جزیرے مین پہونچے
پھر ہم تینون اُس جزیرے مین گئے اور وہان کے میوے خوب کھائے رات کو کنارے
دریا کے شور کے سو رہے یکایک سانپ کی کھڑکھڑاہٹ سے کہ نارجیل کے برابر لمبا تھا
میری آنکھ کھل گئی وہ آتے ہی ایک کو ہمارے ساتھیون سے پکڑکر کھانے لگا اور اُسکو خوب
توڑ مڑوڑ کر نگل گیا مین یہ دیکھکر بہت ڈرا اور دوسرے ساتھی کے ہمراہ وہان سے بھاگ کر
بہت دور جا ٹھہرا اُس پر بھی آواز ہڈیون کی اُس شخص کی جسکو وہ سموچا نگل گیا تھا اور پھر اُگلتا
تھا سنائی پڑتی تھی بہرحال وہ رات بڑی مصیبت مین کٹی اور دن بڑے اندیشہ مین کٹا
شام کو کچھ میوے جنگلی کھاکر ایک درخت بلند پر چڑھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ہم نے اُس
سانپ کے بولنے کی آواز نیچے اُس درخت کے سُنی پھر دیکھا کہ اُس کی جڑ پر پہونچ کے
میرے ہمراہی کو نگل گیا اور وہان سے چلدیا مین درخت پر فجر تک بیٹھا رہا پھر دن چڑھے
نیچے اُترا اور مجھے یقین ہوا کہ آج کی رات اژدہے سے مین بھی جانبر نہونگا وہ مجھے بھی کھا
جائیگا پھر مایوس ہوکر ارادہ کیا کہ دریا مین ڈوب مرون لیکن اپنے تئین خدا کی امان مین چھوڑ کر
بہت سی لکڑیان اور کانٹے جمع کیے اور بوجھے باندھکر درخت کے رکھے اور کچھ ٹٹوری
کے بناکر درخت کے اوپر باندھے جب رات ہوئی مین درخت پر چڑھکر چھپ رہا وہ سانپ
آکر چارون طرف اس درخت کے پھرا لیکن کسی طرف سے راہ نہ پائی تمام رات وہ میری
گھات مین رہا آخر دن ہوتے ہی چلا گیا اور مین بسبب جاگنے تمام رات کے اس طرح مضمحل
ہوگیا کہ مرنے کو ایسی زندگی پر ترجیح دیتا تھا آخر تنگ ہوکر دریا کی طرف ڈوب مرنے کے
ارادے سے گیا لیکن فضل خدا کا شامل حال تھا ایک جہاز دور سے دکھائی دیا کہ چلا
آتا ہے مین نے زور سے پکارا اور اپنی دستار کو گھمایا کپتان نے دیکھا یا میری آواز
سُنی پنسوئی کو بھیجا مین اُسپر چڑھکر جہاز پر گیا کپتان اور جہازی متعجب ہوکر پوچھنے لگے
کہ کیونکر اس ویران جزیرے مین تیرا آنا ہوا ایک بڈھے نے مجھ سے کہا

لوگ کہتے ہین کہ اس جزیرے مین دیو مردم خوار رہتے ہین کہ آدمی کا گوشت کباب کرکے کھاتے ہین اور سوا اُن کے بڑے بڑے سانپ رہتے ہین غرض اُنھون نے میرے زندہ رہنے سے بہت تعجب کیا اور مجھے کھانا کھلایا اور کپتان نے ایک جوڑا اپنے پہننے کا دیا مین نے ہوش و حواس مین آکر اُن سے اپنی سب مصیبتون کا حال مفصل کہا پھر ہم وہان سے کئی جزیرون مین گئے آخر کو سلہٹ مین آئے جہان صندل کی لکڑی پیدا ہوتی ہی اور اکثر امراض طھوتی ہے کپتان نے اس شہر مین جہاز کو لنگر کیا اور سب تاجرون نے اپنا اسباب بیچنے اور بدلنے کے واسطے جہاز سے اُتارا ایک دن کپتان نے مجھ سے کہا بھائی ایک سوداگر کا اسباب بہت مدت سے میرے جہاز پر لدا رکھا ہی اور وہ مدت ہوئی کہ مرگیا اب تک تو مین اس کے اسباب کو جابجا بیچتا بدلتا چلا آتا ہون اور چاہتا ہون کہ اُسکے وطن پہونچکر اصل و نفع ورثہ کو اسکے حوالہ کرون آج سے وہ سب گٹھریان تیرے سپرد کرتا ہون اُس سوداگر کے وارثون سے تیرا حق السعی دلوا دونگا مین نے کپتان کی بہت شکرگزاری بجا لاکر کہا تم نے میرے حال پر بڑا رحم کیا کہ میرے واسطے ایک شغل ٹھہرایا پھر اُسنے اپنے محرر کو حکم کیا کہ وہ مال اس شخص کے سپرد کر محرر نے کپتان سے پوچھا کہ اس سوداگر کا کیا نام تھا کپتان نے کہا سندباد جہازی مین اپنا نام سُنکر سکتے مین آگیا اور کپتان کا مُنھ دیکھنے لگا اور مین نے اسکو پہچانا کہ یہ دوسرے سفر مین ہمارے جہاز کا کپتان تھا اُس نے مجھے فلانے جزیرے مین چشمے پر سوتا چھوڑکر جہاز وہان سے کھول دیا اب یہ مجھے مُوا تصور کرتا ہے مین نے کپتان سے کہا مقرر یہ مال اُسی سوداگر کا ہے جسکا نام سند با ازی تھا کپتان نے کہا ہان اُسی کا ہی مین نے کپتان سے کہا کیا تم کو یقیناً معلوم ہی کہ وہ تاجر مرگیا کپتان نے کہا البتہ مین نے کہا ذرا بغور میری طرف دیکھو کہ مین وہی سندباد جہازی ہون کپتان نے سُنکر بغور میری طرف دیکھا اور مجھے پہچان کر شکر خدا بجا لایا اور اپنے گلے سے لگا کر کہا بھائی تم مقرر سندباد جہازی ہو اور یہ سب مال تمھارا ہی اب مین تمکو منافع سمیت سونپتا ہون مین نے اپنا مال تمام و کمال مع نفع کپتان سے پایا پھر ہم سلہٹ سے اور جزیرون مین گئے جہان سے ہم نے لونگ اور دارچینی وغیرہ خریدین

اور وہان سے ہم نے بہت دور تک سفر کیا ایک جا پر ہمنے کچھوے اتنے بڑے دیکھے جن کا طول و عرض پچاس ہاتھ کا تھا اور مچھلیان عجب قسم کی دیکھین کہ مانند گاے کے دودھ دیتی تھین اُنکا چمڑا ایسا سخت تھا کہ جسکی سپر بناتے تھے اور ایک ماہی کو صورت اور رنگ مین مشابہ شتر کے دیکھا پھر ہم بالنسرہ مین پہونچے اور وہان سے بغداد کو آئے اس سفر مین بیحساب دولت مجھے حاصل ہوئی اپنے وطن مین صحیح و سالم و متمتع پہونچکر شکر خدا بجالایا اور بہت سا مال محتاجون اور مستحقون کو دیے اور ایک بستان مول لی [illegible] نے بعد تمام کرنے حال اپنے تیسرے سفر کے سو ریال ہندباد کو دیے اور دوسرے دن موافق معمول کے پھر اُنکی دعوت کی مہمان رخصت ہوئے دوسرے دن کھانا کھانے کے وقت پھر سب حاضر ہوئے اور بعد تناول کرنے کے سندباد نے اپنے چوتھے سفر کا حال اسطرح بیان کرنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے چوتھے سفر کا

میں صاحبو جب خوف و خطر تینون سفر کے میرے دل سے جاتے رہے پھر شوق [illegible] سیر کرنے عجائبات کا ہوا تیاری سفر کر کے اسباب تجارت دلخواہ خرید کر کے پارس کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین کتنے شہر طے کرتا ہوا ایک بندر مین پہونچا جہان سے جہاز پر سوار ہوا اور وہان سے جہاز ہمارا جزائر [illegible] وغیرہ بنادر شرقی کی طرف چلا ایک دن دفعتہً ایسا جھونکا ہوا کا جہاز کو لگا کہ کپتان نے مجبور ہو کر جہاز کے بادبان نیچے کر دیے اور خلاصیون سے کہا یہ طوفان ہے ہوشیار رہو ہر چند ہوشیاری کی لیکن کچھ مفید نہ ہوئی جہاز کی پالین ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں اور جہاز بالو پر چڑھ کر پاش پاش ہوگیا سب لوگ مع مال و اسباب بالکل ڈوب گئے مگر مین اور چند سوداگر تختون کے سہارے سے بہتے ہوے ایک جزیرے مین جو قریب تھا جا لگے اور جزیرے مین گئے اور بسبب کھانے جنگلی پھلون کے ہم مین طاقت آئی رات کو پھر دریا مین آکر جہان لہرون نے دریا کی ہمین ڈالا تھا پڑ کر سو رہے اور اپنی بدنصیبی پر روئے دوسرے دن پھر اُس جزیرے مین گئے اور اِدھر اُدھر متحیر اور پریشان پھرنے لگے یکایک بہت سے حبشیون نے آکر ہم سب کو گھیر لیا اور آپس مین ہم سب کو بانٹ کر مانند بھیڑ اور بکریون کے اپنے اپنے گھرون مین

[illegible]

ہانک لے گئے مجھے اور پانچ میرے ہمراہیون کو ایک مکان علیحدہ مین رکھا اور آگے ہمارے
کچھ ترکاری رکھکر اشارے کرتے تھے کہ ہم اُسے کھائین میرے ساتھیون نے بے سمجھے بوجھے
اُسے کھایا اور کھاتے ہی نشے مین بیہوش ہو گئے پھر وہ حبشی برنج کو روغن نارجیل مین پکا کر
ہمین کھلانے لگے تاکہ ہم فربہ ہو جائین اور وہ ہمین ذبح کرکے کھائین اس امر کو بھی ہمارے ساتھی
نہ سمجھے اور خوب پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور مین بقدر سد رمق کھاتا پہلے وہ حبشی اُن آدمیون کو
جنھین پکڑتے تھے ایسی چیزین نشے کی کھلاتے تھے تاکہ وہ بیہوش ہو کر اپنے بھلے برے کو کچھ
نہ سمجھین پھر واسطے فربہ کرنے کے برنج کو روغن نارجیل مین ملا کر کھلاتے اور پھر ان آدمیون
کو کھاتے چنانچہ ہمارے ساتھیون کو ذبح کرکے پکا کر کھا گئے اور مین تقلیل غذا سے نہایت
لاغر ہو گیا تھا اسواسطے اُنھون نے مجھے چھوڑ دیا غرض مین اُس جزیرے مین بے قید
پھرا کرتا یہانتک کہ ایک دن مین فرصت پا کر وہان سے چلدیا ایک بڈھے نے مجھے
جاتے دیکھکر بہت بلایا مگر مین نے کچھ التفات نہ کیا اور بھاگا اُس دن سوا اُس بڈھے کے
اور کوئی اُس جا پر نہ تھا اور وہ سب حبشی کہ باہر گئے تھے شام کو اپنے گھرون مین آئے اور
مین بہت دُور نکل گیا تھا گھڑی دو گھڑی واسطے کچھ کھا لینے اور سستا لینے کے راہ
مین ٹھہر جاتا اور تازہ دم ہو کر پھر بھاگتا اسیطرح سات دن تک بھاگا آٹھوین دن مین
کنارے دریائے شور کے پہونچا وہان مین نے آدمیون کو دیکھا کہ کالی مرچین جو اُس جا پر
کثرت سے پیدا ہوتی ہین چن رہے ہین مین بہت خوش ہوا اور شگون نیک سمجھکر اُنکی
طرف گیا وہ بھی میرے پاس آئے اور عربی زبان مین مجھسے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہے اپنے دیس
کی بولی سُنکر مین نہایت خوش ہوا پھر اُن سے اپنا سب حال ظاہر کیا اُنھون نے کہا وہ
حبشی تو آدمیون کو کھاتے ہین تو اُن سے کیونکر بچا مین نے اُنسے اپنے بھاگنے اور بچنے کا
حال کہا اُنھون نے بہت تعجب کیا اور جبتک وہ لوگ اس جزیرے سے مرچ سیاہ چنا کیے
مین اُنکے ساتھ رہا یہانتک کہ وہ سب مجھے اپنے ساتھ لے کر جہاز پر سوار ہوئے اور جلد وہ
جہاز اس جزیرے مین جہان سے وہ آئے تھے پہونچا وہ سب لوگ مجھے وہان کے بادشاہ
کے حضور مین کہ بہت خوش مزاج اور رحم دل تھا لے گئے اُسنے میرے مصائب کا

حال سُنکر بہت تعجب کیا اور مجھے اچھی پوشاک دی اور میری خبر لیتا رہا وہ جزیرہ بہت بڑا اور آباد تھا اس میں بہت چیزیں تجارت کے قابل پیدا ہوتی تھیں وہان سے سوداگرون کی آمد و رفت دیکھکر مین بہت خوش ہوا اور وہان کے بادشاہ نے رفتہ رفتہ مجھے اپنا مصاحب کیا اور بہت آرام سے رکھتا تھا یہانتک کہ مین اُن لوگون سے ایسا ہل مل گیا کہ وہ سب مجھے اپنے دیس کا سمجھنے لگے مین وہان کے بادشاہ او لوگون کو گھوڑون پر بے زین ولگام سوار ہوتے دیکھکر نہایت متحیر ہوا ایک دن مین نے بادشاہ سے پوچھا یہان گھوڑے پر بے زین ولگام کیون سوار ہوتے ہین اُس نے کہا ہم لوگ آج تک نہین جانتے ہین کہ زین ولگام کیسی ہوتی ہے پھر مین نے ایک کاریگر کو لکڑی کا نمونہ دکھاکر کہا کہ تو اس طرح کی ہمکو کاٹھی بنا دے چنانچہ وہ بنا لایا مین نے اُسکو چمڑے سے منڈھکر اُس پر بھاری کمخواب اور اطلس کو لگایا پھر نہارے رکابین اور لگام بنوائی جب سب چیزین بن چکین مین اس ساز کو ایک گھوڑے پر لگاکر بادشاہ کے حضور مین لے گیا وہ اسپر سوار ہوکر نہایت خوش ہوا اور مجھے خلعت اور نقد و جنس بہت کچھ دیکر آگے سے زیادہ عزیز رکھنے لگا پھر مین نے بہت سے زین اور لگام بنا اُسکے اقربا اور وزیرون اور امیرون کو بنوا دین اُن سب نے مجھے ہزارون روپے اور اسباب قیمتی دیکر میری بڑی شکرگزاری کی اور سب لوگ میری بڑی عزت کرنے لگے ایک دن بادشاہ نے مجھے تنہائی مین کہا مین تجھے بہت عزیز رکھتا ہون اور میرے ارکان دولت اور سب شہروالے تیری دانشمندی سے کمال خوش ہین اور سب کو تجھ سے محبت قلبی ہے مین ایک بات تجھسے کہا چاہتا ہون اس سے انکار نہ کیجیو مین نے عرض کیا کہ مین کیونکر آپکے فرمانے سے انکار کرونگا بادشاہ نے کہا مین چاہتا ہون کہ تیری شادی کرون اور تو قصد جانے کا یہان سے نہ کرے مین نے دعا دیکر اُسکا قبول کیا اُسنے اپنے خاندان کی ایک بی بی کے ساتھ کہ نہایت خوبصورت اور باتمکنت تھی میری شادی کر دی مین اپنی بی بی کے گھر مین رہنے لگا اور کمال عیش سے ایک مدت اسکے ساتھ بسر کی اور اُس بی بی کی محبت مین ایسا مبتلا ہوا کہ محبت وطن کی اور اپنے جورو لڑکون کو بھول گیا بعد مدت میرے ایک ہمسائے کی بی بی کہ اُسکے ساتھ ۱۴۰

مجھے کمال محبت ہو گئی تھی بیمار ہوئی اور بعد چند روز کے مر گئی مین واسطے تعزیت کے اُس دوست کے پاس گیا اور اُسے کمال مغموم پا کر مین اُسکی تسلی کرنے لگا کہ خدا تمکو سلامت رکھے اُسنے کہا یہ دعا تمھاری میرے خلاف ہو کہ مین آدھ گھڑی کا مہمان ہون مین نے کہا کیا فرماتے ہو خدا تمکو مدت تک زندہ رکھے اُسنے کہا ہماری عمر تمام ہو چکی اب خدا تمکو سلامت رکھے آج کے دن مین اپنی بی بی کے ساتھ زندہ مدفون ہونگا میرے اگلے بزرگون نے ایسا دستور اس جزیرے مین مقرر کیا ہے کہ اگر جورو مرے تو اُسکے ساتھ زندہ شوہر کو مدفون کرین اور اگر شوہر مرے تو اسکے ساتھ اُسکے قبیلے کو گاڑین اب مجھے کوئی بچا نہین سکتا یہان کا باشندہ کوئی اس آئین کے خلاف نہین کر سکتا اس رسم بد کو سنکر میرے ہوش جاتے رہے اور عجب طرح کے اندیشون مین پڑا ہنوز مین وہین بیٹھا تھا کہ اُس ہمسائے کے سب دوست اقربا اور ہمسائے میت کی تجہیز و تکفین کے لیے جمع ہوئے اور اُس لاش کو بہت اچھے کپڑے اور سب زیور پہنائے اور اُسے کھلے ہوئے جنازے کے اوپر رکھا اور آگے اُسکے جلوس کو روانہ کر کے مدفن کی طرف لے چلے اور پیچھے جنازے کے شوہر اُسکا ماتمی لباس پہنکر روانہ ہوا پیچھے اُسکے اور سب لوگ چلے اور نیچے ایک پہاڑ کے پہونچکر اُنھون نے ایک غار کے منھ سے ایک بھاری پتھر سرکایا اور اس میت کو مع اُسکے اسباب کے اُسمین ڈال دیا بعد اُسکے وہ شوہر بھی سب سے رخصت ہو کر ایک گھڑا پانی کا اور سات روٹیان لیکر جنازے پر بیٹھا لوگون نے اُسے بھی غار مین جنازے سمیت ڈالا وہ پہاڑ بہت چوڑا تھا دوسری جانب اُسکی دریائے شور سے ملی ہوئی تھی اور وہ غار بہت گہرا اور لمبا تھا غرض بعد تجہیز و تکفین کے اس پتھر کو اُس غار کے منھ پر رکھکر سب وہان سے چلے آئے صاحبو مین اُس رسم بد کو دیکھکر نہایت گھبرایا اور ڈرا یہانتک کہ ایک دن مین نے وہان کے بادشاہ سے کہا خداوند مین بہت ملکون مین پھرا ہون مین نے کسی ملک مین ایسا ظلم نہین دیکھا اور نہ سُنا بادشاہ نے جواب دیا کہ اے سندباد یہان کا دستور یہی ہے ہم اسکو کسی طرح موقوف نہین کر سکتے مین بھی پابند اسی رسم کا ہون اگر میری ملکہ خدانخواستہ مر جائے تو مین بھی زندہ اُسکے ساتھ دفن کیا جاؤن تب مین نے کہا یہ

حکم پردیسیون پر بھی جاری ہی بادشاہ نے کہا البتہ اس جواب کو سنکر مین نہایت سرد ہوا کہ مبادا میرا قبیلہ بھی مرجائے تو پھر اُسکے ساتھ مین بھی زندہ دفن کیا جاؤن بعد تھوڑے دنون کے اتفاقاً میری بی بی سخت بیمار ہوکر مرگئی اسوقت کا غم مین بیان نہین کرسکتا اپنے دلمین کہتا تھا اس زندہ گاڑے جانے سے تو بہتر تھا کہ مجھے حبشی کھا جاتے اتنے مین بادشاہ اپنے ارکان دولت اور جلوس سمیت میرے گھر آیا اور شہر کے سب عزت دار بھی جمع ہوئے اور پھر میری بی بی کو لباس اور زیور پہنا کر جنازے پر رکھا اور بڑے تجمل کے ساتھ دفن کرنے لے چلے اور پیچھے لاش کے مین بھی حسب دستور وہان کے روتا ہوا چلا اور جب اس پہاڑ پر پہونچے مین نے بادشاہ سے زمین بوس ہوکر کمال عجز سے عرض کیا کہ خداوند مین اجنبی غیر ملک کا رہنے والا ہون میرے حال پر رحم فرماؤ مین اپنے شہر مین جورو لڑکے رکھتا ہون لیکن اسکو ذرا رحم میرے حال پر نہ آیا اور بلا توقف لاش کو اُس غار مین ڈالکر مجھے بھی دوسرے جنازے پر رکھکر ایک گھڑے پانی اور سات روٹیون کے ساتھ اس مین اُتار دیا اور بعد اُسکے پتھر بدستور غار کے منھ پر رکھدیا مین نے روشنی سے درے کی کہ اوپر سے غار کے اندر پڑتی تھی دیکھا کہ گہرائی اس تہخانے کی پچاس ہاتھ تھی غار مین جاتے ہی مردون کی بدبو چارون طرف سے میرے دماغ مین پہونچی کہ مین اپنے جنازے سے اُٹھکر بہت دور بھاگ گیا اور زمین پر گرکر دیر تک روتا اور اپنی بدنصیبی پر افسوس کرتا رہا کہ خدا بندے کے حق مین ہر ایک بات بہتر سمجھکر کرتا ہے شاید میرے حق مین یہی امر بہتر تھا غرض اسی حالت مین کبھی واویلا کرتا اور کبھی منھ اور سر اپنا پیٹتا پھر جب مجھے بھوک لگی تو ناک بند کرکے اپنے جنازے پر سے گھڑا پانی کا اور سات روٹیان اُٹھا لایا اور کئی دن تک اُسکو کھایا جب وہ ختم ہوگئین مین قریب مرگ ہوا اتنے مین آواز پتھر اُٹھانے کی سُنی لوگون نے ایک مرد مردے کے ساتھ ایک عورت زندہ ڈالدی اور پتھر غار کے منھ پر رکھدیا مین نے ایک مردے کے پانون کی ہڈی زور سے عورت کے سر پر ماری کہ وہ چکرا کر گر پڑی اور فقط اسکی روٹیان اور پانی لینے کے لیے مرتکب ایسے امر قبیح کا ہوا پھر چند روز تک اُن روٹیون کو مین نے کھایا جب وہ کھانا ختم ہوچکا خدا کی قدرت سے ایک عورت مردہ اور اُسکا شوہر زندہ پھر غار مین

ڈالا گیا اُس مرد کو بھی مین اُسی طرح مار کر اُسکا کھانا پانی لے گیا پھر تو میری خوش نصیبی سے
اُس شہر مین ایسی مری پڑی کہ روز مردے اور اُنکے ساتھ زندے اس غار میں دفن ہوتے
اور مین اُن زندون کو مار کر اُن کی روٹیان اور پانی کھاتا پیتا یہان تک کہ ایک دن مین
ایک عورت کو مار کر اُس کا کھانا اور پانی لیتا تھا یکایک کسی شی کی ایک آواز سانس لینے کی سُنی
مین اُسی طرف اندھیرے مین روانہ ہوا اور وہ شی دم لیتی ہوئی اور دھب دھب کرتی ہوئی
ایک جانب کو دوڑی اُسکی آواز پر مین دوڑتا چلا گیا یہانتک کہ مین نے ایک روشنی جھلکتی ہوئی
دیکھی کبھی تو نظر سے گم ہو جاتی اور کبھی نظر آتی آخر دوسری طرف غار کے مین نے ایک سوراخ
اس قدر پایا کہ بے تکلف اس مین ہو کر باہر نکلا اور اپنے تیئن کنارے دریا کے دیکھا اُسوقت
مجھے کمال خوشی حاصل ہوئی جب مین ہوش مین آیا تو مین نے خیال کیا کہ وہ چیز کہ
جو غار مین سانس لیتی تھی اور اُسکے پیچھے لگا ہوا مین یہان تک پہونچا مقرر کوئی جانور
دریائی ہوگا کہ سوراخ سے واسطے کھانے مردون کے غار مین جایا کرتا ہے پھر مین نے
خوب خیال کیا تو اس پہاڑ کو مابین دریا اور اُس شہر کے پایا مگر وہ جگہ جہان سوراخ تھا
کسی کو معلوم نہ تھی اسواسطے کہ کنارہ اُس پہاڑ کا اسقدر بلند تھا کہ کوئی انسان چڑھ نہین سکتا
تھا غرض مین نے اس غار سے کہ حقیقت مین میری گور تھی نجات پا کر دریا کے کنارے سجدے
شکر کے جناب کبریائی مین کیے پھر مین اُس غار سے سب روٹیان باہر نکال لایا اور خوب
کھایا پھر اُس غار مین جا کر جنازون سے ہیرے وغیرہ جواہرات اور اسباب قیمتی جو
اُس اندھیرے مین میرے ہاتھ لگے اُٹھا لایا اور گٹھریون مین خوب مضبوط باندھا اور کنارے
اس دریا کے بیخوف رہنے لگا دو تین دن کے بعد فضل خدا سے ایک جہاز دیکھا کہ اس دریا
سے میرے نزدیک ہو کر جاتا ہے مین نے اپنی دستار کو گھمایا اور بہت زور سے پکارا اہل جہاز
نے پنسوئی کو بھیجا خلاصی مجھے پنسوئی پر بٹھا لیگئے اور پوچھا کہ کیا شامت تھی جو تو اس جگہ
آیا تھا مین نے اُن سے اور کپتان سے حال تباہ ہونے جہاز کا کہا اور کچھ جواہرات قیمتی
اُسکو دینے لگا مگر اُس نے نہ لیے پھر ہم وہان سے روانہ ہو کر کئی جزیرون مین سے گئے کہ
جزیرہ نیل مین جو جزیرہ سراندیپ سے دس روز کی راہ پر تھا پہونچے

اور وہان سے جزیرۂ کلی مین آکر اُترے جس مین سیسہ کی کھان ہو اور اُس مین کافور و ہند کی بہت چیزین قسم نیشکر وغیرہ سے پیدا ہوتی ہین حاکم جزیرۂ کلی کا بڑا بادشاہ تھا جس کی حکومت جزیرۂ نیل تک تھی اور اُس جزیرے کا عرض بقدار مسافت دو دن کے تھا اور وہان کے باشندے آدمی کا گوشت کھاتے تھے اُس جزیرے مین اپنے اسباب کو بیچ کر وہان کی جنس خرید کر جہاز کو روانہ کیا اور کئی جزیرون اور بنادر سے ہوتے ہوئے امن و عافیت سے بغداد مین پہونچے اور اس قدر دولت اور جواہر میرے ہاتھ لگا کہ جس کا بیان نہین کر سکتا پھر مین شکر خدا بجالایا اور بہت روپیہ اور اشرفیان خیرات کین اور کئی مسجدین اور لنگرخانے بنوائے اور اپنے اقربا اور دوستون مین ہنسی خوشی سے رہنے لگا سندباد نے اپنے قصے کو تمام کر کے ایک سو ریال ہندباد کو دے کر رخصت کیا اور ہندباد اس سفر کا حال سُنکر نہایت متعجب ہوا اور مصاحب سندباد کے بھی تعجب مین آئے پھر وہ سب رخصت ہو کر دوسرے دن سندباد کے گھر آ کر اُسکے ہمراہ کھانے کے شریک ہوئے اور بعد فراغت طعام کے حال اُسکے پانچوین سفر کا اُس سے سُننے لگے

بیان سندباد جہازی کے پانچوین سفر کا

اے صاحبو پھر مین بسبب آرام کے سب رنج و الم جو مجھپر گذرے تھے بھول گیا اور بعد چندے پھر سفر دریا کا عازم ہوا اور اسباب تجارت خرید کر گاڑیون پر لادا اُس بندر کیطرف کہ میرے شہر سے نزدیک تھا روانہ کیا اور مین ایک جہاز آپ بنوا کر اسباب کو اُسپر بار کر کے سوار ہوا اور سوداگرون کو کہ ہر قوم و ملت کے تھے اُسپر مع اُنکے اسباب کے چڑھایا اور وہان سے روانہ ہو کر ہم سب دریائے شور مین پہونچے اور بعد کتنے دنون کے جہاز ہمارا ایک جزیرہ ویران مین پہونچا ہم سب اُس جزیرے پر گئے وہان ہم نے ایک بیضہ رُخ کا بہت بڑا کہ اُسکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے دیکھا اُس انڈے سے بچہ قریب تھا کہ نکلے اُن سوداگرون نے جو میرے ہمراہ تھے اس بیضہ کو کلہاڑیون سے توڑا ہر چند مین نے منع کیا مگر اُنھون نے نہ مانا رُخ کے بچے کو کاٹ اور بھونکر کھا گئے اُنکے کھاتے ہی دو ٹکڑے بڑے ابر کے ہوا مین دور سے دکھائی دیے

کپتان کہ میرا نوکر تھا اس حال کو دیکھکر گھبرایا اور ہم سب کو پکارکر کہا جلد جہاز پر سوار ہو مان باپ اس بچے کے جسے تمنے کھایا ہے آ پہونچے ہم نے جلد سوار ہو کر جہاز کو کھول دیا وہ جوڑا رخ کا ایسا شور اور غل کرتا ہوا آیا کہ ہم ڈر گئے پھر وہ اپنے بچے کو ٹوٹا دیکھ نہایت غضبناک ہوئے اور جدھر سے آئے تھے ادھر گئے اور تھوڑی دیر تک غائب رہے اس عرصے مین ہمنے جہاز کو کھول کر سب پالین اسکی کھول دین تا دور نکل جائین مگر انھون نے ہمین آگھیرا بڑے بڑے پہاڑ کے ٹکڑے اپنے پنجون مین داب کر ہمارے جہاز کے مقابل ہوا مین تھرانے لگے چنانچہ ایک نے ایک پتھر کو ہمارے جہاز کی طرف پھینکا ناخدا نے جہاز کو گھما دیا پھر وہ پتھر دریا مین ہمارے جہاز کے نزدیک اس زور سے گرا کہ تمام دریا تہ و بالا ہوگیا اور زمین سمندر کی دکھائی دینے لگی لیکن دوسرے نے ایسا تاک کر پتھر مارا کہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا سب سوداگر اور خلاصی دریا مین ڈوب گئے مگر مین تھوڑی دیر تک دریا کے اندر رہا پھر پانی کی سطح پر اُٹھا اور ایک تختے کو کہ میرے پاس بہا جاتا تھا پکڑ لیا اور ایک ہاتھ سے پیرنے لگا جب وہ ہاتھ تھک جاتا تو دوسرے سے مین پیرتا یہانتک کہ بہتا بہتا کنارے پر جا لگا اور بڑی مشکل سے خشکی مین پہونچا اور گھانس پر بیٹھ گیا جب کچھ طاقت آئی تو اٹھکر اس جزیرے کی سیر کرنے لگا وہان جا بجا باغ میوے کے تھے اور بکثرت اچھے اچھے درخت میوہ دار کچھ تو میوے خام اور سبز تھے اور کچھ پختہ و رنگین اور پانی کے چشمے مصفا شیرین ہر جگہ جاری تھے اُن درختون کو پانی پہونچتا تھا مین نے اچھے اچھے میوے توڑ کر کھائے اور چشمون سے پانی پیا یہانتک کہ رات ہوگئی مین ایک جگہ لیٹ رہا مگر مارے خوف کے رات بھر نیند نہ آئی دیر تک اپنی تباہی پر رو کر اپنے تئین ملامت کرتا رہا یہانتک کہ صبح ہوگئی اور دن نکل آیا مین درختون کی سیر کرنے لگا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک بڈھے کو جو تسمہ پا تھا دیکھا کہ کنارے ایک چھوٹے چشمے کے بیٹھا ہے مین نے قیاس کیا کہ شاید اسکا بھی جہاز میری طرح تباہ ہوگیا ہو نزدیک اُسکے جا کر صاحب سلامت کی وہ کچھ نہ بولا پھر مین نے پوچھا تم یہان بیٹھے کیا کرتے ہو اُسنے اشارے سے کہا کہ مجھے اپنے کاندھے پر بٹھا کر چشمے سے اُس پار اتار دے مین نے اُسکو اپنی گردن پر چڑھا لیا اور اُس طرف چشمے کے جا کر چاہا کہ وہ میرے اوپر سے اُترے جب یہ بات مجھے

یاد پڑتی ہی تو بے اختیار ہنستا ہون کہ اُس بڈھے نے جسے مین نہایت کمزور سمجھتا تھا اپنے پانون کو
میری گردن مین لپیٹ کر اس زور سے میرا گلا گھونٹا کہ قریب تھا دم میرا نکلجائے اور پانون اُسکے
چمڑے کے مانند لٹکتے تھے غرضکہ اُس صدمے سے مین بیہوش ہوکر گر پڑا تب اُسنے پانون کے
تسمون کو ڈھیلا کیا جس سے دم میرا آنے جانے لگا پھر اُسنے ایک پانون اپنا میرے شکم
مین گڑا دکر دوسرے سے مجھے لات ماری اور مجھے زور سے اُٹھایا اور اُن درختون کے نیچے
مجھے لیے پھرنے لگا صاحبو مین اس عذاب مین کئی دن مبتلا رہا اتفاقاً ایک دن مین نے وہان
بہت سے کدو خشک اندر سے خالی زمین پر پڑے دیکھے ایک بڑا اور خوبصورت کدو اُٹھا کر
اندر سے اُسکو صاف کرکے کئی خوشے انگور کے اس مین نچوڑے جب وہ بھر گیا تو مین نے
اُسے ایک جگہہ رکھدیا پھر کئی دن کے بعد مین اُس جگہہ پر اس پیر تسمہ پا کے ساتھ گیا اور
اُس عرق کو چکھا تو بہت اچھی شراب بنگئی تھی اُسکو مین روز تھوڑی سی پیا کرتا اُس کے نشے
او رسکر مین اس محنت و مشقت کو جو وہ پیر تسمہ پا روز مجھسے لیا کرتا تھا بھول جاتا اور روز و شب

تصویر اس جنگل کی جس مین سندباد جہازی کی گردن پر پیر تسمہ پا سوار تھا

مدہوش و بیخود رہتا اور کبھی کبھی مزے مین آکر گاتا اور ناچتا آخر تسمہ پیر نے اشارے سے شراب کو مانگا مین نے وہ کدو اُسکے حوالے کیا اُسنے پہلے تھوڑی پی پھر جب سرور معلوم ہوا کدو کو منھ سے لگاکر بالکل پی گیا پھر تو وہ نشہ مین آکر گانے اور میری گردن پر ڈگمگانے اور جھومنے لگا یہانتک کہ گردن اُسکی جھک گئی اور تسمہ پانون کے ڈھیلے ہو گئے اور ہوش مین نہ رہا تب مین نے اُسے زمین پر پٹک دیا اور ایک بڑا پتھر اُٹھاکر مارا کہ وہ مرگیا مین خوش ہوکر دریا کے کنارے گیا اتفاقاً کچھ لوگ واسطے لینے آب شیرین کے اپنے جہاز سے اُترے تھے اور جہاز کو اُس جا پر لنگر کیا تھا اُنھون نے مجھے دیکھکر اور میرا حال سُنکر نہایت تعجب کیا اور کہا کیا تو اُس بڈھے دریائی کے ہاتھ مین پڑا تھا اُسنے بہت آدمیون کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا تو بڑا خوش قسمت تھا کہ بچ گیا اور اُس جزیرے مین کوئی اکّا دکّا نہین جاتا پھر اُنھون نے مجھے اپنے جہاز پر سوار کرلیا کپتان جہاز کا بہت اخلاق سے میرے ساتھ پیش آیا اور اِس عرصہ مین درمیان میرے اور ایک سوداگر کے نہایت دوستی ہوگئی وہ مجھے اپنے ساتھ لیکر اور جزیرے مین اُترا پھر اُسنے مجھے ایک ٹوکرا دیکر ایک گروہ کے ہمراہ کردیا اور کہا خبردار ان آدمیون سے جدا نہ ہونا نہین تو جیتے نہ بچوگے اور جو یہ سب کرین تم بھی وہی کرنا اُن سب آدمیون نے بھی ایک ایک ٹوکرا اُٹھاکر مجھے اپنے ساتھ لیا اور واسطے لانے نارجیل کے جنگل کی طرف گئے وہان بہت سے درخت ناریل کے ایسے لمبے اور چکنے لگے تھے کہ چڑھنا اُنپر دشوار تھا ہم سب چاہتے تھے کہ ناریل سے ٹوکرون کو بھرین اتنے مین بیشمار بندر دیکھے وہ سب درختون پر چڑھ گئے پھر میرے ہمراہی پتھر جمع کرکے زور سے بندرون کو مارنے لگے مین بھی پتھر درختون پر پھینکنے لگا یہانتک کہ وہ سب بندر غصے مین ناریل توڑکر اوپر سے ہمکو مارنے لگے تھوڑی دیر مین وہ سب جگہ ناریل سے بھرگئی ہم نے اپنے ٹوکرون کو اُنسے بھرلیا اُس جنگل مین اور کوئی تدبیر بہتر اس سے ناریل لینے کی نہ تھی پھر مین ان سب کے ساتھ شہر مین آکر اُس سوداگر کے پاس جسنے مجھے جنگل مین بھیجا تھا گیا اور ناریلون کو اسکے ملاحظے مین لایا اُسنے قیمت اس کی دیکر کہا روز تم ناریل لایا کرو اور اُسکی قیمت کو جمع کرتے رہو چند عرصے مین اس قدر سرمایہ تمھین حاصل ہوگا کہ بخوبی تم اپنے وطن کو پہونچ جاؤگے مین نے اُس کی نہایت

شکرگزاری کی اور چند روز مین ناریل بیچکر بہت مایہ بہم پہونچائی یہانتک کہ جہاز وہان پہونچا
مین نے اپنے ناریل اُسپر لادے اور اُس سوداگر سے رخصت ہوکر اُسپر سوار ہوا اور وہان
سے ہم اُس جزیرے مین آئے جہان مرچ سیاہ پیدا ہوتی تھی پھر وہان سے جزیرہ قمری مین
گئے جہان بہت اچھی لکڑی آبنوس اور صندل کی پیدا ہوتی ہے وہان کے لوگ شراب حرام سمجھتے
اور سب بُرے کامون سے کنارہ کش رہتے ہین اُن دونون جزیرون مین مین نے اپنے ناریل
مرچ سیاہ اور صندل کی لکڑی سے بدلے اور وہان بر بااتفاق اور سوداگرون کے دریا سے
موتی نکلوائے بفضل تعالیٰ بہ نسبت اور تاجرون کے میری باری مین بہت بڑے اور
گول موتی نکلے پھر وہان سے ہم بندر بانسرہ کو اور بانسرہ سے بغداد مین آئے وہان مین نے
مرچ سیاہ اور صندل اور موتی کو گران قیمت پر بیچا اور فائدہ کثیر اٹھایا اور دسوان حصہ اُسکا خیرات
کیا پھر اپنے یارون عزیزون کے ساتھ بعیش و آرام بسر کرنے لگا سندباد نے اپنے
اس قصہ کو تمام کر سو ریال ہندباد کو دیے اور اُسکو اور اپنے مہمانون کو رخصت کیا دوسرے
دن وہ سب پھر سندباد کے گھر آئے اور بعد کھانا کھانے کے سندباد نے چھٹے سفر کا حال کہنا شروع کیا

بیان سندباد جہازی کے چھٹے سفر کا

صاحبو بعد گزرنے ایک برس کے پھر مین نے ارادہ سفر دریا کا کیا ہر چند میرے اقربا اور سب
دوست مجھے منع کرتے تھے مگر مین نے نہ مانا اور اول سفر خشکی کا کیا بعد اُسکے کئی شہرون پارس
مین گیا اور وہان سے ایک بندر مین پہونچکر ایک اچھے جہاز پر سوار ہوا جسکے کپتان کا ارادہ بہت
دور سفر کرنے کا تھا یہانتک کہ بعد بہت سفر کے کپتان اور ناخدا نے راہ گم کی ایک دن کپتان نے دفعتہً
اپنی کتاب پھینک کر رونے لگا کبھی اپنی ڈاڑھی نوچتا اور کبھی سر پیٹتا ہم سب نے ڈرکر پوچھا کہ
سبب رونے کا کیا ہے اُسنے کہا کیا پوچھتے ہو دھارا دریا کا جہاز کو کھینچے لیے جاتا ہے بارہ گھڑی
کے عرصہ مین ہم سب ہلاک ہونگے پھر اُسنے حکم دیا کہ بالین جہاز کی اُتاری جائین اُنکے اُتارتے اُتارتے
طوفان کے زور سے رسیان ٹوٹ گئین اور جہاز نے پہاڑ سے لگ کر ایسی ٹھوکر کھائی کہ
چکنا چور ہوگیا ہم سب اہل جہاز ایک دوسرے کے گلے لگکر اپنی بدقسمتی پر رونے لگے

چارون طرف اُس پہاڑ کے نیچے بہت جہاز ٹوٹے ہوے پڑے تھے اور جابجا آدمیون کی ہڈیون کے ڈھیر اور طرح طرح کے اسباب تجارت کنارے اُس پہاڑ کے پڑے ہوے ہم سب اپنے جینے سے مایوس ہوے اُس جا پر کئی بڑے بڑے دریا ملکر ایک غار مین کہ نہایت تنگ اور تاریک تھا بہتے اور اُس پہاڑ مین کان لعل و بلور اور قیمتی پتھرون کی تھی اور اُس پہاڑ سے رال ٹپک کر دریا مین پڑتی مچھلیان اسکو نگل کر تھوڑی دیر کے بعد پھر اُس رال کو قے کر ڈالتین پھر وہ رال بہکر کنارے الگتی وہی اصل عنبر ہی اور درخت عود کے بہت دکھائی دیے اور دریا مین قریب اُسی پہاڑ کے ایسا بڑا بھنور تھا کہ دور سے جہازون کو وہان کھینچ لایا کرتا اور دریا کے دھارے کا ایسا زور تھا کہ جہاز کا نکلنا وہان سے محال تھا اور ہوا وہان پہونچ نہ سکتی تھی اور بلندی پہاڑ کی ایسی تھی کہ کوئی حیوان و انسان اسپر چڑھ نہین سکتا ہم سب اُس پہاڑ کے نیچے اپنی زندگی سے مایوس ہوکر رہنے لگے اور سب کھانے کی چیزین جنکو جہاز سے اُتار لائے تھے برابر آپس مین تقسیم کرین اور جو کوئی کہ ہم مین سے مرتا ہم سب اُسکو وہان دفن کر دیتے گاڑنے کی خدمت کو مین نے اختیار کیا تھا جو کچھ کھانا میت سے بچ رہتا تھا وہ سب مجھے ملتا اس سبب سے میرے پاس اسباب کھانے کا بہت رہتا تھا غرض سب میرے ساتھی اس جگہ مر گئے اور مین نے سبکو دفن کیا اور بسبب تنہائی کے عجب طرح کی وحشت مجھپر طاری ہوئی کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا ہزارون ملامت اپنے تئین کرتا تھا کہ باوجود اتنے صدمے اُٹھانے کے تو نے پھر سفر اختیار کیا اور اب اُس سے رہائی دشوار ہی اب تو یہان مرجائیگا وہ دولت جو تو نے پانچ سفر مین پیدا کی ہی کون کھائیگا اور تیرے کس کام آئے گی غرض دن رات فکر مین رہتا لیکن ایک دن سوچا کہ سب دریا ملکر اس غار مین جاتے ہین یقین ہی کہ یہ پانی دریا کا آخر کسی سرزمین پر بہکر نکلا ہی آخر یہ سوچکر اپنے دل مین کہا کہ اب تو کسی طرح اپنے تئین اس پانی مین ڈال اگر بخیریت اور کسی طرف کو نکل گیا تو سبحان اللہ ورنہ یہان غار کے اندر پڑا رہ جائیگا آخر مرنا اوّل مرنا اس امر کو اپنے دل مین ٹھہرا کر مضبوط مضبوط تختے جہازون کے اور رسیان کہ وہان بیشمار پڑی تھین اُٹھا کر ایک مختصر ڈونگی بنائی اور بڑے بڑے لعل بلور عنبر اور زر نقد وغیرہ اسباب قیمتی سنہرے روپہلے کو جمع کر گٹھریون مین باندھا اور اُس ناؤ کے اوپر سوار ہو کر

اُسکو بہاؤ کے اندر چھوڑا اور اُسکو کھینا شروع کیا اندھیرے مین دھارا پانی کا اُسے خود بخود
بہائے لیے جاتا تھا اور کہین تو وہ غار بہت بلند تھا اور کہین نہایت پست آخر نیند سے
ایسا غلبہ کیا کہ مین سو گیا جب آنکھ کھلی تو مین نے اپنی کشتی کو کنارے دریا کے کہ نیچے ایک شہر
کے بہتا تھا بندھا ہوا پایا اور گرد اپنی کشتی کے ہجوم حبشیون کا دیکھا مین نے اُنسے صاحب
سلامت کی اور سب طرح کا حال پوچھا اُنھون نے جواب دیا مگر مین انکی زبان نہ سمجھا غرض
مین بہت خوش ہو کر شکر خدا بجالایا اُن حبشیون مین سے ایک شخص زبان عربی سمجھتا تھا میرے
پاس آ کر کہنے لگا بھائی ہم کو دیکھکر متعجب نہو ہم رہنے والے اس بستی کے ہین آج ہم واسطے سینچنے اپنی
زراعت کے یہان آئے تھے ہمنے دیکھا کہ پانی دریا کا کسی شے سے رک گیا اور ایک کشتی اُسکے منھ پر اڑی
کھڑی ہے ہم مین سے ایک شخص نے کشتی کو وہان سے نکال کر یہان باندھ دیا اور منتظر تیرے
بیدار ہونیکے تھے اب تو اپنا حال کہہ مین نے کہا مین بھوکا ہون کچھ کھا لون تو حال کہون اُنھون
نے کئی قسم کا کھانا مجھے دیا مین نے اُسے کھا کر اپنا حال اول سے آخر تک اُنسے ظاہر کیا وہ نہایت
متعجب ہوئے اُنکے مترجم نے مجھسے کہا ہم سب کو تیرا حال عجیب سنکر کمال حیرت ہوئی اب
ہم تجھے اپنے بادشاہ کے حضور مین لیے چلتے ہین تو یہ حقیقت اُس کے حضور مین کہنا پھر اُنھون
نے ایک گھوڑے پر مجھے سوار کیا اور اُس کشتی کو مع گٹھری لعل وغیرہ کے اُٹھا کر میرے
پیچھے ہو لیے پھر مجھے سرانديپ مین لے گئے اور وہان کے بادشاہ کے حضور مین حاضر
کیا مین آداب و تسلیم بجالایا تخت کی زمین بوسی کی بادشاہ نے مجھے اپنے نزدیک بٹھا کر میرا
نام پوچھکر کہا تو کیونکر میرے ملک مین آیا مین نے اپنے حال کو مفصل اُسکے حضور مین بیان
کیا وہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرمایا اس سب حال کو بآب زر لکھین اور کتابون مین تواریخ
کی داخل کرین پھر وہ گٹھریان اُسکے حضور مین کھولی گئین وہ صندل کی لکڑی اور عنبر اور
لعل اور زمرد وغیرہ دیکھکر بہت متحیر ہوا اور کہا ایسے جواہرات میرے خزانے مین بھی نہین
ہین پھر اُسنے اُن جواہرات کو ایک ایک کر کے دیکھا مین نے عرض کیا کہ خداوند مین اور
میرا مال سب حضور کا ہے اُسنے مسکرا کر کہا یہ جواہرات خدا نے تجھے دیے ہین مجھے لینا
مناسب نہین بلکہ اُسنے اور جواہرات مجھے دیے پھر بادشاہ نے مجھے اپنے
لیے

ایک سردار کو سونپ کر کہا اس شخص کو آرام سے رکھو اور جسقدر خرچ اسکو درکار ہو ہماری سرکار سے
ملے اُس سردار نے مع گٹھریون کے مجھے لے جا کر ایک اچھے مکان مین اُتارا اگرچہ مین روز بادشاہ کے
دربار مین حاضر ہوا کرتا اور وقت فرصت شہر اور وہان کے عمارات اور عجائبات جا کر دیکھتا جزیرہ
سراندیپ کا خط استوا کے نیچے واقع ہوا ہے اسو جہ سے دن اور رات وہان ہمیشہ برابر رہتے ہے طول
اسکا اسی میل اور اسی قدر عرض ہے اور شہر کے چارون طرف بڑے بڑے پہاڑ ہین بطور
درّے کے وہ شہر واقع ہے اور سمندر وہان سے تین دن کی راہ پر ہے لعل و ہیرا جواہرات
وغیرہ کی اُس جا پر کھان ہے اور کورنڈ کہ ہیرے اور دوسرے سخت جواہرات کو کاٹتا اور
تراشتا ہے اُس جزیرے مین بہت دیکھا کھوپرے وغیرہ میوؤن کے درخت بہت نظر پڑے
اور موتی وہان کے دریا مین بہت ہین اور وہ پہاڑ جسپر آدم علیہ السلام بعد بہشت سے نکالے
جانے کے رہتے تھے جا کر مین نے دیکھا اور اُس پہاڑ پر چڑھکر اُسکی سیر و زیارت کی پھر مین نے
بادشاہ سے اجازت وطن جانے کی مانگی اُسنے مجھے بہت کچھ نقد اور تحائف دیکر رخصت کیا
اور ایک خط شوقیہ اور بہت سوغات قیمتی اور اچھے اچھے تحفے اُس ملک کے دیکر کہا کہ تم
اسکو میری طرف سے اپنے بادشاہ خلیفہ ہارون رشید کے حضور مین گذراننا مین بخوشی تمام
اُس خط اور تحفون کو لیکر جہاز پر سوار ہوا بادشاہ سراندیپ نے کپتان و اہل جہاز سے میرے
واسطے بہت سفارش کی کہ اُس شخص کو بحفاظت اور بآرام تمام اُسکے شہر مین پہونچانا نامہ بادشاہ
سراندیپ کا خلیفہ کے نام پر کسی جانور کی کھال پر لکھا ہوا تھا اُس ملک مین وہ بقیمت گران
ہاتھ آتی تھی کیونکہ بہت نادر اور کمیاب تھی رنگ اُس چمڑے کا زرد تھا اور لاجورد سے لکھا ہوا
مضمون اُس نامہ کا ہندی زبان مین اس طرح تحریر تھا یہ نامہ بادشاہ ہند کی طرف سے
ہے جسکی سواری کے آگے ایک ہزار فیل کا ہجوم ہوتا ہے اور اُسنے ایسا محل سکونت کے
واسطے اختیار کیا جسکی چھت مین لاکھ لعل جڑے ہوئے چمکتے ہین اور اپنے خزانے مین بیس
ہزار تاج ہیرون سے مرصع رکھتا ہے خلیفہ ہارون رشید کے نام پر یہ تحفے ہم تمکو اس طرح
بھیجتے ہین جیسے بھائی بھائی کو یا دوست دوست کو بطور ہدیے کے اپنی دوستی اظہار اظہار
کرنے کو بھیجے اور ہم چاہتے ہین کہ تم ہم سے راضی اور خوش ہو اور ہمین اپنا دوست سمجھو کر

صادق محب خالص سمجھو ہم تمکو سلام بھیجتے اور خیر و عافیت تمھاری پوچھتے ہین فقط اور منجملہ تحفونکے
پہلا تحفہ ایک پیالہ پون گرہ کے دل کا تھا لعل سے بنا ہوا اور گرد اُسکے جھالر موتیون بیش بہا
کی لگی ہوئی ہر ایک موتی اُسکا بوزن آدھے درہم کے تھا دوسرا تحفہ کھال ایک قسم کے سانپ
کی تھی کہ فلس اسکے چوڑے برابر ریال کے تھے خواص اُسکا یہ تھا کہ جو کوئی اُسپر سوئے یا لیٹے کبھی
بیمار نہو تیسرا تحفہ بقدر پچاس ہزار درہم کے نفیس و نادر لکڑی عود کی تھی چوتھا تحفہ تیس دانے کافور
کے پستے کے برابر پانچوان تحفہ ایک کنیز نہایت حسین و دلفریب جسکی پوشاک مین جواہرات
قیمتی ٹکے ہوئے الغرض میری خوش طالعی سے وہ جہاز بخیر و عافیت جلد بندر بانسرہ کو ہو پہنچا
اور وہان سے بغداد مین آیا پہلے مین نامہ اور تحفہ بادشاہ سراندیپ کا لیکر در دولت پر خلیفہ
ہارون رشید کے حاضر ہوا اور اُس لونڈی کو بھی لیے گیا اور اپنے حاضر ہونیکی خبر خلیفہ کو کہلا بھیجی
خلیفہ نے مجھے یاد فرمایا حضار دولت مجھے لے گئے مین نے بعد زمین بوسی کے نامہ اور
سوغات بادشاہ سراندیپ کی گذرانی جب اس نے مضمون خط کو پڑھا مجھسے پوچھا کیا حقیقت
مین وہ بادشاہ اتنا ہی بڑا ہے جیسا کہ وہ اپنے خط مین لکھتا ہے مین نے عرض کیا کہ امیرالمومنین
ہان مین اُس کی شوکت اور عظمت بچشم خود دیکھکر آیا ہون سب سے زیادہ عجیب و غریب
اسکا محل رہنے کا نظر آیا اور جب وہ سوار ہوتا ہے آگے اُس کے دو دستہ اُسکے وزیرا و امیر
اور سب اُمرا ہاتھیون پر سوار ہو صف باندھکر چلتے ہین اور آگے تخت کے افسر برچھے
طلائی ہاتھ مین لیے ہوے اور ایک شخص ستون سونے کا لیکر پیچھے اُسکے ہوا کرتا ہے اُس
ستون کے سر پر ایک زمرد آدھی گرہ کا لنبا اور پون گرہ کا موٹا چمکتا نظر آتا اور ایک ہزار جوان
لباس ریشمی وغیرہ سنہری روپہلی پہنے ہوے ہاتھیون پر سوار اُسکی جلو مین رہتے ہین اور
ہاتھیون کے اسباب اور ہودے ایسے قیمتی کہ انکا بیان نہین ہوسکتا اور جب اس کا
ہاتھی روانہ ہوتا ہے تو ایک سردار آگے ہاتھی کے باواز بلند بار بار یہ صدا کرتا ہے یہ
بڑا بادشاہ زبردست ہندوستان کا ہے جسکے محل مین ایک لاکھ لعل جڑے ہین اور
بیس ہزار تاج ہیرے کے رکھتا ہے اور رہتے مین اس تاجور سے سب سلطان اور مہاراج
ہین جب اگلا سردار یہ صدا کر چکتا ہے تو دوسرا کہ پیچھے اُس تخت کے رہتا ہے

پکار

یون پکار کر کہتا ہی یہ بادشاہ باوجود اس بڑائی اور اقتدار کے تو مریگا پھر اگلا کہتا ہی سلام اسکو کرو کہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور کبھی نہ مریگا ایسا عادل ہی کہ اسکے ملک مین کوئی قاضی اور مفتی نہین اسکی رعایا ایسی باہم رہتی ہی کہ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہین کرتا ہو محبت اور الفت سے آپس مین زندگانی کرتے ہین سواسطے حاجت عدالت اور قاضیون کی وہان ہرگز نہین خلیفہ نے اس حال کو سنکر کہا تیرے کہنے اور خط کے مضمون سے وہ بادشاہ نہایت عاقل اور دانشمند معلوم ہوتا ہی اور مقتضا عقل و دانش کا یہی ہی کہ ایسا عادل و منصف واقع ہوا پھر خلیفہ سے مجھے خلعت دیکر رخصت کیا سندباد نے اپنے چھٹے سفر کا حال بیان کرکے حسب معمول سو ریال ہندباد کو دیے دوسرے دن اسکے مصاحب اور ہندباد کھانیکے وقت حاضر ہوے اور بعد فراغت کھانے کے سندباد نے اپنے ساتوین سفر کا حال اس طرح کہنا شروع کیا۔

بیان سندباد جہازی کے ساتوین سفر کا

صاحبو مین نے بعد چھٹے سفر کے عہد کیا کہ پھر کبھی سفر دریا کا نہ کرون بلکہ عمر بھر نام نہ لون غرض آرام سے اپنے گھر رہنے لگا ایک دن خلیفہ نے مجھے طلب فرماکر کہا سندباد تو میری طرف سے پھر بادشاہ سراندیپ کے پاس جا اور میرا نامہ اور تحائف اسے پہونچا مین چاہتا ہون جیسا کہ وہ باخلاق پیش آیا ہی مین بھی اسکا عوض کرون مین نے عرض کیا کہ مین نے قسم کھائی ہے کہ پھر سفر کے ارادے بغداد سے نہ نکلون اور اپنے چھوؤن سفر کی مصیبتین اسکے حضور مین کہہ سنائین خلیفہ نے انکو سنکر نہایت تعجب کیا اور کہا فی الواقع یہ سب حال عجیب و غریب ہین لیکن ایک بار پھر میری خاطر جزیرۂ سراندیپ تک جانا ضرور ہی پھر تو اور سفر نہ کیجیو مین نے چار و ناچار جانا جزیرۂ سراندیپ کا قبول کیا اسنے ایک ہزار ریال مجھے راہ خرچ دیکر کہا جلد تیاری جانے کی کر مین نے کئی دن کے عرصہ مین تیاری کی اور خلیفہ سے تحفے اور خط لیکر بندر بانسرہ کو گیا اور وہان سے جہاز پر سوار ہو تھوڑے عرصہ مین مع الخیر جزیرہ سراندیپ مین پہونچا اور ارکان دولت کی معرفت بادشاہ کو اپنے آنے کی اطلاع کی بادشاہ نے مجھے بلوایا مین حاضر ہوکر آداب و تسلیمات بجالایا بادشاہ نے دیکھتے ہی مجھے پہچانا اور بہت خوش ہوکر

کہا سندباد تو خیر و عافیت سے ہی مین نے آداب بجا لاکر عرض کیا الحمد للہ کہ مین نے حضور کو پھر دیکھا پھر مین نے اُسکی تعریف و توصیف اور شکر گذاری بہت کرکے خط اور تحفجات خلیفہ کے گزرانے اُسنے انکو بہت خوش ہوکر لیا خلیفہ نے ایک فرش طلا کا ہزار ریال کی تیاری کا اُس کے لیے بھیجا تھا اور سوا اسکے پچاس قبا یئن بہت اچھے کپڑون کی جو بنی ہوئی انگلنڈ یہ کیرو وغیرہ ملکون کی تھین اور کئی فرش قرمزی رنگ کے جنکے اوپر اچھا کام کیا ہوا تھا اور ایک پیالہ عقیق کا ایک انگشت کی مقدار پر موٹا اور کنارے پر تصویر آدمی کی اس وضع سے کندہ تھی کہ وہ اپنے زانو زمین پر رکھے تیر کمان سے چلا کر شیر کو مارتا ہے سوا اسکے ایک تخت گران قیمت جو حضرت سلیمانؑ کا تھا اور خلیفہ نے اُسکی بہت قیمت دی تھی اور مضمون خط خلیفہ کا یہ تھا عنوان خط خلیفہ کا عبد اللہ ہارون رشید کی طرف سے جو فضل خدائے تعالیٰ سے خلیفہ اور جانشین اپنے اسلاف اشراف کا ہے سلام پہونچے بادشاہ صاحب اقبال ذوی الاقتدار کہ بطفیل سردار رہنماؤن راہ مستقیم کے ہم نے پایا تمھارا نامہ ساتھ کمال خوشی کے اب ہم بھیجتے ہین جواب اُسکا مع بعض تحفون کے یقین ہے کہ وہ خط تمھاری نظر سے گذریگا اور اسکے مضمون سے محبت کا حال جو ہمکو بہ نسبت تمھارے ہے معلوم ہوگا فقط بادشاہ سراندیپ مضمون پڑھکر نہایت مسرور ہوا بعد اسکے مین نے رخصت ہونے کی طلب کی وہ براہ شفقت جلد رخصت نہین کرتا تھا آخر میرے اصرار سے اُسنے خلعت اور انعام مجھے دیکر رخصت کیا مین نے جہاز پر سوار ہوکر سیدھا راستہ بغداد کا لیا مگر بدقسمتی سے مین جلد پہونچ نہ سکا روانگی جہاز کو تین چار دن گذرے تھے کہ ہمین قزاقون نے آکر گھیر لیا ہم اُنسے مقابلہ نہ کر سکے آخر اُنھون نے ہمارا جہاز لوٹ لیا اور سب کو پکڑ کر اپنا غلام کیا اور جنھون نے اُنسے مقابلہ کیا وہ سب مارے گئے پھر اُنھون نے ہمین برہنہ کیا اور ایک جوڑا گزی کا غلامانہ پہنا دیا اور دور و دراز جزیرے مین لیجا کر ہم سبکو بیچ ڈالا مجھے ایک بڑے مالدار تاجر نے مول لیکر اپنا غلام بنایا اور ایک دن مجھسے پوچھا کہ تجھے کوئی کام آتا ہے مین نے کہا مین تجارت پیشہ ہون تاجر نے کہا تجھے تیر لگانا آتا ہے مین نے کہا ہان لڑکپن مین تیراندازی سیکھی تو تھی تاجر نے مجھے تیر و کمان دیکر اپنے ساتھ ہاتھی پر سوار کیا اور ایک بڑے جنگل مین کہ شہر سے قریب تھا لے گیا اور بہت دور مجھکو ایک

جگہ اُتار دیا اور ایک بڑا درخت دکھا کر کہا اُسپر تو چڑھکر بیٹھ اور جو ہاتھی ادھر سے گذرے اُسکو تیر سے
مار ہاتھی اس جنگل میں بہت ہیں اگر کوئی ہاتھی تیرے ہاتھ سے مارا جائے تو مجھے خبر کیجیو تاجر مجھے
کھانا دے کر شہر کی طرف چلا گیا میں اُس درخت پر چڑھکر بیٹھ رہا رات کو کوئی ہاتھی نظر نہ پڑا
مگر دوسرے دن وقت طلوع آفتاب ہاتھی آئے میں نے بہت تیر اُنکو مارے ایک ہاتھی زخمی
ہوکر گرا باقی بھاگ گئے میں شہر میں گیا اور سوداگر سے کہا وہ بہت خوش ہوا اور مجھے اچھی
غذا کھلا کر میری بہت تعریف کی دوسرے دن پھر ہم دونوں اس جنگل میں گئے اور میں
نے اُس ہاتھی کو کھود کر گاڑ دیا تاجر نے کہا جب یہ ہاتھی سڑ جائے تو دانت اُس کے
نکال لائیو وہ بہت نفع کی چیز ہے دو مہینے تک میں یہی کام کرتا رہا روز ایک ہاتھی تیر سے
مارتا کبھی درخت سے اُترتا اور کبھی اُسپر چڑھ جاتا ایک روز فجر کے وقت میں درخت پر چڑھا ہوا
منتظر ہاتھیوں کے آنے کا تھا کہ دفعتًہ ایک فوج کی فوج ہاتھیوں کی آئی اور اُس
درخت کو جس پر میں تھا گھیر کر مہیب آوازیں کرنے لگے اور مجھے دیکھکر اپنی

تصویر ہاتھیوں کے جنگل کی اور ایک بڑے ہاتھی کا درخت کو اکھیڑنا جسپر سندباد بیٹھا تھا

سونڈون کو درخت کی جڑ مین لپیٹ کر کھینچتے تھے مین نہایت ڈرا اور میرے تئین ایسا رعشہ ہوا
کہ تیر و کمان میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑے مین جینے سے مایوس ہوکر اُسکی شاخون
مین لپٹ رہا ایک بڑے ہاتھی نے اپنی سونڈ کو درخت مین لپیٹ کر درخت کو جڑ سے اُکھاڑ
زمین پر ڈالدیا مین زمین پر آ رہا ہاتھی نے مجھے اُٹھا کر اپنی پشت پر بٹھا لیا مین خوف سے مُردے
کیطرح اُسکی پیٹھ پر پڑ گیا پھر وہ بڑا ہاتھی سب سے آگے ہوا اور سب ہاتھی اُسکے پیچھے قطار باندھ
چلے یہانتک کہ مجھے وہ ایک مکان مین لیگیا اور اپنی پیٹھ سے اُتار کر زمین پر بٹھا دیا اور وہان
سے سب ہاتھیون کے ساتھ وہ چلا گیا مین بڑی دیر تک اُس جگہ بیٹھا رہا جب دیکھا کہ کوئی
ہاتھی اب نہین ہے تو مین مطمئن ہوکر اُٹھا ایک بہت چوڑا گڑھا ہاتھی کی ہڈیون اور دانتون سے
بھرا ہوا نظر آیا مین متعجب ہوکر سوچا کہ یہ ہاتھی بہت عقلمند ہین جب مجھے ثابت ہوا کہ فقط مین
دانتون کے واسطے اُنکو جان سے مارتا ہون تو اُنھون نے مجھے اس غار پر لا کر دکھلا دیا کہ یہان
بہت دانت ہین جتنے چاہے اور آیندہ ہمین نہ مار مین نے ایک رات دن مین اپنے آقا
کے پاس پہونچ کر سب کیفیت بیان کی آقا خوش ہوکر با آواز بلند کہنے لگا اے غریب سندباد مین
نے جنگل مین جا کر تجھے بہت ڈھونڈھا مگر تیرا پتہ کہین نہ لگا مین سخت متردد تھا بارے الحمد اللہ
کہ اب تو خوشخبری لیکر خیریت سے آیا پھر میرے ساتھ وہان جا کر فیل دندان جسقدر اُٹھا سکا
اپنی سواری کے ہاتھی پر لادلایا اور مجھ سے کہا بھائی آج سے مین نے تجھے آزاد کیا اب مین
بہت مالدار ہو جاؤنگا خدا تیری عمر و دولت مین برکت دے اے سندباد ان ہاتھیون نے اس
جنگل کے میرے بہت غلام جان سے مارے مگر خدا نے تجھے محفوظ رکھا تیری عمر بہت
بڑی ہوگی اور بہت فراغت سے تو دنیا مین رہے گا اب بدولت تیرے مین اور اُس
شہر کے سب لوگ بسبب پانے کھان ہاتھی دانت کے بہت مالدار ہو جائینگے اور تو
خاطر جمع رکھ عنقریب موسم جہاز آنے کا پہونچتا ہے واسطے فیل دندان لادنے کے حسب معمول
جہاز آئینگے ہم تجھے بہت خرچ دیکر اُن پر سوار کر کے تیرے وطن کی طرف رخصت کر دینگے مین نے
اُسکی بہت شکر گزاری کی اور دعائین دین پھر مین اُس شہر مین منتظر موسم جہاز کا رہا اور کئی
بار اس عرصہ مین مین نے فیل دندان اُس گڑھے سے لا کر اُسکا گھر بھر دیا جب اُس تاجر ٨

کو سیری حاصل ہوئی اُسنے اور تاجرون کو اُس گڑھے سے اطلاع کی وہ بھی جاکر خاطر خواہ فیل
دندان اُٹھا لائے یہانتک کہ موسم جہاز کا پہونچا اور بہت جہاز اس شہر مین آئے میرے آقا نے
مجھے جہاز پر سوار کرکے آدھے فیل دندان مجھے دیے اور میرے نام سے اُس جہاز پر بار کئے
اور کھانے پینے کی چیزین بہت سی میرے ساتھ کر دین اور اس ملک کے بہت تحفے اور نادر
چیزین دیکر رخصت کیا چنانچہ مین اُسکا شکر بجالا کر جہاز پر اس شہر سے روانہ ہوا اثناے راہ
مین کئی جزیرون سے ہوتے ہوئے جزیرہ تیرہ فرہ مین گیا اور وہان سے خشکی کے رستے
بندر بالنسرہ کو پہونچا اور راہ مین فیل دندان بیچکر ملکون کی تحفہ تحفہ چیزین مول لین اور بہت
دنون مین بغداد پہونچا اور وہان پہونچتے ہی اول خلیفہ کے حضور مین حاضر ہوا اور سب
حال خط اور تحفون کے پہونچانے کا بادشاہ سرندیپ کو ظاہر کیا خلیفہ نے فرمایا تیری طرف
سے مجھے ہمیشہ تعلق رہا کیا اور تیرے واسطے خدا سے دعا مانگتا تھا کہ تجھے بخیر یہان پہونچائے
جب مین نے قصہ فیلون کا اُس سے کہا اُسنے سُنکر بہت تعجب کیا اور اس حال کو مانند حال
اور سفرون کے تصور کرکے ایک منشی کو فرمایا کہ میری سب سرگذشت سُنہرے حرفون سے
لکھکر خزانے مین داخل کرے پھر اُسنے مجھے خلعت اور بخشش دیکر رخصت کیا صاحبو جب سے
مین اپنے اہل و عیال و اقربا اور دوستون مین رہنے لگا سند باد نے حال اپنے ساتوین سفر کا بیان
کرکے ہندباد سے کہا اے دوست تو نے کسی کو سُنا ہے کہ ایسے مصائب مین جو مین نے اُٹھائے ہین مبتلا
ہوا اور پھر اس آرام سے اپنی زندگانی بسر کی ہندباد نے اُسکے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا حق یون ہی
کہ جسقدر رنج تمنے ان سفرون مین محنت اور جانبازی کی ہو کسی بشر کا مقدور نہین کہ کرسکے تمھارے
حالات مصائب سُنکر میری قرار واقعی تسلی ہوئی اب مین اپنے اس حال محتاجی کو
بہت غنیمت جانتا ہون حق تعالی تمھین اسی طرح سے خوش و خرم آخر دم تک رکھے میرا
قیاس غلطی پر تھا جو مین نے شکایت زمانے کی کی اور رشک تمھارا کیا پھر سند باد نے ایک
سو ریال ہندباد کو دیکر کہا کہ تم اب مزدوری کرنا چھوڑ دو اور میری رفاقت مین رہا کرو
تمھارے اہل و عیال کی خبرگیری مین اپنی زندگی تک بخوبی کیا کرونگا چنانچہ ہندباد نے
تمام عمر اپنی سند باد کی رفاقت مین رہ کر بخوبی بسر کی

قصہ تین سیب اور مارے جانے ایک بی بی کا دھوکے مین

ملکہ شہرزاد نے شہریار سے عرض کیا کہ خلیفہ ہارون رشید اکثر رات کو تنہا بھیس بدل کر شہر بغداد مین پھرا کرتا تھا چنانچہ اُسنے ایک دن اپنے وزیر جعفر سے فرمایا کہ آج کی رات مین اس شہر مین گشت کرونگا تاکہ دریافت ہو کہ میری رعیت کا کیا حال ہی اور تھانہ دار اُنکی نگہبانی و محافظت کیونکر کرتے ہین اور اگر اُنکو خائن اور غافل پاؤنگا تو دوسرون کو بجاے اُن کے مقرر کرونگا اور جو اپنے کام پر مستعد ہونگے تو انعام دونگا وزیر جعفر وقت معین مین رات کو حاضر ہوا خلیفہ وزیر اور سردار وہ خواجہ سراؤن کو ہمراہ اپنے لیکر شہر کی طرف گیا اور تینون نے ایسا بھیس بدلا کہ ہرگز پہچانے نہین جاتے تھے پھر وہ کئی بازار اور کوچون سے ہوکر ایک تنگ گلی مین وارد ہوے اُنھون نے چاندنی مین ایک شخص طویل القامت اور سفید ریش کو دیکھا کہ جال سر پر اور ٹوکرا ناریل کے پتون کا کاندھے پر دھرے ہوے لاٹھی ٹیکتا چلا جاتا ہے خلیفہ نے کہا یہ شخص بہت غریب معلوم ہوتا ہی اسکا حال پوچھنا چاہیے وزیر جعفر نے آگے بڑھکر اُس سے پوچھا تو کون اُسنے کہا مین ماہی گیر ہون کہ اس پیشہ مین محتاجی مجھے گھیرے رہتی ہو آج دوپہر سے مین مچھلیان پکڑنے گیا تھا جب سے ابتک ایک مچھلی میرے ہاتھ نہ لگی خالی ہاتھ گھر کو پھرا جاتا ہون ایک زوجہ اور کئی چھوٹے چھوٹے لڑکے میرے ہین حیران ہون کہ آج کہان سے انکو کھانا دونگا خلیفہ کو رحم آیا اور اُس سے کہا دریا پر پھر چلکر ایک بار اور تو جال ڈال کچھ نکلے یا نہ نکلے ایک سو ریال تجھکو ملینگے ماہی گیر نے اُن تینون کے ساتھ جاکر دریاے ٹگرس کے کنارے جال کھولا اور سوچنے لگا کہ یہ تینون شخص نہایت اشراف اور دانشمند نظر آتے ہین مجھسے جھوٹ نہ بولینگے یقین ہی کہ اپنے وعدہ کو وفا کرین یہ سوچکر اُس نے جال دریا مین پھینکا تھوڑی دیر کے بعد جب کھینچا تو اُس جال مین ایک صندوق بند بہت بھاری نکلا خلیفہ نے سو ریال ماہی گیر کو وزیر سے دلواکر جلد رخصت کیا اور مسرور اُس صندوق کو اپنے مونڈھے پر رکھکر لے چلا خلیفہ اُسکو اپنے محل کی طرف لے گیا اور وہان پہونچکر صندوق کو کھولا اُس مین کوئی چیز ناریل کی چٹائی مین سُرخ ڈورے سے سی ہوئی دیکھی جلد چھُری سے اُن ٹانکون کو کاٹ ڈالا اُس چٹائی کے اندر ایک لفافہ کہ پُرانے

پردے مین لپٹا ہوا اور اُسپر ایک رسی بندھی ہوئی تھی پایا جب اُسکو کھولا تو اس لفافے کے اندر لاش ایک بی بی کی کہ سفید زیادہ برف سے تھی ٹکڑے ٹکڑے دیکھی خلیفہ وزیر پر نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ تو ایسی ہی حفاظت میری رعیت کی کیا کرتا ہے تیرے عہد وزارت مین شہر کے اندر ایسے ظالم اور بدکردار لوگ رہین جو میری رعیت کو اس سنگدلی سے مارکر دریا مین ڈال دین تعجب ہو کہ قیامت کے دن ایسے مقتولون کے خون کا مجھ سے مواخذہ ہوگا اگر تو جلد تلاش کرکے قصاص قاتل سے اس بی بی کا نہ لیگا تو مین قسم خدا کی عوض اس خونی کے تجھے اور چالیس شخصون کو تیرے اقربا سے قتل کرونگا تین دن کی مہلت تجھے دی جاتی ہے اس عرصہ مین اُسے پیدا کر وزیر جعفر کمال مغموم اپنے گھر آیا اور دل مین کہنے لگا کہ اتنے بڑے شہر آباد بغداد مین دستیاب ہونا قاتل کا بہت دشوار ہے اور یا لفرض اگر اس خونی کو مین نے پایا تو گواہون کو اسکے کہان سے پیدا کرونگا اور یقین ہے کہ وہ قاتل کب کا اس شہر سے چلا گیا ہوگا اور اگر اپنی مخلصی کے لیے کسی مجرم خونی کو جو جیل خانہ مین قید ہو بادشاہ کے حضور مین حاضر کرکے اُسے قاتل اس بی بی کا ظاہر کرون ہو سکتا ہے مگر میرا دل نہین چاہتا کہ مرتکب ایسے امر مکروہ کا ہون پھر اُسنے تھانہ دارون اور برقندازون کو حکم کیا کہ جلد اُس خونی کو جسنے اس بی بی کو قتل کیا ہے تین دن مین تلاش کرکے پیدا کرین اگر پیدا نکرینگے تو میری جان جائیگی وہ سب اور وزیر اپنی جان کے خوف سے چارون طرف شہر کے دوڑے اور خانہ بخانہ اُس خونی کی تلاش کرنے لگے باوجود اُس جستجو کے کہین اُسکا سراغ نہ لگا یہان تک کہ تین دن گذرے اور ہنرادل بادشاہی وزیر کو پکڑ لے گئے بادشاہ نے پوچھا تو نے قاتل کو پیدا کیا وزیر نے رو کر کہا خداوند باوجود بڑی تلاش اور جستجو کے اب تک کہین اُسکا ٹھکانا نہین لگا بادشاہ نے خفا ہو کر حکم کیا کہ وزیر اعظم اور چالیس اُس کے اقربا کو جو قوم برمکی سے ہون لیجا کر میرے محل کے دروازے پر گردن مارو خلیفہ کے فرماتے ہی اکتالیس لکڑیان پھانسیون کی کھڑی ہوگئین اور چالیس برمکی گھرون سے پکڑ آئے اور تمام شہر مین ڈھنڈھورا پھرنے لگا کہ حکم سے خلیفہ کے وزیر جعفر اور چالیس اسکے اقربا پھانسی دیے جاتے ہین جسکو دیکھنا منظور ہو آکر

دیکھے ایک گھڑی مین تمام شہر مین خبر مشہور ہو گئی پھر جب وزیر اور چالیس اُسکے اقربا کو پھانسی کے تلے بٹھلایا اور اُنکی گردنون مین رسیان ڈالین ایک خلقت وہان جمع ہو گئی اور وزیر کو جو بسبب اُسکی نیاک نہادی اور خوش خلقی کے سب خلق بغداد کی دل سے زیادہ عزیز رکھتی تھی اس حال مین اُسے دیکھکر واویلا کرنے لگی اور تمام قلمرو خلیفہ کے باشندے وزیر کے انصاف سے نہایت راضی تھے مگر کوئی بادشاہ کو اس حکم سے باز نہین رکھ سکتا تھا القصہ قریب تھا کہ جلاد وزیر اور اُن چالیسون آدمیون کو پھانسی دے اتنے مین ایک جوان خوبصورت نے وزیر کے ہاتھون کو بوسہ دیکر کہا کہ اُس بی بی کو مین نے قتل کیا ہے وزیر اگرچہ خوش ہوا مگر جوان پر اُس جوان کی بہت کڑھا اور اس سے پوچھ رہا تھا کہ ایک درازقد بڈھے نے کہا یہ جوان جھوٹ کہتا ہے مین نے اُس بی بی کو قتل کیا ہے جوان نے وزیر سے کہا یہ بڈھا جھوٹا ہے قاتل اسکا مین ہون غرض وزیر دونون کو خلیفہ کے حضور مین لے گیا اور حقیقت حال عرض کی ان دونون نے خلیفہ کے سامنے بھی وہی ظاہر کیا خلیفہ نے حکم دیا کہ وزیر وغیرہ کو چھوڑ دو اور ان دونون کو بعوض خون اس بی بی کے گردن مارو وزیر نے عرض کیا خداوندا دو کا مارنا ایک خون کے عوض خلاف انصاف کے ہے اتنے مین جوان نے قسم خدا کی کھاکر کہا کہ اس بی بی کو مین نے چار دن گذرے کہ قتل کر کے صندوق مین بند کر دریا مین ڈال دیا تھا خلیفہ کو یقین ہوا کہ قاتل یہی ہے اور وہ مرد پیر بھی خاموش ہو رہا کچھ نہ بولا تب جوان سے پوچھا کہ تو نے کس واسطے اس بے رحمی سے اس بیوی کو مارا اور کیون آپ قتل ہونے کے لیے حاضر ہوا اور تو نے ذرا خوف خدا در حاکم کا نہین کیا جوان نے کہا خداوند جو امر میرے اور اُس بی بی کے درمیان گذرے ہین سب لکھے جاوین تا دوسرے عبرت پاوین خلیفہ سننے فرمایا بیان کر جوان نے اپنے قصہ کو اس طرح بیان کیا

قصہ اُس جوان بی بی اور اُس جوان کا کہ اُسکا شوہر تھا

خداوندا یہ بی بی مقتول میری زوجہ اور اس بڈھے کی بیٹی ہو اور یہ میرا چچا ہے بارہ برس کی عمر مین اس بی بی سے اس بڈھے نے میری شادی کر دی گیارہ برس کے عرصہ مین تین بیٹے

میرے اُس سے پیدا ہوئے چنانچہ وہ تینون ابتک زندہ ہین یہ بی بی میری نہایت مطیع اور پاکدامن تھی اور ہمیشہ مجھے رضامند رکھتی اور مین بھی اُسے عزیز رکھتا اور ہر وقت اُسکی خاطرداری و دلجوئی مین رہتا عرصہ ایک مہینے کا گذرا ہے کہ وہ بیمار ہوئی مین نے حتی الامکان اسکے علاج مین کوشش کی بعد ایک مہینے کے اُسنے صحت پائی اور قبل غسل صحت اُسنے مجھسے کہا میرا جی سیب کھانے کو چاہتا ہو کہین سے اگر نہ ملے گا تو پھر مین بیمار پڑجاؤن گی مین نے کہا بی بی مین تلاش کرکے لاؤنگا یہ کہکر مین فی الفور بازار گیا اور ہرچند عوض ہر دانے کے ایک ریال دینے کو راضی ہوا پر کوئی سیب میرے ہاتھ نہ لگا آخر مایوس ہوکر گھر آیا وہ بی بی جب حمام سے غسل کرکے گھر آئی اور سیب کو نہ پایا نہایت رنجیدہ ہوئی رات بھر اسے نیند نہ آئی مجھے رنج ہوا اور فجر ہوتے شہر کے باغون مین جاکر سیب تلاش کیا وہان بھی نہ پایا آخر ایک بڈھے مالی نے کہا ان دنون سوائے باغ بادشاہی کے جو شہر بانسرہ مین ہے کہین سیب نہ ملیگا مین بانسرے پہونچا اور تلاش کرتے کرتے تین سیب فی دانہ ایک ریال دیکر مول لیے اور پندرہ دن مین اپنے گھر آیا اور تینون اپنی بی بی کو دیے وہ دیکھکر بہت خوش ہوئی اور انکو سونگھنے لگی اور اپنے پلنگ کے نیچے رکھدیے اور بسبب ضعف کے لیٹی رہی مین اپنی قدیمی دکان پر کہ چوک کے بزازے مین تھی جا بیٹھا تھوڑے عرصہ کے بعد مین نے ایک غلام حبشی دراز قامت کو دیکھا کہ میری دکان کے آگے سے ایک سیب ہاتھ مین لیے ہوئے اچھالتا جاتا ہے مین نے سیب کو پہچانا کہ یہ تو انھین تینون سیبون مین سے ہے جنکو مین بانسرہ سے لایا تھا ورنہ اس حبشی نے کہان سے پایا میرے دل مین ایسی خلش ہوئی کہ مین تحمل نکرسکا آخر اُس حبشی سے بلاکر پوچھا کہ تو نے یہ سیب کہان سے پایا اُس نے مسکراکر جواب دیا کہ یہ تحفہ میری معشوقہ کا ہے آج مین اُسے دیکھنے گیا تھا اسکے پاس تین سیب رکھے ہوئے تھے مین نے پوچھا کہ یہ سیب کہان سے آئے اُسنے کہا میرا شوہر سفر دراز کرکے اُنھین میرے واسطے لایا ہے پھر مین نے اور اُس بی بی نے ملکر کھانا کھایا اور رخصت کے وقت مین نے ایک سیب وہان سے اُٹھا لیا ان باتون کو سنکر میرے ہوش جاتے رہے اور فوراً دکان بند کرکے جلد گھر مین گیا اور اپنی بی بی کے کمرے مین جاکر

دیکھا کہ صرف دو ہی سیب اسکے پاس رکھے ہین مین نے پوچھا کہ تیسرا سیب کیا ہوا اس نے
بے پروائی سے جواب دیا مجھے معلوم نہین کہ کیا ہوا اسکے اس جواب دینے سے مجھے غیرت نے
اس مرتبہ مین لیا کہ بے اختیار ہوکر چھری اُسکے حلقوم پر پھیر دی پھر اسکے سر کو کاٹکر اسکے بدن کے
چار ٹکڑے کیے اور اُسکی لاش کو کپڑے مین باندھکر چٹائی مین لپیٹا اور اوپر لال ڈورے سے
باندھکر رات کے وقت اُسکو صندوق مین رکھکر دریاے ٹگرس پر لے گیا اور گہرے پانی مین
ڈبو دیا گھر مین آکر دیکھا کہ دو چھوٹے لڑکے میرے سوتے ہین اور بڑا لڑکا گھر سے باہر دروازہ
پر بیٹھا رو رہا ہے مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے اُس نے کہا کہ مین نے فجر کے وقت ایک سیب
اُن تینون سیبون سے جنکو تم میری مان کے لیے لائے تھے بے اطلاع اسکے اُٹھا لیا اور
دیر تک اپنے چھوٹے بھائیون کے ساتھ اس کوچے مین کھیلا کیا ایک غلام حبشی ادھر سے
جاتا تھا سیب کو میرے ہاتھ سے چھین کر لے بھاگا مین نے دوڑکر ہر چند مانگا اور رو کر کہا کہ میرا
باپ بہت دور سے میری مان بیمار کے واسطے لایا ہے مگر اُسنے مجھے نہ دیا بلکہ مارا اور بھاگ
گیا جب سے ابتک مین اُسی غلام کی تلاش مین پھرتا تھا ابھی تھک کر دروازہ پر بیٹھا کہ تمکو آتے
دیکھا اور تمھارے ڈر سے رونے لگا للہ بابا جان تم میری مان کو کچھ نہ کہنا نہین تو اُسکو زیادہ
رنج ہوگا پھر میرا لڑکا بہت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا یہ کلام سُنکر مین دیر تک سکتے مین رہا جب
ذرا افاقہ ہوا تو اپنے تئین ہزارون ملامت کرکے کہنے لگا اے کمبخت تو نے عبث اپنی ایسی
معشوق پارسا بی بی کو بےقصور قتل کیا اور اس نامعقول غلام کی باتین جھوٹی سچ جانکر بڑا غضب
کیا ابھی اندیشہ مین بیٹھا افسوس کر رہا تھا کہ میرا چچا واسطے دیکھنے اپنی بیٹی کے آیا مین نے اُس سے
اس حال کو ظاہر کیا وہ میرے غم کا شریک ہوکر رونے لگا تین دن تک مین نے اور اس نے
اس بی بی کی ماتم داری کی پھر یہ نیکمرد مبتلاے غم کا ہوا اور مین کمبخت بھی گرفتار رنج وملال کا ہون اسلیے
مین نے آکر آپکے حضور مین اقرار اپنے جرم کا کیا امیدوار ہون کہ مجھے قتل فرمایئے اب جینا میرا ہیچ ہے
خلیفہ اس قصے کو سُنکر نہایت متعجب ہوا اور اُسکی بےکسی پر بہت رحم کیا اور کہا جرم اُس شخص کا جسنے
قصداً نہین کیا خدا اور رسول کے نزدیک قابل عفو کے ہے بلکہ قابل قتل کے وہ غلام ہے جو موجب مارے
جانے اُس بی بی کا ہوا خلیفہ نے وزیر سے کہا تین دن کی مہلت مین اُس غلام حبشی کو پیدا کرو ورنہ

تو مارا جائیگا وزیر بادشاہ سے رخصت ہوکر روتا ہوا اپنے گھر گیا اور تصور کیا کہ فقط تین دن تک میری زندگی ہی چوتھے روز مقرر مارا جاؤنگا کیونکہ بغداد مین ہزارون لاکھون غلام حبشی ہین کیونکر اُس غلام کا ٹھکانا لگیگا مگر خدا کی رحمت اور عنایت سے مایوس ہونا نہ چاہیئے غرض دو روز تلاش مین اس غلام کی گذر گئے اور وہ ہاتھ نہ لگا تیسرے دن سب لوگ وزیر کے گھر کے جمع ہوکر رونے پیٹنے لگے وزیر جعفر اپنے مارے جانے پر تیار ہوکر ہر ایک اپنے اہلخانہ اور دوستون سے رخصت ہونے لگا اور وہ سب بھی اُسکے گلے لگ کر رو رو کر رخصت ہوتے تھے اتنے مین بادشاہ نے ایک سردار کو حکم کیا کہ تین دن گذر گئے اگر وزیر نے اس غلام حبشی کو پیدا کیا ہو تو لائے ورنہ میرے حضور مین حاضر ہو وزیر نے ہمراہ پہرے کے جوانے لینے کو آیا تھا جب محل سے برآمد ہوکر ارادہ جانے کا کیا ایک دائی اُسکی لڑکی کو کہ پانچ چھ برس کی تھی اور وزیر اُسے بہت پیار کرتا تھا لیکر سامنے آئی وزیر نے پہرے کے لوگون سے کہا ذرا مجھے اجازت دو کہ مین اس لڑکی کو پیار کرون یہ کہکر وہ اس لڑکی کو گود مین لیکر پیار کرنے لگا اتفاقاً اُسکے سینے مین کچھ چیز گول سی محسوس ہوئی پوچھا کہ اے فرزند تمھارے پاس یہ کیا چیز ہے اُسنے کہا سیب ہے جسپر ہمارے بادشاہ کا نام لکھا ہوا ہے مین نے اپنے غلام حبشی سے جسکا نام ریحان ہی دو ریال کو مول لیا وزیر متحیر ہوا اور جلد وہ سیب نکال لیا اور اُس غلام حبشی کو کہ اُسی کے گھر مین موجود تھا بلاکر پوچھا کہ سچ بتا تو نے یہ سیب کہان سے پایا اُسنے کہا خداوند مین بقسم عرض کرتا ہون کہ اس سیب کو نہ تو آپکے گھر سے مین نے چرایا ہی اور نہ بادشاہ کے باغ سے کئی دن ہوے کہ مین نے کوچہ مین چار چھوٹے چھوٹے لڑکون کو کھیلتے دیکھا ایک لڑکے کے ہاتھ سے جو سب سے بڑا تھا اور سیب کو اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے تھا چھین کرے بھاگا وہ لڑکا روتا ہوا میرے پیچھے دوڑا اور کہنے لگا کہ یہ سیب میرا نہین میری مان کا ہی اور وہ بیمار ہے میرا باپ بڑا سفر کرکے لایا ہی ہر چند وہ لڑکا بہت رویا مگر مین نے اُسے نہ دیا اور اپنے گھر لاکر دو ریال کو اپنی چھوٹی بیگم کے ہاتھ بیچا وزیر جعفر نے اس غلام کی بدذاتی پر بہت تعجب کیا اور اسکو بادشاہ کے حضور مین لایا غلام نے جس طرح وزیر کے روبرو تقریر کی تھی بعینہ خلیفہ کے حضور مین بھی کی بادشاہ کے نزدیک سراسر قصور اس غلام

جھوٹی کا ثابت ہوا اور بے اختیار بادشاہ ہنس پڑا پھر اپنے تئین سنبھال کے وزیر سے فرمایا کہ
تیرے غلام کے سبب سے یہ بڑا حادثہ ہوا وہ سزاوار ایسی سزا کا ہی جو باعث عبرت اور دن کا ہو
وزیر نے عرض کیا حضور سچ فرماتے ہین میرے نزدیک بھی یہی امر ثابت ہو مگر مجھے قصہ
نورالدین علی اور بدرالدین حسن کا جو وزیر بادشاہ مصر کے تھے یاد ہے اگر حضور کی مرضی ہو
تو مین اُسکو بیان کرون اگر حضور خوش ہون تو امیدوار ہون کہ قصور میرے غلام کا معاف
ہو بادشاہ نے فرمایا بہت اچھا اُسے بیان کر وزیر جعفر نے وہ قصہ اس طرح بیان کرنا شروع کیا

قصہ نورالدین علی اور بدرالدین حسن کا

اگلے زمانہ مین مصر کا ایک بادشاہ تھا نہایت قوی اور رحیم و سخی جسکے دبدبے سے سب
سلاطین اطراف ڈرتے تھے اور وہ غریب نواز اور قدردان اور رتبہ افزا اہل علم و فضل کا تھا
اُس بادشاہ کا ایک وزیر تھا دانشمند عاقل تیز فہم اور جملہ علوم مین خوب کامل اور اُس وزیر کے
دو بیٹے تھے نہایت خوبصورت اور ہر ایک امر مین قدم قدم اپنے باپ کے بڑے بیٹے کا
نام شمس الدین محمد تھا اور چھوٹے کا نام نورالدین علی کہ جو کمال خوش صفات تھا جب وزیر نے
قضا کی بادشاہ نے اُسکے دونون بیٹون کو خلعت وزارت عنایت فرمایا اور کہا کہ تمھارے
باپ کے مرنے سے مجھے کمال رنج ہوا اب تم دونون بھائی بجائے اپنے باپ کے امور وزارت
کو سرانجام دو وہ دونون بھائی بادشاہ سے رخصت ہو کر گھر آئے اور ایک مہینے تک اپنے
باپ کے غم مین رہے بعد اسکے کاروبار وزارت مین مصروف ہوے اور جب بادشاہ ارادہ شکار کا
کرتا باری باری سے ایک بھائی کو اپنے ساتھ لے جاتا اور دوسرے کو واسطے انجام امور سلطنت
شہر مین چھوڑ جاتا ایک دن شام کے وقت کہ صبح کو بڑا بھائی بادشاہ کے ساتھ شکار کو جانے
والا تھا وہ دونون بھائی بعد فراغت طعام شب آپس مین باتین اختلاط کی کرنے لگے
بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا مین چاہتا ہون کہ جس طرح ہم تم دونون باتفاق ایک جگھہ
رہتے ہین ایک ہی دن اپنی شادیان دونون بہنون کے ساتھ کہ ہمارے ہمسر کی
بیٹیان ہون کرین اس مین تم کیا کہتے ہو نورالدین علی نے کہا بھائی صاحب بہت

مناسب ہو شمس الدین محمد نے کہا اور بھی ایک امر میری خاطر مین گذرتا ہے وہ یہ کہ بعد نکاح کے ہم دونون کی بیبیان ایک ہی رات کو حاملہ ہوئین اور بعد نو مہینے کے ایک ہی دن مین وہ دونون جنین اور تمھارے گھر بیٹا ہوا اور میرے گھر بیٹی پھر جب وہ سن بلوغ کو پہونچین ہم دونون بھائی اُن دونون کی شادی ایک دوسرے کے ساتھ کر دین نور الدین علی نے کہا یہ امر بھی بہت خوب ہی مین بجان و دل راضی ہون خدا راست لائے اور یقین ہی کہ میرا بیٹا بھی موافقت مین تمھاری بیٹی کے ساتھ قاصر نہوگا دوسرے نے کہا اس مین کچھ شک نہین مگر ایک شرط ہی کہ تو اپنے بیٹے کی طرف سے اقرار کر کہ سوا اخراجات معمولی شادی کے تین ہزار ریال نقد اور تین اچھے آباد پرگنے جاگیر مین اور تین لونڈیان دے چھوٹے نے کہا مین اس شرط کو قبول نہین کرتا اسلیے کہ ہم تم دونون بھائی ہم رتبہ ہین تمکو چاہیے کہ اپنی لڑکی کو بہت سا جہیز دو نہ تم اُلٹے ہم سے شرط لینے کی کرو اگرچہ نور الدین نے اس بات کو مزاحاً کہا تھا مگر بڑے بھائی کو بہت تلخ معلوم ہوئی نہایت خفگی سے جواب دیا کہ تو اپنے بیٹے کو میری بیٹی پر ترجیح دیتا ہی مین تو جانتا تھا کہ تو میری لڑکی کی کمال عزت کرے گا برخلاف اسکے تو نے اسے نہایت کم۔ تر سمجھا اور تو نے جو اپنے تئین میرا ہمسر سمجھا یہ بھی بیجا ہے مین اپنی لڑکی کی شادی تیرے بیٹے کے ساتھ ہرگز نہ کرونگا اگرچہ تو اب کتنا ہی کچھ دے القصہ اس قضیہ نے یہانتک طول کھینچا کہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو ڈرا کر کہا فجر ہو نے دے مین بادشاہ کے حضور مین جا کر تجھے اس گستاخی کی سزا دلواؤن گا تا کہ کوئی چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے ایسی گستاخی نہ کرے یہ کہکر وہ گھر مین چلا گیا اور چھوٹا بھائی اپنی خوابگاہ مین سو رہا شمس الدین محمد دوسرے دن اٹھکر بادشاہ کے در دولت پر حاضر ہوا اور بادشاہ کے ساتھ شکارگاہ کو کہ قریب تھی گیا چھوٹا بھائی رات بھر سویا نہین غصہ مین تڑپتا رہا اور ارادہ کیا کہ اب بھائی کے ساتھ نہ رہونگا اور فجر ہوتے اُسنے ایک خچر لیا اور کچھ زر و جواہر نقد اور کھانے کو لیکر وقت کوچ کے اپنے لوگون سے یہ بہانہ کرکے کہ مین دو تین دن کے واسطے کہین جاتا ہون روانہ ہوا جب شہر کے گرد سے باہر نکلا تو قصد عرب کا کیا راہ مین خچر بیمار ہو گیا اُس نے پیادہ پا چلنے کا قصد کیا اتفاق سے ایک سوار بانسر کو

جاتا تھا نورالدین کو پیادہ پا دیکھکر اپنے پیچھے سوار کرلیا جب وہ سوار بانسرہ کو پہونچا نورالدین نے اُتر کر اسکی بڑی شکرگزاری کی اور اُس سے رخصت ہوکر واسطے ڈھونڈھنے مکان اپنی سکونت کے آگے بڑھا راہ مین ایک امیر کو دیکھا کہ بڑے تجمل سے سواری اُسکی جاتی ہے شہر والون نے بہت جھک کر سلام کیا اور صف بستہ کھڑے رہے یہانتک کہ سواری اُسکی بازار سے گزر گئی نورالدین علی نے بھی اُسے سلام کیا وہ سواری وزیر اعظم بادشاہ بانسرہ کی تھی کہ واسطے ملاحظۂ حالات شہر کے آیا تھا وزیر نورالدین علی کو دور سے دیکھکر اُسکے بشرے سے نجابت ظاہر تھی متحیر ہوا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور کدھر سے آتا ہی نورالدین علی نے کہا مین مصری ہون اور کیرو میرا مولد ہی کسی امر مین اپنے عزیز سے خفا ہوکر جلاے وطن کیا اب یہ ارادہ ہی کہ وطن کو کبھی نہ جاؤن اور عمر بھر شہر بشہر پھرا کرون وزیر نے کہ بہت بڑا بزرگ تھا اس حال کو سُنکر فرمایا اے فرزند اس ارادے سے باز رہو پھرنے مین سوا اذیت اور ذلت کے کچھ حاصل نہین تم میرے ساتھ چلو ایسا سلوک تم سے کرونگا کہ یہ سب رنج والم بھول جاؤ گے نورالدین علی وزیر کے ساتھ گیا اور اُسکے پاس رہنے لگا وزیر اُسکے رتبے اور قابلیت کو دیکھکر بڑی اُسکی عزت کرتا تھا یہانتک کہ ایک دن اُس سے تنہائی مین کہا ای فرزند مین بسبب بوڑھاپے کے اب آفتاب لب بام ہون مجھے خدا نے فقط ایک لڑکی حسین وشکیل دی ہی اب وہ قابل شادی کے ہوئی بہت امیر اور سردار اس شہر کے اپنے لڑکون کے لیے درخواست اُسکی رکھتے ہین مگر مین نے ابتک کسی کی بات منظور نہین کی اب تجھے کہ دل سے پیار کرتا ہون مین نے اُسکے لائق پایا اگر تو منظور کرے تو مین تجھے اپنا داماد کرون اور بادشاہ کی اجازت سے اس امر کو انجام دون اور عوض اپنے تجھے وزیر اس ملک بانسرہ کا کردون اور اپنی کل املاک تجھے بخشون نورالدین علی نے مشکور ہوکر کہا آپ میرے بزرگ ہین آپکا فرمانا مجھے قبول ہی وزیر نے شادی کی تیاری کی اور اہل شہر کو جمع کیا جب سب ارکان دولت مجلس مین حاضر ہوئے نورالدین علی نے وزیر سے کہا اب تک مین نے اپنے حسب ونسب کو چھپایا تھا اب مین ظاہر کرتا ہون باپ میرا وزیر بادشاہ مصر کا تھا مین اُسکا چھوٹا بیٹا ہون اور ایک بڑا بھائی میرا ہی بعد قضا کرنے والد کے بادشاہ نے ہم دونون بھائیون کو وزیر کیا چنانچہ ہم

دونون امور وزارت کو انتظام دیا کرتے تھے ایک روز میرے اور بھائی کے درمیان کچھ تکرار
آگئی مین خفا ہوکر ادہر چلا آیا وزیر بانسرہ بہت خوش ہوا کہ یہ شخص بھی وزیر زادہ ہی پھر اُسنے
اہل مجلس سے کہا کہ صاحبو ایک بھائی میرا وزیر بادشاہ مصر کا ہی اُسنے اپنے بیٹے کو یہان
بھیجدیا اور اُسکے اور کوئی اولاد نہین اور منظور اُسکو یہ ہی کہ مین اُسکی شادی اپنی لڑکی کے
ساتھ کر کے اُسکو اپنے پاس رکھون مجھے تو یہ امر موجب بقا اور ازدیاد اتحاد ہم دونون بھائیونکا
معلوم ہوتا ہی تم سب صاحب اس مین کیا کہتے ہو سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ امر بہت مناسب
ہی خدا مبارک کرے اور دونون کی عمر مین برکت دے غرض وزیر نے سب کو کھانا کھلوایا اور
ہر ایک کے آگے شیرینی رکھی اور قاضی نے آکر نکاح پڑھایا پھر سب لوگ رخصت ہوئے
وزیر نے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ نورالدین علی کو حمام مین لیجا کر نہلاؤ اور قسم قسم پوشاک اور جواہرات
سے کشتیون مین لگا کر حمام مین بھیجا اور نورالدین علی کو بعد غسل کے پنہا کر طرح طرح کی
خوشبوئین لگائین نورالدین علی وزیر کی خدمت مین حاضر ہوا وزیر نے کمال خوشی سے اُسکو
اپنے پاس بٹھا کر پوچھا کہ تم نے اس امر کو اب تک نہین ظاہر کیا جسکے سبب سے تم اپنے وطن کو
چھوڑ کر یہان آئے اب ہمارے تمھارے کسی طرح مغایرت نہین وہ سبب بھی ہم سے بیان کردو
نورالدین علی نے مفصل حال وزیر سے کہا وزیر سُنکر بہت ہنسا اور کہا فقط اتنی بات کے واسطے تم دونون
بھائیون مین نزاع ہوئی یہ امر تو محض خیالی تھا تم نے تو فقط ہنسی کی راہ سے ایک بات کہی
تھی سراسر زیادتی تمھارے بڑے بھائی کی معلوم ہوتی ہے اب تم اپنی دُلھن کے پاس جاؤ
کل مین تمھین بادشاہ کے حضور مین لے جاؤنگا یقین ہے کہ وہ سرفراز کرے نورالدین علے
اپنے خسر سے رخصت ہوکر جہان عروس کا پلنگ تھا گیا حسن اتفاق سے اُسی دن اور
اُسی ساعت شمس الدین محمد بڑا بھائی نورالدین علی کا بھی مصر مین کتخدا ہوا جسکا بیان اب کیا جاتا ہے
بعد اسکے کہ نورالدین علی کیرو سے نکل آیا شمس الدین محمد اُسکا بڑا بھائی ایک مہینے تک
بادشاہ کے ساتھ شکارگاہ مین رہا اور بعد مراجعت کے اسکو معلوم ہوا کہ وہ اُسی روز کہ بادشاہ
شکارگاہ کو گیا تھا یہان سے ایک خچر پر سوار ہوکر کسی طرف چلا گیا اور اب تک نہین لوٹا
شمس الدین محمد کو بڑا رنج ہوا اور اُسنے دریافت کیا کہ بسبب میرے سخت کہنے اور ملامت

کرنے کے بُرا مانکر کسی طرف کو وہ نکل گیا اُسنے چارون طرف آدمی دوڑائے اور لوگ دمشق اور حلب تک ڈھونڈھ آئے کہین اُسکا پتہ نہ لگا پھر اور دور دور ملکون مین بھی اُسکی تلاش کی وہان نہ ملا آخر شمس الدین محمد نے اپنی شادی ایک امیر کبیر کی لڑکی کے ساتھ اُسی دن کہ جسدن شادی نورالدین علی کی وزیر بانسرہ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی تھی کی اور طرفہ تریہ کہ بعد گذرنے نو مہینے کے شمس الدین محمد کے گھر کیر دمین لڑکی اور اُسی دن بانسرہ مین نورالدین علی کے گھر بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بدرالدین حسن رکھا وزیر بانسرہ نواسے کے ہونے سے کمال خوش ہوا چھٹی بڑی دھوم سے کی اور انعام واکرام خلق کو بہت سا دیا اور بعد چند مدت کے ارادہ کیا کہ اپنے داماد نورالدین علی کو بادشاہ کے حضور مین لیجا کر اُسکو خلعت اپنی قائم مقامی کا دلوائے اور جب وہ نورالدین علی کو شادی سے پہلے بادشاہ کے حضور مین لیگیا تھا بادشاہ نے اُسکو لائق پاکر اور بھی سب آدمیون سے اُسکی تعریف سُنکر بہت خوشی کی تھی اسواسطے بموجب درخواست اپنے قدیم وزیر کے نورالدین علی کو خلعت وزارت اعلیٰ کا دیا وزیر نہایت خوش اور مطمئن ہوا اور نورالدین علی امور سرکار مین ہمیشہ مصروف رہنے لگا اور ہر ایک کو اپنی خوش اخلاقی سے ایسا خوش رکھتا کہ اعلیٰ وادنیٰ اُسکے حق مین دعاے خیر کیا کرتے اور روز بلاناغہ عدالت گھر مین جایا کرتا یہانتک کہ جب بدرالدین حسن چار برس کا ہوا خسر نورالدین علی کا مر گیا نورالدین علی اُسکی تجہیز و تکفین اور فاتحہ و درود موافق اُسکی شان و شوکت کے بخوبی عمل مین لایا اور جب بدرالدین حسن سات برس کا ہوا نورالدین نے اُسکی تعلیم کیواسطے اُستادون کو مقرر کیا چونکہ بدرالدین حسن ذہین تھا چند روز مین اُسنے کلام اللہ حفظ کیا اور بارہ برس کے سن مین سب علمون کو پڑھکر فراغت کی شکل و شباہت اُسکی ایسی خوب تھی کہ ہر کوئی اُسکو دیکھکر خوش ہوتا اور دعائین دیتا پھر جب وہ آداب شاہی اور امور وزارت سے بھی خوب ماہر ہوا نورالدین علی اُسکو بادشاہ کے حضور لے گیا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اُسکے حال پر کمال عنایت فرمائی باپ اُسکا اُسکی سعادتمندی اور قابلیت سے بہت خوش رہتا اور ہمیشہ اُسکی تربیت مین بدل توجہ کرتا مگر جب ایسا وقت پہونچا کہ اُسکی جوانی سے منتفع ہو اتفاقاً نورالدین علی بیمار شدید ہوا اور رفتہ رفتہ قریب مرگ ہو گیا اُسوقت

بدرالدین حسن کو بلا کر وصیت کی کہ دنیا سخت ناپائدار ہے میرے مرنے پر نہ رونا اور صبر شکر
کرنا اور اب مین چند امر کی وصیت تمکو کرتا ہون بعد میرے عمل مین لانا پہلے یہ تم جانو کہ مین
رہنے والا مصر کا ہون میرا باپ وزیر اعظم وہان کے بادشاہ کا تھا اور مین اور میرا بڑا بھائی
شمس الدین محمد نامے اب تک بقید حیات ہے اور ہم دونون وزیر اسی بادشاہ کے تھے
کچھ ایسا سبب ہوا کہ مین بھائی شمس الدین محمد سے جدا ہوکر تنہا یہان آیا اور یہان بود و باش
اختیار کی اور اس مرتبۂ وزارت کو پہونچا پھر اس نے جیبی قلمدان کھول کر ایک کاغذ جسکو ہمیشہ اپنے
پاس رکھا کرتا تھا نکال کر بدرالدین حسن کو دیا اور کہا کہ وقت فرصت کے اسکو پڑھنا تمکو مفصل
حال معلوم ہوگا تم تاریخ میری کتخدائی اور اپنے تولد ہونے کی اس مین پاؤگے تم اس کاغذ کو بڑی
احتیاط سے رکھنا بدرالدین حسن کمال مغموم ہوا اور اس کاغذ کو لیکر اقرار کیا کہ مین اسکو کبھی اپنے
پاس سے جدا نہ کرونگا پھر نورالدین علی نے بدرالدین حسن کو یہ نصیحتین دلپذیر فرمائین اوّل یہ کہ
تم ہر کس و ناکس سے دوستی نہ کرنا اور کسی سے اپنا بھید نہ کہنا دوسری یہ کہ کسی پر زور و تعدی
نہ کرو تا کہ وہ تمھاری طرف سے اپنے دل مین کینہ نہ رکھے اور سمجھو کہ یہ دنیا جگہ لینے دینے کی
ہے جیسا کروگے ویسا پاؤگے تیسری یہ کہ تم ایسی بات نہ کہو جس سے پشیمانی حاصل ہو اور بہت
کلام نہ کرنا بسیار گو ہمیشہ ندامت کھینچتا ہے اور خاموشی عزت اور حفاظت جان کی ہوتی ہے
چوتھی یہ کہ کبھی شراب نہ پینا پانچوین یہ کہ ہمیشہ ہر امر مین کفایت کرنا غرض مرتے دم تک نورالدین علی
بدرالدین حسن کو نصیحت کرتا رہا اور جب اُس نیک ذات نے قضا کی اسکے فرزند رشید بدرالدین حسن
نے بڑی عزت سے اُسکی تجہیز و تکفین کی بعد قضا کرنے نورالدین علی کے سب لوگ بدرالدین حسن
کو بالنسری کہنے لگے کہ وہ اُس شہر مین پیدا ہوا تھا بدرالدین حسن ایک مہینے تک اپنے باپ کے
سوگ مین ایسا بیٹھا کہ کسی سے ملاقات نہین کرتا تھا اور واسطے سلام مجرے بادشاہ کے بھی
نہین گیا اور ایک مہینے تک گھر سے باہر نہ نکلا بادشاہ اُسکی اس حرکت سے نہایت ناخوش ہوا
بجاے اسکے اور کسی شخص کو اپنا وزیر کر لیا ایک دن اپنے وزیر کو بلا کر وزیر متوفی کی آراضی اور
حویلیان وغیرہ اثاث البیت ضبط کرنے کو حکم دیا اور کہا کہ بدرالدین حسن کو قید کر کے میرے
حضور مین حاضر کرو وزیر فوج لیکر وزیر سابق کے گھر روانہ ہوا ایک غلام غلامان بدرالدین حسن سے حال کو

دیکھکر راہ سے دوڑا اور بدرالدین حسن کے گھر گھبرایا ہوا پہونچکر اُسکے قدمون پر گر پڑا اور کہا خداوندا
جلد اپنے تئین بچاؤ بادشاہ نے برہم ہوکر آپ کی گرفتاری اور ضبط کرنے اسباب گھر کے لیے
فوج بھیجی ہی بدرالدین حسن گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ اتنی فرصت ہی کہ مین زر نقد اور جواہرات کو اپنے
ساتھ لون اُسنے کہا اپنے تئین بچائیے وزیر قریب مکان کے پہونچ چکا بدرالدین حسن منھ اپنا
چھپا کر خدا پر توکل کرکے گورستان کی طرف چلا چونکہ بسبب ہو جانے شام کے اندھیرا ہو گیا تھا وہ
اپنے باپ کے مقبرے مین کہ بڑی عمارت عالیشان تھی گیا وہان اتفاقاً ایک یہودی تاجر اسحاق
نام سے ملاقات ہوئی وہ یہودی بدرالدین حسن کو پہچان کر بعد تسلیم تعظیم اور دست بوسی کے
متعجب ہوکر کہنے لگا کہ صاحب تم رات کے وقت تنہا کدھر جاتے ہو بدرالدین حسن نے کہا مین نے
اپنے باپ کو خواب مین اپنی طرف سے نہایت ناراض دیکھا مین ڈرکر جاگا اور تنہا اس کے
مقبرے کی طرف دوڑکر آیا یہودی نے اُسکی بات کو باور کرکے کہا تمھارا باپ بڑا صاحب
اقبال اور میرا خداوند نعمت تھا کئی جہاز اُسکے اسباب تجارت سے بھرے ہوئے
جا بجا گئے ہین اب تم مالک اس سب مال و اسباب اور جہازون کے ہو اگر سب اسباب
پہلے جہاز کا جو اس شہر مین پہونچے میرے ہاتھ بیچو تو مین اسوقت آپ کو نقد ایک ہزار ریال دیتا
ہون بدرالدین حسن بہت غنیمت سمجھا اور خوش ہوکر اس امر کو قبول کیا پھر یہودی نے توڑا ہزار
ریال کا اُسکے ہاتھ مین دیکر کہا خداوندا اگرچہ میرے تئین آپ کے فرمانے کا اعتماد ہے لیکن
اقرارنامہ لکھدیجیے تو اورون کے نزدیک سند ہو بدرالدین حسن نے اقرارنامہ اپنا دستخطی لکھکر
یہودی کے حوالے کیا یہودی اُس فروخت نامہ کو لیکر روانہ ہوا اور بدرالدین حسن اپنے باپ
کی قبر پر گیا اور رو کر کہنے لگا ہنوز غم مرنے میرے پیارے باپ کا میرے دل سے نہین گیا تھا کہ
بادشاہ ظالم نے میرے گھربار کو ضبط کر لیا اور میرے پکڑنے کے لیے حکم کیا اب مین بھاگ کر
یہان آیا ہون دیر تک اس طرح کی باتین رو کر کرتا رہا آخر کو وہان پڑکر سو رہا تھوڑی دیر
نہین گذری تھی کہ ایک جن کہ دن کو وہان پر رہا کرتا اور شب کو واسطے سیر کے نکل جاتا
بدرالدین حسن کو وہان پڑے ہوئے دیکھکر اُسکے حسن و جمال پر نہایت فریفتہ ہوا اور کہنے لگا
یہ فرشتہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اسکو فردوس بریں سے بھیجا ہے مین نے اب تک کسی

آدم زاد کو ایسا حسین و شکیل نہین پایا پھر جب اُسکو دیکھ چکا وہان سے اُڑ کر ہوا مین ایک پری سے دوچار ہوا اور ایک نے دوسرے سے صاحب سلامت کی بعد اُسکے جن نے اُس پری سے کہا کہ میرے ساتھ زمین پر اتر آ تا مین تجھے ایک خوبصورت جوان کہ فلانے مقبرے مین سوتا ہے دکھاؤن تو کمال خوش ہوگی وہ پری راضی ہوئی پھر دونون ایک لمحہ مین وہان جا پہنچے جن نے بدرالدین حسن کے تئین پری کو دکھا کر کہا سچ بتا تو نے کہین ایسا جوان حسین دیکھا ہے پری نے بغور دیکھکر کہا فی الحقیقت یہ جوان نہایت خوبصورت ہے مگر مین ابھی کیرو سے ایک تماشا عجیب تر اس سے دیکھے ہوئے آتی ہون اگر تو سُنے تو مین بیان کرون جن نے کہا ضرور سنا پری نے بیان کیا کہ بادشاہ مصر کا ایک وزیر ہے شمس الدین محمد نام اور اُسکی ایک بیٹی ہے بیس برس کی کمال خوبصورت بادشاہ نے تعریف اُسکے حسن کی سُنکر وزیر کو پیغام اپنی شادی کا اسکے ساتھ دیا وزیر نے قبول نہ کیا اور یہ عذر کیا کہ میرا ایک بھائی ہے نور الدین علی نام آگے وہ بھی مثل میرے وزیر حضور کا تھا ایک مدت سے وہ کہین چلا گیا ہے اُسکی کچھ خبر مجھے معلوم نہ تھی مگر پانچ چار روز کا عرصہ گذرتا ہے کہ مین نے سُنا کہ وہ وزیر بانسرہ کا ہوا تھا اب وہ ایک بیٹا چھوڑ کر مر گیا اور ہم دونون بھائیون کے درمیان مین آگے سے عہد ہو چکا ہے کہ ہم دونون کی اولاد مین باہم وصلت ہوگی مجھے یقین ہے کہ اُسنے مرتے وقت وصیت اس امر مین اپنے بیٹے سے کی ہوگی اب ضرور ہے کہ اُسکی وصیت کو مین بجا لاؤن لہذا اس سے غلام کو معاف رکھیے بادشاہ اس انکار سے شمس الدین محمد وزیر پر نہایت خفا ہوا اور فرمایا کہ مجھے ذلیل اور ناچیز سمجھا عوض اس تیری بے ادبی کے مین نے قسم کھائی ہے کہ تیری بیٹی کی شادی اپنے غلام کے ساتھ جو نہایت بدصورت اور کریہ منظر ہو کر دونگا یہ کہکر بادشاہ نے وزیر کو رخصت کیا وہ نہایت غمگین اپنے گھر گیا اُسی دن بادشاہ نے ایک اپنے غلام کو کہ سائیسون مین ملازم اور نہایت بدصورت کبڑا تھا اور پاؤن اُسکے ٹیڑھے تھے شادی کے واسطے مقرر کر کے وزیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی بیٹی کی سب تیاری شادی کی کر اور قاضی کو گواہون سمیت واسطے پڑھانے نکاح کے بُلا کر آمادہ رکھ وزیر طوعاً و کرہاً بادشاہ کا حکم بجا لایا رات کے وقت سب غلام شہر مصر کے جمع ہوئے اور مشعلین اپنے ہاتھ مین لیکر حمام کے دروازے پر

واسطے آنے اُس کوزد بہشت سایئس کے منتظر بیٹھے تا اُسکو حمام مین نہلا اور نوشہ بناکر وزیر کے گھر واسطے بیاہنے کے جایئن اب وہ سب اُسکو دولھا بنا رہے ہین اور مین نے جاکر دیکھا کہ وزیرزادی کو بھی نہلا دُھلا کر واسطے اُس کبڑے کے دُلھن بنایا ہے مگر افسوس کہ وہ وزیرزادی ایسی خوبصورت ایسے غلام نامعقول کے ساتھ بیاہی جاوے جب وہ پری اس حال کو بیان کر چکی جن نے کہا کیا خوب بات ہو کہ اس وزیرزادی کی جو اسقدر حسین ہے اِس جوان کے ساتھ شادی ہو پری نے کہا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ کبڑے کے تئین دھوکا دیکر اُسی جگہ اس جوان کو بٹھادیا چاہیئے اور انتقام بادشاہ کے بیجا غصے کا لیجیے جن نے پری سے کہا تو بھی اگر میرے شریک ہو تو ہو سکتا ہے مین بھی اِس جوان کو یہان سے اُٹھا کر قاہرہ کو لے جاتا ہون غرض جن اور پری باہم آمادہ اس کام کے ہوئے چنانچہ وہ جن بدرالدین حسن کو آہستہ سے اُٹھا کر متصل حمام کے جہان وہ کبڑا نہانے آیا تھا لے گیا جب بدرالدین حسن بیدار ہوا اپنے تئین ایک مجمع مین پایا ڈر کر چاہتا تھا کہ چلا جائے مگر جن نے مونڈھے پر اُسکے ہاتھ رکھکر سمجھایا کہ خبردار چپ رہ اور ایک مشعل ہاتھ مین لیکر اُس جماعت کے شامل ہو اور وزیر کے محل مین جہان یہ سب جاتے ہین چلا چل اور داہنی طرف اُس کبڑے کے جسکا حال ابھی تجھے معلوم ہوگا ہو کر بیخوف اندر محل کے جا اور مٹھی بھر بھر کر ریال اپنی تھیلی سے نکال کر گانے والون اور رقاصون کو دیجیو اور بعد داخل ہونے محفل کے لونڈیون اور خواصون کو بھی کہ گرد و پیش دُلھن کے ہونگے بہت انعام دیجیو خبردار اپنی تھیلی مین کچھ نہ رکھیو اور ذرا کسی سے ڈریو نہین بدرالدین حسن ان سب باتون کو کہ جن نے کہی تھین ذہن نشین کر کے حمام کے دروازے پر گیا اور سب سے پہلے اُسنے ایک مشعل اپنے ہاتھ مین لے کر مشعل اور غلامون سے روشن کر لی اور اس گروہ مین اس طرح ملگیا کہ گیرد کے رہنے والون مین معلوم ہونے لگا اور ساتھ اُس کبڑے کے کہ حمام سے نہاکر بادشاہی گھوڑے پر سوار ہو کر چلا تھا روانہ ہوا اور جب گانے اور ناچنے والون کے نزدیک پہونچا اُس نے مٹھی بھر بھر کر ریال ان کو دینا شروع کیا سبھون نے اس داد و دہش سے بدرالدین حسن کی طرف نظر التفات سے دیکھنا شروع کیا اور اُس کے حسن و جمال کو دیکھکر نہایت متحیر اور متعجب ہوئے غرض وہ اس طرح سے دیتا لیتا

اپنے چچا وزیر شمس الدین محمد کے دروازے تک پہونچا چوبدارون نے سب غلامون کو اندر
جانے نہ دیا بدرالدین حسن کو بھی مثل سب کے دروازے پر روکا مگر گانے ناچنے والون نے
کہ جنکی مطلق روک ٹوک نہ تھی اپنے لینے اور پانے کے واسطے بدرالدین حسن کی طرف اشارہ
کرکے کہا کہ اس شخص کو کیون روکتے ہو یہ تو غلام نہین بلکہ واسطے تماشا دیکھنے برات
کے شہر سے آیا ہی یہ کہکر اُن سبھون نے بدرالدین حسن کا ہاتھ پکڑکر اپنے حلقے مین کھینچ لیا اور
ساتھ اپنے اندر محل کے لے گئے اور مشعل اُسکے ہاتھ سے لیکر داہنی طرف نوشہ کبڑے کے بٹھلادیا
اگرچہ وہ دُلھن خوبصورت تھی مگر بسبب تشویش کے پژمردہ دکھائی دیتی تھی پھر جب دولھا
اور دُلھن ایک جا ہوئے خاتونین مصر کی اور خواصین اور لونڈیان موم شمع لیے ہوئے
آئین اور اُس کبڑے کی صورت مکروہ کو دیکھکر بالاتفاق کہنے لگین کہ ہم اپنی عروس کو مع ان
یعنے بدرالدین حسن کو دینگے نہ اس کبڑے بدصورت کو اور بادشاہ کی تجویز کو کچھ خیال مین نہ لائین
اور اسی گفتگو مین ایسا شور و غل کیا کہ گانا بجانا وہان موقوف ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد
ڈومنیان گانے بجانے اور دُلھن کو پوشاک پہنانے لگین اب یہان سے مؤلف کتاب کا
کہتا ہے اہل دانش پر پوشیدہ نہ رہے کہ اصل کتاب الف لیلہ عربی مین اس مقام پر
کہ نوبت ایکسو دو رات کی پہونچی تھی اور دو راتین اُن مین سے علاوہ سو رات کے صرف
اسی راگ رنگ اور سامان کے بیان مین کمال فصاحت سے نظم تھین اسواسطے مترجم زبان
انگریزی نے انکو ترک کیا لہذا اس کتاب مین بھی کہ زبان انگریزی سے اردو مین ترجمہ کی گئی ہی
مضمون اُن شبون کا چھوڑ دیا غرض ڈومنیون نے سات جوڑے سات طرح کے وزیر
شمس الدین محمد کی بیٹی کو ہر ایک راگ کے ساتھ پہنائے جب عروس موافق رسم اُس دیس کے
جوڑے بدل چکی تب اپنی جگہ سے اُٹھکر باتفاق اور بیبیون کے کبڑے دولھا کے پاس سے ہوکر
ایک نظر اسکو دیکھکر بدرالدین حسن کے پاس جا بیٹھی بدرالدین حسن بموجب تعلیم اُس جن کے
اُن خواصون اور ڈومنیون کو جو دولھن کے ساتھ آئی تھین مٹھی بھر بھر کر ریال تھیلی سے
نکال کر دینے لگا وہ خوش ہوکر ایک دوسرے کو دھکا دے کر چھینے مین مصروف ہوئین
اور اُسکو جھک جھک کر سلام کرنے اور دعائین دینے لگین اور آپس مین اشارہ

کہرتی تھیں کہ یہ دُلھن قابل اِس جوان کے ہے نہ اُس بدشکل کبڑے کے اور سب خادمان محل بھی یہی کہتی تھیں وہ کبڑا کچھ سنتا تھا و کچھ نہیں جب رسم بتدیل جوڑون کی ہوچکی اور گانا بجانا موقوف ہوا تب اُنھون نے اشارہ بدرالدین حسن کو کیا کہ کھڑا ہوا اُسکے کھڑے ہونے سے سب محل کے لوگ چلے گئے اور دُلھن حجلۂ عروسی مین گئی خواصون نے پوشاک اُتار کر شب خوابی کے کپڑے پہنائے اُس جگہ سوائے کبڑے اور بدرالدین حسن اور خواصون کے کوئی نہ رہا کبڑے نے غصے سے بدرالدین حسن کی طرف دیکھکر کہا تو کیون یہان سے چلا نہین جاتا بدرالدین حسن نے گھبرا کے وہان سے نکل جانا چاہا کہ جن اور پری نے اُس سے کہا تو ٹھہر کبڑے کو ہم یہان سے نکالے دیتے ہین تو دُلھن کے پاس جاکے کہہ کہ شوہر تیرا مین ہون بادشاہ نے ہنسی سے کبڑے کو دولھا بنا کے محل مین بھیجا تھا دُلھن تمکو دیکھکر بہت خوش ہوگی اور تم کبڑے سے مطلق نہ ڈرو ہم اُسکو ابھی دفع کرتے ہین غرض جب پری نے بدرالدین حسن کو قوی دل کیا وہ

تصویر جن کی شکلین بدلنے کی مع تصویر کبڑے کے

اُس جگہ ٹھہرا اور کبڑا اُس جگہ سے بھاگا کہ جن نے بلی بنکے ایسی تیز نظر سے اُسکی طرف دیکھا اور غرّانا
شروع کیا جیسے شیر بولتا ہے کبڑا اُسے ڈانٹنے لگا تا وہ ڈر کر بھاگ جائے مگر بلی اُس کی طرف
گھورنے لگی اور آنکھیں ایسی لال کین جیسے آگ کے انگارے اور آگے سے زیادہ غرّائی اور پھول کر
مانند گدھے کے ہوگئی تب تو کبڑا ڈرا اور قصد بھاگنے کا کیا اتنے مین وہ جن بہت بڑا بھینسا بنکے
ڈکارنے لگا اور شور و غل کرکے کہا اے کبڑے کہان بھاگ کر جائیگا کھڑا رہ کبڑا خوف سے زمین پر گر پڑا
اور منھ اپنا چھپا لیا اور گڑ گڑا کر کہنے لگا کہ اے بھینسون کے بادشاہ کیا حکم فرماتے ہو بھینسے نے
کہا کہ میری بی بی کے ساتھ شادی کرنے آیا ہے کبڑا بولا حضور مجھ سے قصور ہوا معاف فرمایئے
بھینسے نے کہا تو یہان سے تا طلوع ہونے آفتاب کے بجا ہو چپکا پڑا رہ دن ہوتے ہی یہان
سے چلا جائیو اور پھر اس طرف نہ دیکھو نہین تو سینگون سے تجھے مار ڈالونگا پھر وہ جن آدمی
بنگیا اور اُس کبڑے کی ٹانگین اُٹھا اور سر تلے کر دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا اور کہا اگر تو نے ذرا حرکت
کی تو اُسی دیوار کے ساتھ گڑ گڑا دونگا بعد اسکے جن اور پری دونون وہان سے چلے گئے بدرالدین حسن
مطمئن ہوکر سونے کے لیے حجرۂ عروسی مین گیا اُسوقت ایک خاتون پیر دُلھن کو باہر دروازے
کے نیکی اور نوشہ کو بطور نصیحت کے کہا میان اسکے ساتھ سلوک کرنا یہ کہکر باہر سے دُلھن کو
لائی دروازہ حجرے کا بند کر اُس مین قفل لگا چلی گئی دُلھن بدرالدین حسن کو دیکھکر نہایت خوش
ہوئی اور پوچھا کہ اے دوست کیا تم میرے شوہر کے ہمراہیون مین سے ہو بدرالدین حسن نے
کہا مین تمھارا شوہر ہون وزیر زادی اپنے شوہر کو خوبصورت پاکر کمال خوش ہوئی اور کہنے لگی
کہ مین کمال اندیشہ مین تھی کہ تمام عمر میری رنج مین اُس کبڑے کے ساتھ کٹے گی مگر الحمد للہ کہ مجھے
تم ایسا شوہر حسین ملا یہ کہکے وہ بدرالدین حسن کے ساتھ سو رہی بدرالدین حسن بھی اسکے حسن و
جمال کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اپنی پوشاک مع تھیلی سمیت جسکو اسحاق یہودی سے پائی
تھی ایک چوکی پر اُتار کر رکھدی باوجود اس قدر صرف کے وہ تھیلی بدستور ریالون سے بھری
رہی اور یہ سبب جن کے جادو کا تھا پھر دستار بھی سر سے اُتار کر شنجوالی کے تاج کو پہن لیا اور فقط
ایک تنگ پائجامہ اور رزائی پہنکر دُلھن کے ساتھ سو رہا جب تھوڑی رات باقی رہی اس جن کی
ملاقات پھر اس پری سے ہوئی جن نے پری سے کہا قبل اسکے کہ فجر ہو تو اس جوان کو وہان سے

سوتے ہوئے اُٹھا لیجا کر اور کسی ملک مین پہونچا دے چنانچہ پری نے چپکے بدرالدین حسن کو اُٹھا کر
دمشق کی جامع مسجد کے دروازے پر لیجا کر لٹا دیا اور آپ جن کے ساتھ چلی گئی جب لوگ فجر کو مسجد
مین واسطے پڑھنے نماز صبح کے حاضر ہوئے بدرالدین حسن کو ساتھ قمیض و ازار کے زمین پر
پڑے ہوئے دیکھکر نہایت متحیر ہوئے کسی نے کہا یہ شخص اپنی بی بی سے روٹھ آیا ہی دوسرے نے
کہا شرابی ہے تیسرا اور کچھ کہتا تھا مگر کسی کو تحقیق معلوم نہ ہوا کہ وہ کیونکر وہان پر آیا آخر لوگون کے
شور و غل سے بدرالدین حسن بیدار ہوا اور لوگون کو گرد اپنے جمع دیکھکر متحیر ہوا اور اپنے تئین دروازہ
پر مسجد کے جسکو کبھی نہین دیکھا تھا پایا حیران ہوکر لوگون سے پوچھا کہ صاحبو لللہ بتاؤ کہ مین کہان
ہون اور تم کون میرے گرد جمع ہو ایک شخص نے کہا اے جوان ہمنے ابھی تجھے یہان پر دیکھا ہے
اور یہ دروازہ جامع مسجد دمشق کا ہے بدرالدین حسن نے کہا سبحان اللہ شب کو مین کیرو مین
سویا تھا فجر کو کیونکر دمشق مین آگیا یہ سنکر بعضون نے کہا کہ یہ شخص واجب الرحم ہے کہ ایسا
حسین جوان سودائی ہو ایسی بہکی باتین کرے ایک بڈھے نے کہا اے فرزند تم کیا کہتے ہو
یہ امر محال ہی کہ شب کو تم کیرو مین ہو اور صبح کو دمشق مین بدرالدین حسن نے کہا مین سچ کہتا
ہون یہ سنتے ہی سب آدمی ٹھٹھا مار کر ہنسے اور کہنے لگے کہ یہ شخص احمق ہی یا مجنون یا اس مین کچھ
بھید ہی افسوس ایسا اچھا آدمی سودائی ہو جائے پھر ایک نے کہا یہ امر کیونکر ممکن ہے جو تم کہتے ہو کہ
ایک آدمی کل بانسرہ مین ہو اور اُسی رات کو کیرو مین اور اُسکی فجر کو دمشق مین معلوم ہوا کہ تم ابھی
سوتے ہو اور یہ خواب مین تمھاری گفتگو ہی بدرالدین حسن نے کہا بخدا کل کی رات میری
شادی کیرو مین ہوئی تھی یہ سنکر اور بھی لوگ ٹھٹھے مارنے لگے پھر اُسی شخص نے کہا تو نے مقرر
خواب دیکھا کہ ابتک وہی خیال تیرے دماغ مین ہی بدرالدین حسن نے کہا مین نے خواب مین
نہین دیکھا واقع مین کل میری شب عروسی تھی اور اُسجگہ ایک کوزہ پشت بدصورت بھی تھا انھون
نے چاہا کہ اُسکی شادی اُس عروس کے ساتھ کرین حیران ہون کہ میرا جامہ پگڑی اور تھیلی پیالون
کی جو کیرو مین میرے ساتھ تھی کیا ہوئی اگرچہ وہ سب کچھ کہتا تھا مگر کسی کو یقین نہین آتا تھا اور
ہنستے تھے آخر بدرالدین حسن جب اپنے حال کو کہہ چکا وہان سے اُٹھکر شہر کی طرف گیا اور آدمی اُسکے
پیچھے پکارتے جاتے تھے کہ یہ شخص دیوانہ ہی بہت آدمی کھڑکیون سے اور بہت اپنے دروازون

بعض کھڑے اُس کو دیکھتے اور ہنستے تھے اور بعضے چلاتے کہ دیوانہ سودائی ہے یہانتک کہ
بدرالدین حسن گھبرا کر ایک حلوائی کی دُکان پر گیا اور لوگون سے پیچھا اپنا چھڑایا یہ حلوائی آگے
سردار عرب کے قزاقون کا تھا اب اُس نے ایک مدت سے قزاقی کو چھوڑ کر بود و باش اپنی
دمشق مین مقرر کی تھی اگرچہ اُسکی خوش معاملگی سے شہر کے لوگ اُس سے بہت راضی تھے
مگر اکثر لوگ ہنوز اُس سے ڈرتے تھے لہذا اُسکے خوف سے بھاگ گئے تب اُس نے
بدرالدین حسن سے پوچھا تو کون ہے اور یہان تیرا آنا کیونکر ہوا اُس نے اپنا سب حال مفصل
بیان کیا حلوائی نے اُسکا حال سُنکر کہا تیرا قصہ نہایت عجیب و غریب ہے خبردار اس حال کو کسی
سے نہ کہیو میری کوئی اولاد نہین مین تجھے اپنا متبنّیٰ کیا چاہتا ہون میرا بیٹا جانکر کوئی تجھ سے
تعرض نہ کریگا اگرچہ متبنّیٰ ہونا حلوائی کا بدرالدین حسن کے حق مین فروتر رتبہ تھا مگر اس وقت اُسنے
نہایت غنیمت جانکر قبول کیا پھر حلوائی نے اُسے اچھے کپڑے پہنا کر لوگون کو اپنے گھر مین جمع
کیا اور بدرالدین حسن نے اپنے تئین فرزند اُس حلوائی کا قرار دیکے اقرار کیا پھر وہ حلوائی اُسکو گواہون
سمیت کوتوال کے پاس لیگیا بدرالدین حسن نے وہان بھی اقرار کیا پھر بدرالدین حسن اُسکے گھر رہنے
لگا اور دمشق مین معروف بہ حسن ہوکر کاروبار حلوائی کا سیکھتا اب حال وزیرزادی کا سننا چاہیے
فجر کے وقت جب شمس الدین محمد کی لڑکی بیدار ہوئی تو اُسنے بدرالدین کو چھپر کھٹ پر نہ پایا جانا شاید
واسطے بول و براز کے باہر گیا ہے وہ دلھن منتظر پھر آنے بدرالدین حسن کے بیٹھی تھی کہ شمس الدین محمد
نہایت غمگین اس ننگ و عار سے جو بادشاہ نے نسبت اُسکی دختر کے تجویز کیا تھا وہان آیا اور کمال
افسردگی سے اپنی لڑکی کا نام لیکر پکارا دلھن نے دروازے کو کھولا اور ساتھ شگفتہ پیشانی کے اُسکے ہاتھون
کو بوسہ دیا وزیر نے اُسکو خوش پا کے بہت تعجب کیا اسلیے کہ وہ جانتا تھا کہ لڑکی بھی اس ننگ و عار
سے مثل میرے رنج مین ہوگی وزیر نے کہا اے کمبخت بے نصیب تو میرے آگے اظہار سرور کرتی
ہے بعد اس فضیحتی اور رسوائی کے جو تیرے اور میرے حق مین ہوئی اُسنے کہا مجھے آپ کیون ملامت
فرماتے ہین یہان پر وہ کبڑا بدصورت نہین ور مین اُسکے ساتھ بیاہی نہین گئی وہ تو یہان سے
کب کا بھاگ گیا اور میرا نکاح تو ایک جوان حسین دلربا کے ساتھ ہوا شمس الدین محمد نے کہا
سچ مچ رات کو تیرے ساتھ وہ کبڑا نہین سویا دلھن نے کہا نہین بلکہ جو میرے

ساتھ سویا تھا اسکی بڑی بڑی آنکھیں اور ابرو سیاہ ہیں وزیر نے غصے ہوکر کہا تو مجھ سے جھوٹ کہتی ہے تیرا شوہر وہی کبڑا ہے اُسنے کہا میں کبڑے پر لعنت بھیجتی ہوں میرا شوہر واسطے قضائے حاجت کے باہر گیا ہے ابھی آتا ہوگا اُسے دیکھ لینا کہ وہ کیسا ہے شمس الدین محمد باہر نکل کے اُسکو ڈھونڈھنے لگا نہ پایا مگر ایک طرف کو دیکھا کہ وہ کبڑا دیوار کے ساتھ لگا ہوا اُلٹا کھڑا ہے پاؤں اُسکے اوپر ہیں اور سر نیچے وزیر نے اُسے دیکھکر پوچھا کہ تجھے اسطرح سے کسنے یہاں کھڑا کیا ہے کبڑے نے وزیر کی آواز پہچانکر جواب دیا کہ خوب آپ نے میرے ساتھ ہنسی کی کہ بھینسے کی بی بی کے ساتھ میری شادی ٹھہرائی وہ بی بی تو ایک بدصورت جن کی معشوقہ ہے وزیر سمجھا کہ بڑبڑا رہا ہے اسکی باتوں پر اصلا التفات نہ کرکے کہا ذرا سیدھا ہو کے کھڑا ہو کوزہ پشت نے جواب دیا کہ بدون طلوع ہونے آفتاب کے میں مطلق حرکت نہیں کرسکتا اسواسطے کہ رات کو میں عجیب مصیبت میں مبتلا ہوا تھا پہلے تو ایک کالی بلی میرے روبرو آئی اور پھر وہ ایک بڑا بھینسا بنگئی اور جو کچھ کہ اُسنے مجھسے کہا تھا میں اُسے بھولا نہیں تم اپنے کام کو جاؤ وزیر نے اُس کبڑے کو سیدھا کھڑا کر دیا بمجرد سیدھے ہونے کے وہ کبڑا ایسا بھاگا کہ ذرا دم نہ لیا اور نہ پیچھے پھر کے دیکھا دوڑتا ہوا بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا اور اُس سے اپنے حال کو ظاہر کیا بادشاہ اُسکے قصے کو سُنکر بہت ہنسا اور وزیر شمس الدین محمد اس امر کو دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور اپنی بیٹی کے پاس آکر کہا تو سچ کہتی ہے وزیرزادی نے کہا میں ایک گواہ اپنی صداقت پر رکھتی ہوں وہ یہ ہے کہ اس کرسی پر میرے شوہر کے کپڑے رکھے ہیں اُنکو بغور ملاحظہ کیجئے شاید اُن میں سے کوئی امر ایسا ظاہر ہو کہ جس سے تمھارا شبہہ جاتا رہے پھر اُسنے بدرالدین حسن کی دستار اُٹھا کر وزیر کو دی وزیر نے جب اُسکو چاروں طرف سے گھما کر دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ بندش دستار وزارت کی ہے اہل موصل کی وضع پر پھر اُس میں ایک چیز بطور تعویذ کے کپڑے میں لپٹی ہوئی پائی اُسنے اُسے کھولا تو اُس میں ایک کاغذ لکھا ہوا ملا جو نورالدین علی وزیر نے وقت اپنی رحلت کے بدرالدین حسن کو لکھدیا تھا اور وہ اپنے باپ کی نشانی کو تعویذ بنا کر اپنی دستار میں رکھتا تھا شمس الدین محمد نے دیکھتے ہی اپنے بھائی نورالدین علی کے دستخط پہچانے اور سوائے اُسکے ایک تھیلی بھری روپیوں سے پائی اور اُس تھیلی کے اندر سے ایک پرزا کاغذ کا جو لکھا ہوا اسحاق

یہودی کے ہاتھ کا تھا نظر پڑا وزیر شمس الدین اُسکا مضمون پڑھکر بیہوش ہوگیا اور کاغذ اُسکے
ہاتھ سے گر پڑا پھر جب ہوش مین آیا تو اپنی لڑکی سے کہا تمھاری خوشی حق بجانب ہے شوہر تمھارا
بھتیجا بھائی ہے اور اس تفصیلی بیان تمھارا مہر ہی جو اُسنے تمکو دیا الحمد للہ کہ سب امر خاطر خواہ ہمارے ظہور
مین آئے پھر اپنے بھائی کے خط کو اُٹھا کر کئی بار چوما اور رویا شمس الدین محمد نے جب مضمون
مطابق کیا تو تاریخ شادی اپنی اور اپنے بھائی کی ایک ہی پائی اور جس دن بدر الدین حسن پیدا
ہوا تھا اُسی دن شمس الدین محمد کے گھر لڑکی پیدا ہوئی تھی شمس الدین محمد نہایت متعجب ہوا کہ کیونکر
یہ سب باتین مطابق ہوگئین اور سب سچ اُسکے میدل بخوشی ہوئے اور وہ خط اور دستار
لیجا کر بادشاہ کے ملاحظے مین لایا وہ بھی دیکھکر متعجب اور خوش ہوا کہ حق حقدار کو پہونچا اور
حکم کیا کہ یہ سب حال لکھکر ہمارے کتب تواریخ مین داخل کرین وزیر شمس الدین محمد نے اپنے
بھتیجے کے آنے کا ایک ہفتے تک انتظار کیا جب وہ نہ آیا تب اُس نے تمام کیر وہین اُسکی
تلاش کی کہین نہ پایا نہایت رنجیدہ ہوا اور سوچنے لگا کہ وہ کہان گیا اور کیا ہوا پھر اُس نے
اُس مکان کے اسباب کو قلمبند کیا اور بدر الدین حسن کی پوشاک و دستار گٹھری مین باندھکر
ایک کوٹھری مین مقفل کی اور وزیر کی بیٹی بعد نو مہینے کے لڑکا جنی اس لڑکے کے واسطے دائی
کھلائی وغیرہ لوگ مقرر ہوئے اور نانا نے اُس لڑکے کا نام عجب رکھا جب عجب سات برس کا ہوا وزیر
نے اُس لڑکے کو ایک مکتب خانے مین جسکا اُستاد بہت بزرگ تھا سپرد کیا اور دو غلام مقرر
کیے کہ ہر وقت مکتب خانے مین حاضر رہا کرین عجب اکثر اوقات بعد پڑھنے لکھنے کے مکتب کے
لڑکون سے کھیلا کرتا لڑکے بموجب اشارے اپنے استاد کے عجب کی نہایت تعظیم کیا کرتے اس
سبب سے عجب کو نہایت غرور پیدا ہوا اُن لڑکون کو برا بھلا کہا کرتا اور اکثر اوقات اُنکو مارتا لڑکے
تنگ ہوئے اور شکایت اُستاد سے کی استاد نے اُنکو سمجھایا کہ اُسکی بات کا برا نہ مانو مین اسکو سمجھا دونگا اور
غائبانہ اُستاد نے عجب کو بہت منع کیا مگر جب عجب نے روز بروز زیادتی بہت شروع کی اور لڑکے
نہایت اذیت پانے لگے تب استاد نے اُن لڑکون سے کہا عجب میرے سمجھانے سے کبھی
نہین سمجھتا مین تمکو ایک بات سکھاتا ہون کہ کل جب تم سب اور وہ واسطے کھیلنے کے جمع ہو تو تم سب
اُسی کو گھیرنا اور ایک شخص تم مین سے کہے کہ آج ہم یہ کھیل کھیلتے ہین کہ ہر ایک لڑکا اپنا نام اور

اپنے ماں باپ کا نام پکار کر سبکو بتائے اور جو نہ بتلائے تو وہ حرام کا جنا ہے اور قابل ہمارے ساتھ کھیلنے کے نہیں غرض دوسرے دن جب سب مکتب کے لڑکے جمع ہوئے اُنھوں نے وہی کھیل شروع کیا اور ایک نے کہا آؤ ہم سب باری باری سے اپنا اور اپنے ماں باپکا نام بتاتے جائیں اور جو نہیں بتا سکیگا اُس سے ہم نہ کھیلا کرینگے سب نے کہا اچھا اور عجیب بھی راضی ہوا پھر ایک لڑکے نے ہر ایک لڑکے سے اُسکا اور اُسکے ماں باپ کا نام پوچھنا شروع کیا اور ہر ایک لڑکے نے ٹھیک ٹھیک اپنے ماں باپ کا نام بتایا سوائے عجیب کے کہ اُسنے کہا میرا نام عجیب ہی اور میری ماں کا نام حسنا اور باپ کا نام شمس الدین محمد جو وزیر بادشاہ کا ہے سب لڑکے بول اُٹھے کہ عجیب تو کیا کہتا ہی وہ تیرا باپ نہیں بلکہ تیرا نانا ہی عجیب نے دشنام دیکر کہا کیا شمس الدین محمد میرا باپ نہیں سبھوں نے ٹھٹھا مار کر کہا کہ وہ تیرا نانا ہی تو اپنے باپکا نام بتا نسکا تجھے لازم ہی کہ آج سے ہمارے ساتھ نہ کھیلا کر یہ کہکر سب لڑکے اُسجگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسکو طعنہ مارنے لگے اور آپس میں ہنسنے لگے عجیب نہایت شرمندہ ہو کر رونے لگا اُستاد خفیہ اُن سب باتوں کو سنتا تھا فی الفور عجیب کے پاس آیا اور کہا عجیب سچ ہی شمس الدین محمد تیرا باپ نہیں تیرا نانا ہی اور تیرے باپکا نام ہمیں بھی معلوم نہیں اسقدر معلوم ہی کہ بادشاہ نے چاہا تھا کہ تیری ماں کی شادی ایک کبڑے سائیس کے ساتھ کردے مگر کسی جن نے اُسکو نکالدیا اور آپ تیری ماں کے پاس رہا یہ بات تیرے حق میں سخت ہوا تبو اپنے مکتب کے لڑکوں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش نہ آنا عجیب فی الفور مکتب سے روتا ہوا اپنی ماں کے پاس گیا اور ماں سے کہا خدا کیواسطے مجھے بتا کہ میرا باپ کون ہی اُسنے کہا شمس الدین محمد جو تجھے بہت پیار کرتا ہی عجیب نے کہا کہ تو جھوٹ بولتی ہی وہ تیرا باپ ہی میرے باپ کا نام بتا ماں اپنی شب عروسی کو یاد کرکے اور بسبب گم ہو جانے اپنے شوہر کے رونے لگی یہ دونوں ماں بیٹے باہم رو رہے تھے کہ وزیر شمس الدین محمد آیا اور سبب اُنکے رونے کا پوچھا عجیب کی ماں نے سب حال مفصل بیان کیا وزیر بھی رونے لگا اور نہایت ملول ہوا اپنے دل میں کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ میری لڑکی کی رسوائی کا حال تمام شہر میں منتشر ہوا اور ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب جانتے ہیں اور روتا ہوا بادشاہ کے حضور میں گیا اور اُسکے قدموں پر گر کے عرض کیا غلام اُمیدوار ہی کہ مجھکو چند روز کی رخصت ملے تاکہ میں جابجا خصوصاً بانسرے میں تلاش بدرالدین حسن کی جو میرا بھتیجا ہی کروں اب غلام میں تحمل ۱۴

سُننے طعن و تشنیع اہل شہر کا نہین کر وہ کہتے ہین کہ میری بیٹی نے جن سے لڑکا جنا ہی بادشاہ کو
افسوس ہوا اور درخواست اُسکی منظور کی جا بجا پروانے راہداری کے اور خطوط بادشاہون اور
فرمانروایون کے نام اس مضمون کے لکھوا کر اُس کے ہمراہ کیے کہ جس کے شہر یا ولایت مین
بدرالدین حسن نامے بھتیجا شمس الدین محمد وزیر مصر کا ہو چاہیے اُسکو اس وزیر کے حوالے کر دین
اور اُسکی مدد کرین یہ سبب اور موجب میری خوشی کے ہونگے شمس الدین محمد بادشاہ سے رخصت
ہو کر اپنی بیٹی اور نواسے کو ساتھ لے اُس شہر سے چلا اور بیس دن مین دمشق پہونچا اور کنارے
ندی کے اپنے دمشق کے بہتی تھی خیمون کو استادہ کر کے اُترا اور دو مقام کر کے اپنے ہمراہیون کو
اجازت دی کہ شہر مین جائین اور جو کچھ منظور ہو خرید و فروخت کرین اکثر لوگ تحفے اور نفائس مصر کے
لائے تھے اُنھون نے وہان اُسکو بیچا اور وہان کی اچھی اچھی چیزین مول لین اور وزیر بدرالدین حسن کو
تلاش کرنے لگا ایک روز عجیب بھی واسطے سیر دمشق کے اپنے اتالیق کے ساتھ کہ خواجہ سرا تھا
گیا شہر کے لوگ عجیب اور اُسکی شان و شوکت کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور گرد اوسکے پھرتے
تھے خواجہ سرا اور عجیب سیر کرتے کرتے بدرالدین حسن کی دکان پر وارد ہوئے اور ٹھہر گئے حلوائی
نے کہ بدرالدین حسن کو اپنا بیٹا کیا تھا قضا کی تھی اور قبل فوت ہونے کے اُسنے سب اسباب
دکان و ظروف وغیرہ کا مالک بدرالدین حسن کو کیا تھا اور بدرالدین کی حلوائیون مین بہت شہرت
تھی بدرالدین نے اپنی دکان کے آگے بھیڑ کو دیکھا اور نظر اُسکی عجیب اور خواجہ سرا پر پڑی
دیکھتے عجیب کے اُسکے دل مین محبت پدری نے جوش کیا اور بے اختیار ہو کر اُسکو دیکھنے لگا
کہ بدرالدین سب کامون کو بھول گیا اور عجیب کے پاس جا کر خوشامد سے کہا ذرا آپ مجھ حلوائی
پر توقف فرما کر کچھ تناول کیجیے اور اُسکی آنکھون سے آنسو گر پڑے عجیب کے دل مین بھی
بہت پیدا ہوئی اور بے اختیار چاہا کہ اُسکی دکان پر بیٹھکر بات چیت کرے مگر اُسکے اتالیق نے
کہا تم وزیرزادے ہو تمھین مناسب نہین کہ حلوائی کی دکان پر بیٹھ کے کچھ کھاؤ بدرالدین نے عجیب
سے کہا آپ اس غلام حبشی کج خلق کا کہنا نہ مانیے اور خواجہ سرا کی بھی اُسنے خوشامد بہت کی اور
اوسکے حق مین ایک لطیفہ ایسا کہا جسکو سُنکر وہ بہت خوش ہوا اور اُسکی بات مان گیا اور عجیب کو اُسکی
دکان پر لیجا کر بٹھایا بدرالدین حسن نہایت خوش ہوا اور کہا مین ملائی بہت خوب جماتا ہون

سوائے میری ماں کے دُنیا میں اور کوئی بنا نہیں سکتا تم اُسے کھاکر بہت محظوظ ہوگے لیکن اُس نے کڑھاؤ سے ملائی نکالی اور اُسپر عرق انار اور شکر ڈال آگے عجیب کے رکھی عجیب نے کھاکے بہت پسند کی پھر خواجہ سرا کو کھلائی اُسنے بھی بڑی تعریف کی اور خوش ہوا پھر بدرالدین حسن عجیب کو بار بار دیکھتا تھا اور دل میں حسرت کرتا کہ کاش اُس نازنین دلربا بی بی سے جس سے ایسی جلد مفارقت ہوئی میرا بھی ایک بیٹا مثل اسکے پیدا ہوتا یہ تصور کرتا اور روتا پھر بدرالدین حسن نے عجیب سے پوچھا کہ تمھارا آنا دمشق میں کیونکر ہوا ہنوز عجیب نے کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ خواجہ سرا نے کہا بڑی دیر ہوئی ہی جلد چلو عجیب دکان سے اُٹھ طرف خیمہ گاہ وزیر کے روانہ ہوا اور بدرالدین حسن اپنی دُکان بند کر کے اُنکے پیچھے ہوا شہر کے دروازے تک پہونچا خواجہ سرا نے غصے ہوکر پوچھا کہ تو کیوں ہمارے ساتھ آتا ہے بدرالدین نے بہانہ کر کے کہا تم ناخوش نہو اس طرف میرا کچھ کام ہی خواجہ سرا نے عجیب سے کہا اسی واسطے میں نہیں چاہتا تھا کہ تم بازار میں حلوائی کی دکان پر بیٹھو اور کچھ کھاؤ اب دیکھو حلوائی پیچھے چلا آتا ہی عجیب نے کہا اپنے کام کو جاتا ہے ہم کیوں اسکو

تصویر عجیب اور خواجہ سرا اور حلوائی کی۔

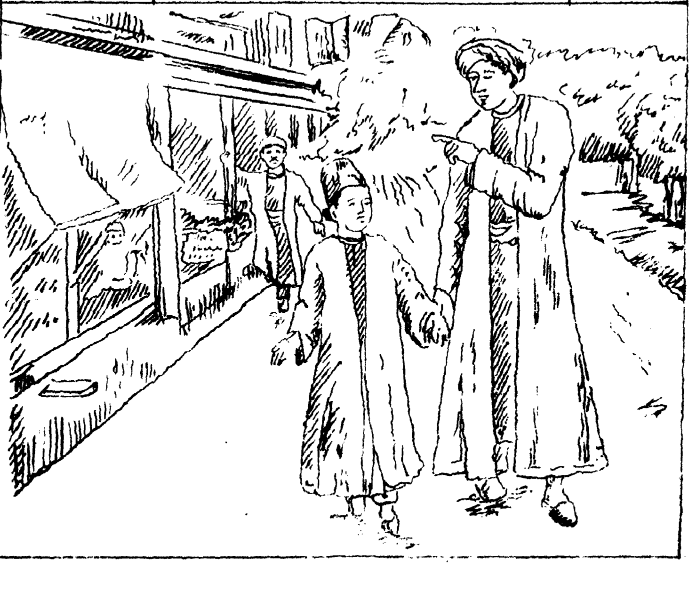

راہ چلنے سے منع کرین پھر وہ دونون جب قریب اپنی فرودگاہ کے پہونچے عجب نے پھر کے دیکھا
کہ حلوائی چلا آتا ہے ڈرا کہ مبادا میرے نانا کو خبر ہو اور وہ کمال ناخوش ہوگا اس نے ایک
بڑا سا پتھر زمین سے اٹھا کر بدرالدین حسن کی پیشانی پر مارا کہ پیشانی لہولہان ہوگئی اور پھر جلد اپنے
خواجہ سرا کے خیمے مین گھس گیا خواجہ سرا نے بدرالدین حسن کو کہ سنکر وہان سے پھیرا بہرکیف وہ اپنے
گھر مین آیا اور زخم کو دھوکر پٹی باندھی اور دکان پر بیٹھا کرتا اور اسکا چچا یعنی وزیر شمس الدین محمد وہان سے
بعد تین مقام کے اور شہرون مین گیا اور ہر ایک شہر مین اپنے بھتیجے کی تلاش کرتا ہوا بانسرہ مین آیا
اور وہان کے بادشاہ سے ملاقات کی بادشاہ نے بہت مہربانی سے سبب آنیکا پوچھا شمس الدین محمد
نے عرض کیا مین واسطے ڈھونڈھنے بدرالدین حسن کے جو بیٹا نورالدین علی میرے بھائی کا ہے
آیا ہون بادشاہ نے کہا نورالدین علی وزیر مدت ہوئی کہ مرگیا اور اسکا بیٹا بدرالدین دو مہینے کے
بعد اسکے مرنے کے یہان سے دفعتہً غائب ہوگیا اور باوجود تلاش بہت کے کہین اسکا پتا ابتک
نہین ملا مگر اسکی مان زندہ ہی شمس الدین محمد نے اپنی بھاوج کی ملاقات کے واسطے اور اسکو
مصر مین لیجانے کی بادشاہ سے اجازت لی اور دوسرے دن مع اپنی لڑکی اور نواسے کے وہان
گیا وہ بیوہ نورالدین علی کے گھر مین جو نہایت آراستہ تھا رہتی تھی شمس الدین محمد نے پہلے نام کو
نورالدین علی کے کہ تختے پر سنہرے حرفون سے دروازے پر اُس گھر کے لکھا ہوا تھا چوما بعد اسکے
گھر کے اندر جاکر بھاوج سے تمام وکمال حال شادی وغیرہ کا ظاہر کیا اور اپنی لڑکی اور عجب کو
اُس بیوہ سے ملوایا وہ بیوہ اپنی بہو اور پوتے کو دیکھ کے خوش ہوئی اور یقین ہوا کہ
بدرالدین حسن کا فرزند ہے پھر اٹھکر بہو اور پوتے کو اپنی چھاتی سے لگایا اور پیار کیا اور عجب کے
نقشے اور شکل کو مشابہ اپنے بیٹے بدرالدین حسن کے پاکر کمال خوش ہوئی اور اسکو اپنے گلے سے
لگاکر بدرالدین حسن کو یاد کرکے رونے لگی شمس الدین محمد نے کہا بی بی اب تم غم نکرو میرے ساتھ
مصر کو چلو بادشاہ نے مجھے اجازت دی ہی کہ مین تمکو اپنے ساتھ لے چلون اور مین فضل خدا سے امیدوار
ہون کہ بدرالدین حسن بھی ہمکو ملیگا اور میری دختر کی شادی کا حال اس قابل ہی کہ لکھکر داخل
تواریخ کیا جائے بیوہ نورالدین علی کی سب حال تفصیل سنکر خوش ہوئی اور سفر کی تیاری
کی شمس الدین محمد پھر ملازمت بادشاہ سے مشرف ہوکے رخصت ہوا بادشاہ بانسرہ نے

واسطے خوشنودی بادشاہ مصر کے اُسکو بعنایت خلعت و انعام رخصت فرمایا شمس الدین محمد مع اپنے اہل و عیال کے بالسرے سے پھر دمشق کی طرف روانہ ہوا اور شہر مین پہونچکر باہر شہر کے اُترا اور واسطے مول لینے تحفون نادر دمشق کے کہ واسطے نذر بادشاہ کے اُسکو ضرور تھے تین دن تک مقیم رہا عجب نے خواجہ سرا سے کہا مجھے شہر مین لیچل کہ سیر کرون اور بھی حال اس حلوائی کا جو میرے پتھر سے زخمی ہوا تھا دریافت کرون کہ اُسکا کیا حال ہے خواجہ سرا اسکو شہر کی طرف لیگیا اور فردوسی دروازے سے چوک مین لایا اور سیر و تماشا کرتے ہوئے عصر کے وقت بدرالدین حسن کی دوکان پر آئے عجب نے بدرالدین حسن کو سلام کیا اور کہا تم مجھے پہچانتے ہو بدرالدین حسن نے اسکی طرف دیکھا فوراً محبت پدری نے جوش مارا اور وہی حال جیسا پہلی دفعہ ہوا تھا اُسپر طاری ہوا بعد تھوڑی دیر کے کمال منت و سماجت سے کہا صاحب اپنے اتالیق سمیت ایک ساعت میری دکان پر ٹھہرو ذرا ملائی کھاؤ عجب نے کہا ایک شرط سے ہم تمھاری دکان پر بیٹھتے ہین کہ تم ہمارا پیچھا نہ کرنا اور ہم کل بھی تمھاری دکان پر آوینگے بلکہ تاقیام دمشق روز ایک بار آیا کرینگے بدرالدین نے کہا مین ہر طرح ارشاد عالی بجا لاؤنگا پھر عجب اور خواجہ سرا دونون اُس کی دکان پر بیٹھ گئے بدرالدین نے ملائی کے پیالے اُنکے آگے رکھے عجب نے بدرالدین کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا اور ملائی خوب کھائی اور عجب نے کھاتے وقت بدرالدین حسن سے تاکید کی کہ زنہار اظہار اپنی محبت کا ظاہر مین ہمارے ساتھ اور ارادہ جانے کا ہمارے پیچھے نہ کرنا بدرالدین حسن نے کہا مین آپ کے کہنے کے خلاف ہرگز نکرونگا بدرالدین نے ملائی نہ کھائی بلکہ اپنے مہمانوں کی خاطرداری مین رہا جب عجب ملائی کھا چکا بدرالدین نے اُسکے ہاتھ دھلوا کر سفید رومال سے پونچھ کر ایک عمدہ پیالے مین شربت بنایا اور اوسے ڈال کر عجب کو دیا اور کہا کہ صاحب سوا میری دُکان کے ایسا شربت تمام شہر مین کہین نہین بنتا عجب اُسکو پیکر نہایت خوش ہوا پھر بدرالدین نے ایک پیالہ شربت خواجہ سرا کو پلایا پھر عجب اور خواجہ سرا بدرالدین حسن کی شکرگذاری کرکے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور شمس الدین محمد کے خیمے مین پہونچکر عجب خواجہ سرا سمیت اپنی دادی کے خیمہ مین گیا دادی اُسکو گلے سے لگا کے روئی اور کہا کہ خدا وہ دن دکھائے کہ تمھارے باپ کو دیکھون پھر اُسکی دادی کھانا کھلانے بیٹھی اور عجب سے اپنے ساتھ بٹھلا کے ادھر اُدھر کی باتین پوچھنا شروع

کین وہ احوال اپنے سیر اور تماشے کا بیان کرنے لگا یہانتک کہ اُسکی دادی نے اُسکو کھانے
کو کہا عجب نے عذر کیا کہ اسوقت میرا جی نہین چاہتا پھر اُسنے ایک ٹکڑا ملائی کا اُسے اور خواجہ سرا
کو دیا مگر دونون نے اصلا اسکی طرف توجہ نہ کی مگر دادی کی خاطر سے آگے رکھ لیا بیوہ نورالدین
نے تعجب ہوکر پوچھا کیون نہین کھاتے اس قسم کی ملائی سوا میرے اور میرے بیٹے بدرالدین حسن کے
جو تمہارا باپ ہے اور کوئی بنا نہین سکتا عجب نے کہا غلط ساف ہوا اس شہر مین ایک حلوائی ہے
مین نے اُسکی دکان پر بیٹھکر ملائی کھائی ہے اُس سے تمہاری ملائی بہتر نہین یہ سنکر اسکی دادی
خواجہ سرا سے بہت ناخوش ہوئی اور کہا کیون رے شعبان تو کیسی محافظت میرے بچے کی کرتا
ہے کہ اُسنے حلوائی کی دوکان پر بیٹھکر فقیرون کے مانند کھانا کھایا شعبان نے کہا ہم انکی دکان پر
ستانے کے لیے ایک لمحہ بیٹھ گئے تھے کچھ کھایا پیا نہین عجب نے کہا ہمنے ملائی بھی کھائی تھی
یہ سنکر وہ بی بی زیادہ تر شعبان پر غصے ہوئی اور شمس الدین محمد وزیر کے خیمے مین آکر شعبان غلام
کی شکایت کی شمس الدین محمد اپنی بھاوج کے خیمے مین آکے شعبان پر نہایت خفا ہوا اور کہا کیا یہ
بات سچ ہے شعبان نے انکار کیا مگر عجب نے نانا سے کہا ہم دونون نے حلوائی کی دکان پر بیٹھکر ملائی خوب
کھائی اور اُس حلوائی نے ہمکو ایک ایک پیالہ شربت کا بھی پلایا تھا شمس الدین محمد نے شعبان
سے کہا کیون رے تو انکار کرتا تھا شعبان نے پھر بھی انکار کیا اور جھوٹی قسم کھائی کہ ہمنے ملائی
نہین کھائی شمس الدین محمد نے برہم ہوکر اُسکو یہانتک مارا کہ اُسنے اقرار کیا اور کہا اس حلوائی کی
ملائی بہ نسبت عجب کی دادی کی ملائی کے بہت اچھی اور لذیذ تھی عجب کی دادی نے ناخوش ہوکے
کہا تو خلاف کہتا ہے کبھی میری ملائی سے اچھی نہ ہوگی پھر عجب کی دادی نے شعبان سے کہا تو جاکر
اُس حلوائی کی ملائی میرے لیے مول لے آ شعبان نے فوراً اُس ملائی کو لاکر عجب کی دادی
کو دی وہ ایک ٹکڑا کھاتے ہی غش مین آئی شمس الدین محمد نہایت مضطر ہوا اور پانی اُسکے منھ پر
چھڑکا غرض جب وہ ہوش مین آئی کہنے لگی کہ یہ ملائی مقرر میرے بیٹے بدرالدین حسن کے ہاتھ کی
بنی ہوئی ہے شمس الدین محمد کو جب ثابت ہوا کہ بنانے والا اسکا بدرالدین حسن ہے وہ نہایت خوش ہوا
مگر بظاہر اپنی بھاوج سے کچھ حیلہ کرکے کہا ذرا صبر کرو مین اُسے بلواتا ہون تم اور تمہاری بہو اسکو بھی
طرح پہچانتی ہو اگر واقع مین وہی ہو تو ہم اسکو لیکر جلد کیرو کو جائین یہ کہکر شمس الدین محمد وہان سے

اپنے خیمے مین آیا اور پچاس سپاہیونکو حکم کیا کہ تم ایک ایک لاٹھی اپنے ہاتھ مین لو اور شعبان کے
ہمراہ ہوکر ایک حلوائی کی دکان پر کہ اس شہر مین ہے جاؤ اور وہان پہونچ کے جو چیز اُسکی
دکان مین پاؤ اُسے توڑ ڈالو اگر وہ سبب پوچھے تو کچھ نہ کہنا بلکہ یہ کہنا جس ملائی کو شعبان تیری دکان
سے مول لیگیا تھا تو نے ہی اسکو بنایا تھا اگر وہ کہے کہ ہان تو تم بے تامل اسکو باندھ کر میرے
پاس لے آنا مگر مارنا نہین وہ پچاس سپاہی شعبان حبشی کے ساتھ بدرالدین حسن کی دکان پر گیے
اور سب برتن اُسکی دکان کے چور چور کر ڈالے اور ملائی شربت وغیرہ پھینکدیا بدرالدین حسن نہایت
پریشان ہوا اور نہایت تحمل سے پوچھنے لگا کہ صاحبو مین نے کیا قصور کیا جسکے بدلے تم میرے ساتھ
ایسی بدسلوکی کرتے ہو انھون نے کہا وہ ملائی جو اس خواجہ سرا کے ہاتھ بیچی تھی اُسکو تو نے بنایا
تھا یا نہین بدرالدین حسن نے کہا ہان مین نے اُسے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا انھون نے اسکو قید
کر کے اُسکے ہاتھ باندھ لیے بازار کے لوگ یہ حال دیکھکر جمع ہو گئے اور چاہا کہ اُسکو چھین لین مگر کچھ
قابو نہ چل سکا غرض بدرالدین حسن کو وزیر کے خیمے مین لیگئے شمس الدین محمد اسوقت بادشاہ دمشق
کی حضور مین گیا تھا کہ اُسے آگاہ کرے کہ جس شخص کی مجھے تلاش تھی مین نے اُسے پایا مگر امیدوار ہون
کہ سب تھانہ دارونکو حکم ہو کہ کوئی میرے مقدمے مین دخل نہ دے بلکہ عندالحاجت میری مدد کرین
اور جب شمس الدین محمد دربار سے اپنے خیمے میں آیا سپاہیون نے بدرالدین حسن کو وزیر کے حضور
مین حاضر کیا بدرالدین حسن نے رو کر وزیر سے پوچھا خداوند مین نے کیا قصور کیا ہے جسکے عوض
آپ نے میری دوکان لٹوائی اور مجھے اس بیعزتی سے پکڑ بلوایا وزیر نے کہا تو وہی شخص ہے جسنے
ملائی بنا کر میرے غلام کے ہاتھ بیچی تھی بدرالدین حسن نے کہا البتہ شمس الدین محمد نے کہا یہی تیرا
قصور ہے اور ابھی تیری کچھ سزا نہین ہوئی اس سے زیادہ تجھے سزا دونگا بلکہ نوبت تیری جان پر
پہونچیگی کہ تو نے ایسی بُری ملائی میرے واسطے بھیجی بدرالدین حسن نے کہا جو کوئی ملائی بری بنائے تو
بڑا گناہ ہوتا ہے وزیر نے کہا ہان اس عرصہ مین وزیر اور بدرالدین سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اسکی مان
اور قبیلے نے اپنے خیمون سے اسے دیکھکر پہچانا کہ بدرالدین حسن یہی ہے پھر دونون بی بیون کو غش
آگیا اور جب افاقہ مین آئین جب انھون نے چاہا کہ دوڑ کر بدرالدین کو لپٹ جائین مگر
شمس الدین محمد نے اُن سے عہد لیا تھا کہ جب تک مین نہ کہون تم اس کے پاس نہ جانا

غرض وہ بیبیان صبر کر کے خاموش ہو رہین اور وزیر شمس الدین محمد اُسی شب کی صبح کو وہان سے
روانہ طرف مصر کے ہوا اور بدرالدین حسن کو ایک صندوق مین بند کر کے اونٹ پر لادا اور ساتھ
اپنے لیچلا شام کو واسطے رفع حوائج کے صندوق سے نکالتے اور پھر اسکو صندوق مین بند کر دیتے
تھے یہان تک کہ کیرو مین پہونچکر قریب شہر کے ایک جگہہ پر اُترا اور اُسکو اپنے روبرو اس صندوق
سے نکلوا کر بٹھلایا اور سامنے اُسکے ایک نجار کو حکم دیا کہ لکڑی بطور سولی کے جلد تیار کر بدرالدین نے
پوچھا کہ کسکے واسطے وزیر نے کہا جب کل شہر مین داخل ہونگا تجھے اس لکڑی پر بٹھا کر تمام شہر مین
پھراؤنگا اور آگے تیرے منادی یہ کہتا جائیگا کہ یہ سزا اس شخص کی ہی جو ملائی مین مرچ سیاہ نہ
ڈالے بدرالدین نے واویلا کیا کہ افسوس کل مین اس رسوائی سے مارا جاؤنگا ملکہ شہرزاد نے شہریار سے
کہا خلیفہ ہارون رشید باوجود نقاہت کے وزیر جعفر سے یہ حال سُنکر ہنسی کو ضبط نہ کر سکا اور وزیر
شمس الدین محمد کے ڈرانے اور دھمکانے سے بدرالدین حسن کے تئین کہ وہ کہتا تھا بسبب نہ ڈالنے
مرچ سیاہ کے ملائی مین کل کے دن تو قتل و تشہیر کیا جائیگا بہت ہنسا اور ٹھٹھا مارا بدرالدین حسن
نے کہا ای خدا کہین ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی شخص ذرا سے قصور پر لوٹ لیا جائے اور قید ہو کر
سولی دیا جائے اسطرح کی باتین کر کے روتا اور کہتا ایسی ملائی بنانے پر لعنت ہو کاش مین پیدا نہ ہوا
ہوتا یہ بیان کر کے بدرالدین رو رہا تھا کہ لکڑی سولی کی حاضر کی گئی اور اسکے سر پر سلاخ لوہے کی
لگائی بدرالدین حسن اُسکو دیکھکر بہت گھبرایا اور کہنے لگا نہ تو مین نے کسی کی چوری کی اور نہ کسیکو قتل
کیا اور نہ مین اسلام سے پھرا صرف ذرا سے قصور پر سولی دیا جاؤنگا پھر جب شام ہوئی وزیر شمس الدین محمد
نے حکم کیا کہ بدرالدین کو اُسی صندوق مین قید کرو اور کہا آج کی رات تو اس مجلس مین رہے گا کل
کے دن تجھکو مین قتل کرونگا چنانچہ بدرالدین حسن کو صندوق مین بند کیا اور اسی اونٹ پر لادکر رکھا
اور وزیر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور حکم کیا کہ اُس اونٹ کو گھوڑے کے آگے لے چلو چنانچہ بڑے
تجمل و شوکت سے کیرو مین پہونچا اور اپنے گھر مین داخل ہو کے کہا اس صندوق کو اُتار دو مگر ابھی
کھولو نہین جب سب اسباب اُتار گیا وزیر شمس الدین محمد نے اپنی بیٹی سے کنارے لیجا کر کہا شکر خدا کا
ہے کہ تمھارا شوہر ملا آج شب کو تم اپنا حجلہ عروسی طرح تیار کرو اور سجو جیسا کہ شادی کی رات آراستہ
کیا تھا وزیرزادی نے اُس حجرے کو جس مین بیاہ کی رات سولی تھی اسیطرح سے تیار کیا اور ہر ایک چیز کو

اُسی دستور سے اُس مین رکھا جیسا کہ برات کی رات کو رکھا تھا اسیطرح تخت بچھایا گیا اور موم کی بتیان جلائی گئین جب وہ حجرہ مثل سابق کے آراستہ ہوا وزیر شمس الدین محمد نے آپ وہان جا کر لباس بدرالدین حسن کا جسے برات کی شب کو پہنے تھا اُس ریابون کی تھیلی کے ساتھ کرسی پر اُسی وضع سے رکھا جیسا کہ اُسکو وہ اُتار کے عروس کے ساتھ ہمخواب ہوا تھا بعد اسکے وزیر نے اپنی لڑکی سے کہا اب تو کپڑے شب خوابی کے پہنکر مثل اُس رات کے پلنگ پر جاکر سو رہ اور جب بدرالدین حسن اس حجرے مین آئے اور تجھے بیدار کرے تو کچھ تعجب نہ کرنا بلکہ اُسکو اپنے پاس سُلانا اور فجر کو جو حال گذرے اُسکو اپنی خوشدامن سے اور مجھ سے بیان کرنا پھر وزیر شمس الدین محمد نے حکم کیا کہ سوا دو تین خواص کے کوئی اُس حجرۂ عروسی مین نہ رہے پھر جب شام ہوئی اور قریب پہر رات کے گذری وزیر نے بدرالدین حسن کو صندوق سمیت اس حجرے کے پاس بھجوایا اور صندوق سے نکال کر اُسکو مرزائی اور پائجامہ پہنوایا اور حجرے کے اندر چھوڑ کے اوپر سے بند کرنے کو کہدیا بدرالدین حسن غم مین ڈوبا ہوا صندوق مین لیٹا غافل سوگیا تھا کہ وزیر کے نوکرون نے صندوق سے اُسکو نکالکر ننگا کیا اور اُس مکان مین لیگئے اور بدرالدین حسن کو خبر نہ ہوئی کہ مین کہان اور کس حال مین تھا اور اب کس حال مین ہون پھر جب وہ بعد داخل ہونے مکان عروسی کے جاگا تو اُسنے اپنا اُس مکان مین چارون طرف سب سامان شادی کا دیکھکر اپنی شب عروسی یاد کی اور دریافت کیا کہ یہ مکان تو اُسی بی بی کا ہے جسمین مین نے اصطبل بادشاہی کے سائیس کو دیکھا تھا عالم تحیر مین ہوگیا اور اُسکے اندر اپنے کپڑون کو دیکھا کہ اُسیطرح سے رکھے ہوئے ہین جسطرح کہ اُسنے اپنی شب عروسی کو اُتار کر رکھے تھے اس امر سے اور زیادہ حیران ہو کے کہنے لگا خداوندا یہ کیا معاملہ ہے آیا مین جاگتا ہون یا خواب مین ہون اتنے مین وزیر زادی نے بہانہ کرکے اپنے سر کو مسہری سے نکال کر اور منھ کو بدرالدین حسن کی طرف کرکے نہایت پیار سے کہا اے میرے پیارے شوہر آؤ اور پلنگ پر آرام کرو جب بیدار ہو کر تمکو مین نے پلنگ پر نہ پایا نہایت متحیر ہوئی اور بڑی دیر تک تمہارے آنے کی منتظر تھی بدرالدین حسن اس بات کو سُنکر خوش ہوا اور رنج و الم اسکا خوشی سے بدلگیا اور اُس بی بی کو ویسا ہی خوبصورت اور دلفریب پایا جیسا شب عروسی مین دیکھا تھا پھر حجرے مین گیا اور سوچنے لگا کہ کیونکر وہ زمانہ جسکو دس برس گذرے ایک رات مین طے ہو سکتا ہے پھر کپڑے

اور تھیلی ریالون کی اور ہر ایک چیز کو بعینہ پایا پکار کے کہنے لگا خداوندا یہ کیا معاملہ ہے کہ جسے مین کچھ
قیاس نہین کر سکتا بی بی نے دوسری بار کہا صاحب پلنگ پر آرام کرو کھڑے کیا سوچ رہے ہو
بدرالدین حسن پلنگ کے پاس کھڑا ہوا اور کہا بی بی سچ بتاؤ کہ میری تمھاری جدائی کو کسقدر زمانہ
ہوا اُسنے کہا صاحب ابھی تو تم پلنگ پر سے اُٹھکر گئے تھے بدرالدین حسن نے کہا بی بی تم کیا کہتی ہو
سچ ہے کہ ایک رات مین اس جگہ تمھارے ساتھ سویا تھا لیکن اسکو دس برس گذرے تب سے
مین دمشق مین تھا مین سخت متحیر ہون آیا یہ وہی رات ہے یا نہین وزیرزادی بولی شاید تمھارے
دماغ مین کچھ خلل ہے کہ تم کہتے ہو مین دمشق مین تھا بدرالدین حسن نے ہنسکر کہا یہ امر نہایت
ہنسی کا ہے مین ... ہے مین دمشق کے دروازے پر اچھا سی قمیص اور ازار کے پایا تھا
اور وہان کے لوگ مجھے دیکھ کے ہنستے اور ٹھٹھا مارتے تھے یہانتک کہ مین اُن سے بھاگ کر ایک
حلوائی ... مین جاکے چھپا اور اُسنے مجھے بیٹا اپنا بنایا پھر اُسنے مجھے اپنا کام سکھایا اور مرنے
کے ... اپنے مال کا مالک کیا چنانچہ اُسکے مرنے کے بعد اُسکی دکان پر مین نے دس برس
...رکی ایک میر دار دہوا اُسکا ایک لڑکا نہایت حسین ایک دن مع اپنے خواجہ سرا کے
میری دکان پر آیا

... بدرالدین حسن کی مکان عروسی کو حیرت سے دیکھنے کی

اور ملائی کی اور دہین کھائی بعد اسکے امیر نے تھوڑی ملائی اسی خواجہ سرا کے
منگوائی اور پھر سب مجھے پکڑ بلوایا اور مرچ سیاہ کے نہ ڈالنے سے میری دکان کو لوٹ
مین بند کیا اور دمشق سے اونٹ پر رکھا اپنے گھر مین لایا اور مجھ سے کہا کہ تو کل
اس غم مین مبتلا ہو کر صندوق مین غافل سو گیا پھر جب مین جاگا تو اپنے تئین تھا
وزیرزادی نے سنکر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم سے کوئی بڑا گناہ کیا تھا کہ جسکے سبب
گذرین بدرالدین نے کہا بی بی مین نے تو کوئی ایسا جرم نہین کیا تھا وزیرزادی
کہنے لگی کہ نہین تمنے کوئی بڑا قصور کیا ہوگا بدرالدین نے کہا بجز ملائی بنانے کے
کیا مگر شکر خدا کا کہ وہ سب باتین محض خواب و خیال تھین شہریار بادشاہ اس امر
نے ان سب باتون کو جو واقعی تھین خواب و خیال سمجھا بہت ہنسا اور اسنے کہا یہ
اور دل لگی کا ہے اور مجھے یقین ہے کہ شمس الدین محمد اور اسکی بھاوج کل کے دن بدرا
ان باتون کو سنکر بہت خوش ہونگی دوسرے دن ملکہ شہرزاد نے آخر شب کو بادشاہ
اسطرح اس قصہ کو کہنا شروع کیا کہ خداوندا اس شب کو بدرالدین تمام رات اسی
مین خواب مین اپنی بی بی کے پاس ہون یا بیداری مین کبھی پلنگ سے اٹھکے گرد
اور سب اسباب کو پہچان کے کہتا کہ یہ کمرہ وہی ہے جس مین میری بی بی کی شادی ہوا کہ
بی بی ہے جسکی شادی بادشاہ نے اس کبڑے سائیس اصطبل بادشاہی کے ساتھ
اسکے ساتھ سوتا ہون الغرض بدرالدین حسن انھین خیالون مین تھا کہ فجر ہوتے وزیر
نے آکر دروازے پر حجرے کے دستک دی اور اندر جا کے اس سے صاحب سلامت
کی بدرالدین حسن نے وزیر کو پہچان کر کہا آپ ہی نے میرے واسطے سولی تیار کرنیکو بنا
تھا جسکے خوف سے ابتک تئین کانپ رہا ہون اور صرف اتنے ہی قصور کے واسطے کہ مین
مین سیاہ مرچ نہین ڈالی یہ سزا میرے حق مین تجویز فرمائی تھی وزیر شمس الدین محمد نے بعد سننے
مین نے ہی تیری شادی اپنی بیٹی کے ساتھ جسکا نکاح بادشاہ نے ساتھ اپنے کبڑے سائیس
تجویز کیا تھا کی تھی اور تو میرا بھتیجا ہے پھر اس کتاب کو جو نورالدین علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی
کہا کہ فقط تیرے ہی تلاش کرنے کے واسطے مین کیروسے بانسرے اور دمشق کو گیا تھا

تب بدرالدین حسن کو اپنی چھاتی سے لگاکے بہت پیار کیا اور کہا ان سب امور کو جو مین نے تمہارے ساتھ کیے تھے معاف کرو ان باتون سے غرض میری یہ تھی کہ تم کو اس حیلے سے صحیح و سالم اپنے گھر مین لاؤن اور تمہین تمہارے اہل وعیال سے ملاؤن اگر یہ حیلہ نہ کرتا تو خوف تھا کہ مین خوشی سے تمکو شادی مرگ نہو جائے اب جبتک تم اپنی پوشاک پہنو مین تمہاری ماں کو جو تمہاری جدائی مین نہایت بیقرار ہو رہی ہے خبر کرون اور بھی تمہارے فرزند کو جسے تمنے دمشق مین اپنی دکان پر بٹھلاکر کمال محبت سے ملائی کھلائی تھی لاؤن اب حال سرور اور خوشی کا جو بدرالدین حسن اور اسکی ماں کو دیدار ایک دوسرے سے حاصل ہوئی تھی کہنے اور لکھنے مین نہین سماتا غرض ماں گلے ملکے بدرالدین حسن کے بہت روئی اور جو مصیبتین اسپر گذری تھین بدرالدین حسن سے بیان کین اور ایک طرف اسکا فرزند عجب خرد سال دوڑکر اسکے سینے سے لپٹ گیا اور بدرالدین حسن نے اسے پہچان کر گلے سے لگا کے بہت پیار کیا اور وزیر شمس الدین محمد اسے وہین چھوڑکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور اپنے سفر کا حال مفصل عرض کیا بادشاہ اس قصہ عجیب کو سنکر کمال خوش ہوا اور حکم کیا کہ اس سب حال کو ہماری کتب تواریخ مین درج کرو پھر وزیر شمس الدین محمد نے بہت بڑی دعوت کی اور دسترخوان پر سب اہل وعیال کو بٹھاکر انکے ساتھ کمال خوشی سے خاصہ کھایا غرض وہ دن اسکا کمال خوشی مین کٹا وزیر جعفر نے بعد تمام کرنے قصہ بدرالدین حسن کے خلیفہ ہارون رشید کی حضور مین عرض کیا کہ غلام امیدوار ہے کہ حضور ریحان حبشی کے قصور کو معاف کرین چنانچہ خلیفہ نے قصور اسکا معاف کیا اور اس جوان کو جسنے اپنی بی بی کو دھوکے سے مارا تھا تسلی فرماکے ایک اپنی لونڈی کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا اور اسے بہت انعام واکرام دے کے تا زیست لائق اسکے روزینہ مقرر فرمایا چنانچہ وہ جوان اپنی زندگی تک بخوبی تمام خلیفہ کے سایہ عنایت مین خوش وخرم رہا ملکہ شہرزاد نے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا کہ خداوندا اب تو دن نکل آیا کل کی رات اگر میری جان بخشی ہوگی تو مین اس سے بہتر قصہ آپ کے حضور مین کہونگی بادشاہ خوابگاہ سے اٹھکر اپنے کاروبار مین مشغول ہوا مگر اپنے دل مین سوچا کہ شہرزاد نے وعدہ کیا ہے کہ کل کی رات اس سے بہتر اور عجیب قصہ کہیگی اسکو قتل نہ کیا چاہیئے اور آج بھی جان بخشی کرکے اسکے قصہ کو سن لیا چاہیئے

تمام ہوئی جلد پہلی الف لیلہ کی

اور ملائی لی اور دہین کھالی بعد اسکے امیر نے تھوڑی ملائی اُسی خواجہ سرا کے
منگوائی اور پھر مجھے پکڑ بلوایا اور مرچ سیاہ کے نہ ڈالنے سے میری دکان کو لہ
مین بند کیا اور دمشق سے اونٹ پر رکھا اپنے گھر مین لایا اور مجھ سے کہا کہ تو کل
اس غم مین مبتلا ہو کر صندوق مین غافل سو گیا پھر جب مین جاگا تو اپنے تئین مجھا
وزیرزادی نے سنکر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کوئی بڑا گناہ کیا تھا کہ جسکے سب
گذرین بدرالدین نے کہا بی بی مین نے تو کوئی ایسا جرم نہین کیا تھا وزیرزادی
کہنے لگی کہ نہین تمنے کوئی بڑا قصور کیا ہوگا بدرالدین نے کہا بجز سارا ارشاد کے
کیا مگر شکر خدا کا کہ وہ سب باتین محض خواب وخیال تھین شہریار بادشاہ اس ام
نے ان سب باتون کو جو واقعی تھین خواب وخیال سمجھا بہت ہنسا اور اُسنے کہا یہ
اور دل لگی کا ہے اور مجھے یقین ہے کہ شمس الدین محمد اور اُسکی بھاوج کل کے دن بدرا
ان باتون کو سنکر بہت خوش ہونگی دوسرے دن ملکہ شہرزاد نے آخر شب کو باد
اسطرح اس قصہ کو کہنا شروع کیا کہ خداوند اُس شب کو بدرالدین تمام رات اسی
مین خواب مین یعنی بی بی کے پاس ہون یا بیداری مین کبھی پلنگ سے اُٹھ کے گر
اور سب اسباب کو پہچان کے کہتا کہ یہ کمرہ وہی ہے جسمین میری بی بی کی شادی ہو
بی بی ہے جسکی شادی بادشاہ نے اُس کبڑے سائیس اصطبل بادشاہی کے ساتھ
سکے ساتھ سوتا ہون الغرض بدرالدین حسن انھین خیالون مین تھا کہ فجر ہوتے وزیر
نے آکر دروازے پر حجرے کے دستک دی اور اندر جا کے اُس سے صاحب سلا
کی بدرالدین حسن نے وزیر کو پہچان کر کہا آپ ہی نے میرے واسطے سولی تیار کرنیکو بنا
تھا جسکے خوف سے ابتک تئین کانپ رہا ہون اور صرف اتنے ہی قصور کے واسطے کہ میر
مین سیاہ مرچ نہین ڈالی یہ سزا میرے حق مین تجویز فرمائی تھی وزیر شمس الدین محمد نے بعد ہنسنے کے
مین نے ہی تیری شادی اپنی بیٹی کے ساتھ جسکا نکاح بادشاہ نے ساتھ اپنے کبڑے سائیس
تجویز کیا تھا کی تھی اور تو میرا بھتیجا ہے پھر اُس کتاب کو جو نورالدین علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی
کہا کہ فقط تیرے ہی تلاش کرنے کے واسطے مین کیرو سے بانسرے اور دمشق کو گیا تھا

سنے بدرالدین حسن کو اپنی چھاتی سے لگا کے بہت پیار کیا اور کہا ان سب امور کو جو مین نے
تمہارے ساتھ کیے تھے معاف کرو ان باتون سے غرض میری یہ تھی کہ تم کو اس حیلے سے
صحیح وسالم اپنے گھر مین لاؤن اور تمھین تمھارے اہل وعیال سے ملاؤن اگر یہ حیلہ نہ کرتا تو خوف تھا کہ تمھین
فرط خوشی سے تمکو شادی مرگ نہو جائے اب جبتک تم اپنی پوشاک پہنو مین تمھاری مان کو جو تمہاری
جدائی مین نہایت بیقرار ہو رہی ہی خبر کرون اور بھی تمہارے فرزند کو جسے تمنے دمشق مین اپنی دکان پر بٹھلا کر
کمال محبت سے ملائی کھلائی تھی لاؤن اب حال سرور اور خوشی کا جو بدرالدین حسن اور اسکی مان کو دیدار ایک
دوسرے سے حاصل ہوئی تھی کہنے اور لکھنے مین نہین سماتا غرض مان گلے ملکے بدرالدین حسن کے بہت
روئی اور جو مصیبتین اسپر گذری تھین بدرالدین حسن سے بیان کین اور ایک طرف اسکا فرزند عجیب خوش حال
دوڑ کر اسکے سینے سے لپٹ گیا اور بدرالدین حسن نے اسے پہچان کر گلے سے لگا کے بہت پیار کیا اور
وزیر شمس الدین محمد اسے وہین چھوڑ کر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور اپنے سفر کا حال
مفصل عرض کیا بادشاہ اس قصۂ عجیب کو سنکر کمال خوش ہوا اور حکم کیا کہ اس سب حال کو
ہماری کتب تواریخ مین درج کرو پھر وزیر شمس الدین محمد نے بہت بڑی دعوت کی اور دسترخوان پر
اپنے سب اہل وعیال کو بٹھا کر انکے ساتھ کمال خوشی سے خاصہ کھایا غرض وہ دن اسکا کمال خوشی
مین کٹا وزیر جعفر نے بعد تمام کرنے قصۂ بدرالدین حسن کے خلیفۂ ہارون رشید کی حضور مین عرض
کیا کہ غلام امیدوار ہی کہ حضور ریحان حبشی کے قصور کو معاف کرین چنانچہ خلیفہ نے قصور اسکا
معاف کیا اور اس جوان کو جسنے اپنی بی بی کو دھوکے سے مارا تھا تسلی فرما کے ایک اپنی لونڈی
کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا اور اسے بہت انعام واکرام دے کے تا زیست لائق اسکے دربار مین مقرر فرمایا
چنانچہ وہ جوان اپنی زندگی تک بخوبی تمام خلیفہ کے سایۂ عنایت مین خوش وخرم رہا ملکہ شہرزاد نے
بادشاہ کے حضور مین عرض کیا کہ خداوند اب تو دن نکل آیا کل کی رات اگر میری جان بخشی ہوگی
تو مین اس سے بہتر قصہ آپ کے حضور مین کہونگی بادشاہ خوابگاہ سے اٹھ کے اپنے کاروبار ہی
مین مشغول ہوا مگر اپنے دل مین سوچا کہ شہرزاد نے وعدہ کیا ہی کہ کل کی رات اس سے بہتر اور
عجیب قصہ کہیگی اسکو قتل نہ کیا چاہیئے اور آج بھی جان بخشی کر کے اسکے قصہ کو سن لیا چاہیئے

تمام ہوئی جلد پہلی الف لیلہ کی